NATIONAL PRESS URDU LITERATURE SERI

OOD-I-HINI

BY

MIRZA ASADULLAH KHAN GHA

عود ہندی

ALLAHABAD

RAM NARAIN LA

PUBLISHER AND BOOKSELLER

[illegible] No	Pag
1	7
2	11
3	17
5	19
6	23
7	28
16	42
24	57
28	64
39	82
52	101
118	208
119	210
120	213
121	214
126	221
127	224
130	230
131	230

ATIONAL PRESS URDU LITERATURE SERIES No.

OOD-I-HINDI

BY

MIRZA ASAD-ULLAH KHAN GHALI
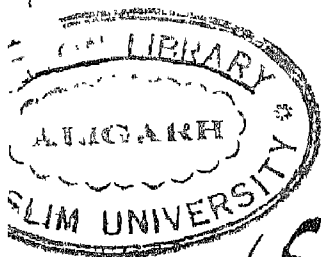
ALLAHABAD
RAM NARAIN LAL
PUBLISHER AND BOOKSELLER

عود ہندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ سے خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہے زبان مخلوق حمد خالق کرسکے ہم
وہ خیال ہے نعت کا رتبہ حمد سے کم نہیں جس ممدوح کا پروردگار مداح ہو اسکی
مدح کے لائق ہم نہیں بندۂ سراپا عصیاں محمد ممتاز علی خاں جب اپنے کو
اس سے عاجز پاتا ہے تو حرف مطلب زبان پر لاتا ہے کہ نجم الدولہ اسد اللہ خاں
بہادر غالب جنکی ذات باکمالات محتاج تعریف نہیں مرتبہ سخن فہمی پابند
توصیف نہیں روز روشن میں کوئی آفتاب کی روشنی کے دلائل لاوے تو لب
عقل کا مقتضا ہے چودھویں رات کو جو چاند کی تابش کے براہین بتاوے
فضولی کا نقشا ہے سارا ہندوستان جانتا ہے ایران تک انکی جادو بیانی کا چرچا
ہے مجھے مدت سے اسکا خیال تھا کہ فارسی تصنیفیں تو انکی بہت مرتب ہوئیں
اور چھاپی گئیں لوگوں نے فیض اٹھائے تعویذ بازو بنائے مگر کلام اردو نے
سوائے ایک دیوان کے ترتیب نہ پائی یہ دولت ارباب شوق کے ہاتھ آئی
حالانکہ نثر اردو ان کی اوروں کی فارسی سے ہزار درجہ بہتر ہے یہ سلاست

بیان شستگی زبان روزمرہ کی صفائی اور اُنکی شوخی کسی کو کب میسر ہے اُسے
کبھی ترتیب دیجئے قدردانوں پر احسان کیجئے میرے عنایت فرما اور مرزا صاحب
کے شاگرد یکتا چودھری عبدالغفور صاحب سرور تخلص سے یہ ذکر آیا تو اُنھوں نے
جتنے خطوط مرزا صاحب کے ان کے نام آئے تھے سب کو ایک جا کر کے اور
اُس پر ایک دیباچہ لکھ کے وہ مجموعہ عنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا
جا بجا سے اور تحریریں مرزا صاحب کی بہم پہنچائیں بڑی محنت اُٹھائی تب تمنا
بر آئی اور مجموعہ مرتب ہوا آج پورا اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خان صاحب بہادر
بیخبر تخلص جو نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی کے
میر منشی اور میرے مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص باختصاص
ہیں اس تلاش میں میرے معین اور مددگار رہے بہت کچھ ذخیرہ اُنکی بدولت بہم
پہنچا اس کتاب کی دو فصل اور ایک خاتمہ ہے پہلی فصل میں چودھری صاحب
کے مرتب کئے ہوئے خطوط اور اُنکا لکھا ہوا دیباچہ دوسری فصل میں میرے
جمع کئے ہوئے رقعات اور خاتمہ میں چند نثریں ہیں جو جناب غالب نے
اوروں کی کتابوں پر تحریر فرمائی ہیں عود ہندی اس کتاب کا نام ہے
خوشبو اس کی تمام عالم میں پھیلے اسی دعا پر ختم کلام ہے۔

پہلی فصل چودھری عبد الغفور سرور کا لکھا ہوا دیباچہ

ابتدا	بسم اللہ الرحمن الرحیم	عبارت لکھنا

دیباچۂ انشا کی آرائش ستائش کاتب برحق ہے کہ نہ طاقت قلم ہے
نہ تاب زبان اور عنوان املا کی نمائش حمد املا گر مطلق ہے کہ نہ یارائے لسان ہے
نہ زہرۂ بیان اس نقش گاہ زمانہ میں صانع نے کیا کیا صنائع اور بدائع اپنی قدرت
کاملہ سے دکھائے اور کیسے کیسے نقش بنائے ظہوری کو ظہور دیا اور نظیری کو بے نظیر
کیا جامی نامی ہوئے اور نظامی خداوند شیریں کلامی غالب کو غلبۂ شیوہ بیانی
و ہمہ دانی و عذوبت معانی و شیریں زبانی عطا فرما کر کوس یکتائی بجوایا اور حلاوت
کلام سے ایک عالم کو شیریں کام فرمایا زہے کرم کریم وخہے رحمت رحیم اور مدح
کبریا کی نعت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشر سے محال ہے ملائک
کی زبان ناطقہ اس جگہ لال ہے وہ رسول مجتبیٰ مقیم مقام قاب قوسین
او ادنیٰ کلیم کلام ما ینطق عن الھویٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ کہ جسکی ہدایت
زبانی پر معانی دونوں جہان کے مطالب کی کتاب ہے جو کلمہ ہے رحمت
کا باب ہے جو فقرہ ہے مغفرت انتساب ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
استشنیدن کو بگوش شنوا نوید اور گفتن کو بزبان گویا مژدہ ہو کہ شاہد سخن
پسند ناز و ادا مقنعہ رخ سے اٹھاتا ہے اور معشوق فکرت بہزار شوخ و کرشمہ

جلوہ دکھاتا ہے لیلئ شیریں لقاے فصاحت کہ جس کا ایک جہان مجنون ہے
دیدار نماے طالبان سخن سنج معنی رس ہوتی ہے اور عذراے خود آراے بلاغت
کہ جس کا ایک جہان وامق ہے سلک نثر میں موتی مضامین رنگین کے پروتی
ہے مخفی و محتجب ہے کہ سخن آفرین نے کوئی زمانہ سخنگو اور معنی فہم سے خالی
نہیں رکھا اوقات ماضیہ میں نظامی سے انتظام نظم بخشا دست جامی سے
جام معنی پر کیا ظہوری سے نظم و نثر کو ظہور دیا عرفی سے سخن مشہور ہوا اس
وقت میں عمدۃ البلغا قدوۃ الفصحا سخنور یگانہ فردوسی زمانہ خاقانی جاہ انوری
پناہ سحبان زبان خان دوران جان سخن روح معنی نظامی نظام ظہوری ظہور
نظیری نظیر فیضی فیض ضمیری ضمیر شانی شان نوائی نوا فغانی فغان مخدومی
و استادی نجم الدولہ دبیر الملک محمد اسد اللہ خاں بہادر نظام جنگ کو وہ
قدرت سخن سنجی اور معنی آفرینی عطا فرمائی کہ تمام عالم اُن کی ہمہ دانی کا قائل
اور شیوا بیانی کا مائل ہے اللہ اُن کو سلامت با کرامت رکھے آمین ثم آمین
نظم میں وہ پایہ بلند کہ شعری اُن کے ہر شعر پر آلی انجم تصدق اُتارے
خود بلا گردان ہو لولی سما عروس ہر مصرعہ پہ دل و جان وارے صدقہ
و قربان ہو ترکیب الفاظ اور ربط قوافی و ردیف کا عجب ڈھنگ ہے کہ
سخنوران مسلم الثبوت کی عقل دنگ ہے قافیہ تنگ ہے عرفی کو کہاں سے
لاؤں جو اپنے کلام کی تصدیق چاہوں اگر نظیری ہوتا داد سخن دیتا اعتقادا

اصحاب زمانہ سے ڈرتا ہوں ورنہ کہتا زانوئے سبق خوانی تہ کرتا نثر میں وہ مایۂ
ارجمندی کہ نثری اس مسلم کا ایک زینہ ہے وہ سپہر فلک آن کی خاتم کا نگینہ ہے
اگر فقرات سہ نثر ظہوری شراب بے غش کے پیالے ہیں تو کلمات عبارت
رنگین جناب غالب شیریں سخن کے نوالے ہیں طاہر وحید انشا طرازی میں یکتا ہے
لیکن یہ انداز کہاں ابوالفضل نثر پردازی میں بے ہمتا ہے مگر یہ برگ و ساز
کہاں چنانچہ مہر نیمروز کی تابش اور ماہ نیم ماہ کی نمائش اور مشکبو کی خوشبو و
رنگینی قاطع برہان کے دلائل کی دل نشینی شاہد مدعا ہے سچ تو یہ ہے سخن کی
آبرو آپ کی ذات باکمالات سے باقی ہمارے قول کو کلام ممدوح کافی جو کہوں
وہ بجا ہے تلفظ عبارت رنگین پنج آہنگ بالسان دلاوری ہے کہ آہنی دل
کو موم کرتا ہے مطالعہ ہر سطر و صفحہ کا جوہر سرمہ اصفہانی ہے کہ ستھرائی ہوئی
آنکھوں کو جلا بخشتا ہے الحق کہ موجد تازہ مضامین ہیں اور آفرینندۂ معانی
دل نشین ریختہ کا وہ انداز ریختہ خامہ سحر نگار ہے کہ میر کو زندہ کیا ہے سودا
کو سولی لیا ہے عبارت اردو باغ و بہار ہے دیکھ لوٹتے خریدار ہے اگر کوئی
سخن چین سخن چینی کرے تو ہرزہ درائی ہے اور نکتہ چینی اس کی عین
نابینائی ہے ارباب علوم کو معلوم ہو کہ میں انکسار ظہور عبدالغفور متخلص
بہ سرور مارہروی بدو شعور سے امال سخن کا طالب اور صاحب کمال کا
خواہاں تھا جب کلام بلاغت نظام رشک صائب فخر طالب جناب

اسد اللہ خاں صاحب غالب کا دیکھا دل کو بھایا یکتا پایا ترسیل مراسلات میں
قدم بڑھایا ہر کتابت کا جواب آیا سبحان اللہ وہ زبان کہاں پاؤں کہ اُن کے
خلق کا بیان لب پر لاؤں مجھ سے ناچیز حقیر پر وہ ذرہ نوازی مہر وار فرمائی
کہ میری نظر میں میری آبرو بڑھائی کبھی جواب مراسلہ میں تساہل و درنگ
اور اصلاح شعر و عبارت میں دریغ اور ننگ نہ فرمایا جو نامہ کہ بنام میرے
بعبارت اُردو تحریر کیا مکتوب سادہ رو بتوں سے دلربا تر اور ہر سطر اُس کی
سلسلہ مویوں سے تاب فرسا زیادہ ہے جس آنکھ نے دیکھا وہ بینا ہے جس
کان نے سُنا وہ شنوا ہے پس تنہا مسئلہ ڈھونڈنا اور آپ ہی آپ مزہ اٹھانا خلاف
انصاف جانا دل مائل تمام بشہرت عام ہوا اور ہنوز یہ قصد ناتمام تھا کہ
بحسن اتفاق فخر زماں وحید دوراں جناب ممتاز علی خاں صاحب متوطن
میرٹھ کہ ریعان شباب میں بہ تہذیب نفس شب بیدار و تہجد گزار اور دل نرم و
محبت گرم اخلاق مجسم شفیق مکرم فطرت ارجمند ہمت بلند خصائل حمیدہ
اوصاف پسندیدہ پاک نہاد متحد با اتحاد پاکیزہ روش اخلاق منش سخن شناس
انصاف اساس خوش تقریر عدیم النظیر ہیں رونق افزا سے مارہرہ ہوئے
اور قدوم تقدس لزوم سے اس قصبہ کو مشرف کیا ایک روز محفل ممدوح
میں ذکر یکہ دانی و شیوا بیانی جناب استاذی و مخدومی درمیان آیا ارشاد
کیا کہ کلام مرزا صاحب نسیم جانفزا اور شمیم دلکشا ہے فارسی کا کیا کہنا اردو بھی

یکتا ہے نظم و نثر فارسی تو محلیٰ بحلیۂ انطباع ہوا لیکن نثر اردو زیور طبع سے عاری
رہا اگر وہ خطوط کہ بنام تمہارے آئے اور تم نے سنائے ہیں جمع کرو تو میں اسکے
انطباع کا بیڑا اٹھاتا ہوں اس تقریر سے نسیم تاثیر نے غنچۂ دل کھلایا
منشاء خاطر ظہور میں آیا وہ مکتوب کہ بنام میرے آئے تھے ترتیب دیئے گویا
جواہر بے بہا کان قلمدان سے نکال کر کشتی اوراق میں جمع کیے چونکہ حیثیت
جناب غالب میرے حال پر بہت غالب ہے لہذا نام اس انشا کا
مہر غالب بکسر میم مناسب ہے سال ختم تالیف بھی اس نام سے
مطابق پایا طبیعت اور بڑھی تحریر تاریخ کو دست و قلم بڑھایا
انشا ہوا بعد مطالب لکھی۔

کوکب شعر شاعران ہند پرتو التفات غالب سے روشن اور خاک فکر
ہستیاں آبیاری مکرمت ممدوح سے گلشن ہو چلا آمین ثم آمین۔

۱۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

چودھری صاحب شفیق مکرم کی خدمت میں بعد ارسال سلام مسنون
عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ذرہ پروری اور درویش نوازی کی ورنہ میں
سزاوار ستائش نہیں ہوں ایک سپاہی زادہ ہیچمدان اور پژمردہ دل افسردہ
دردان افسردہ ہاں ایک طبع موزوں اور فارسی زبان سے لگاؤ رکھتا ہوں

اور یہ بھی یاد رہے کہ فارسی کی ترکیب الفاظ اور فارسی اشعار کے معنی کے پرواز میں میرا قول اکثر خلاف جمہور پائیے گا اور حق بجانب میرے ہو گا پہلے میں حضرت سے پوچھتا ہوں کہ یہ صاحب جو شرحیں لکھتے ہیں کیا یہ سبب ایزدی سروش ہیں اور ان کا کلام وحی ہے آپ اپنے قیاس سے معنی پیدا کرتے ہیں یہ میں نہیں کہتا کہ ہر جگہ اُن کا قیاس غلط ہے مگر یہ بھی نہیں کوئی کہہ سکتا کہ جو کچھ یہ فرماتے ہیں وہ صحیح ہے اسی چھاپے میں کہ جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں منکہ باشم عقل کل الخ اس شعر کی شرح کو ملاحظہ کیجئے عبارت وہ تعقید سے لبریز کہ مقصود شارح کا سمجھا بھی نہیں جاتا اور جب غور و تامل کے بعد سمجھ لیجئے تو وہ معنی ہرگز لائق اس کے نہیں ہیں کہ فکر سلیم اس کو قبول کرے پھر احسان تو بشگافتہ الخ اس مصرعہ کی توجیہ کتنی بے مزہ اور بے نفع ہے عرفی کو کہاں سے لاؤں جو اس سے پوچھ دوں کہ کہیائی تو نے اس شعر کے کیا معنے رکھے ہیں قصہ کوتاہ قطعہ

دیوانگری محبت تو | کامروز مسلم است مارا
بیگانہ ز تاج کرد تارک | آوارہ ز کفش کرد پارا

جیسا کہ دوسرے شعر کے مفہوم کو شارح کہتا ہے کہ دیوانگی میں یہ حالت بعید نہیں ایسا ہی اگر کوئی کہے منصب دیوانی سے یہ بات بعید ہے تو پھر شارح کیا جواب دیگا ہاں یہ کہیگا کہ غلبہ محبت میں پاس وضع نہ رہا

اور دیوان جی صاحب کچہری سے ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل بھاگے ہم نے مانا
مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ دیوانگی کیوں نہ لکھیں کہ دوسرے شعر کے معنی بے تکلف
منطبق ہو جائیں اور توجیہات درمیان نہ آئیں فقیر کے نزدیک دیوانگی محبت
توصحیح اور بے تکلف ہے اور دیوانگی و محبت تو غلط محض اور دیوانگی
محبت تو تکلف محض دیوانگی اور محبت دو صفتیں کیوں جمع کریں غور کیجیے
عطف واو یہ چاہتا ہے کہ یہ شخص پہلے سے دیوانہ تھا اور پھر اسی حالت میں
اس کو محبت پیدا ہوئی دیوانگی میں تلج و کفش بیجا تھی محبت پیدا ہونے کے
بعد یہ حالت طاری ہوئی کیا بے مزہ توجیہ ہے ہاں دیوانگی محبت یعنی وہ
جنون جو فرط محبت میں بہم پہنچا اس نے اس حال کو پہنچایا فقیر دیوانگی محبت
کہے گا اور دیوانگی و محبت کہنے کو منع کریگا اور دیوانگی محبت کہنے کو بالیقین
آئے گا نہ تسلیم کریگا زیادہ اس سے کیا عرض کروں یادآوری اور مہرگستری
کا شکر بجا لاتا ہوں اور بس۔

اب یہاں سے روئے سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب
کی طرف ہے اپنے مخدوم و مطاع حضرت صاحب کی خدمت میں بندگی
عرض کرتا ہوں اور حیران ہوں کہ اور کیا کہوں یہ مدعا جو دھری صاحب
کی تحریر سے معلوم ہو گیا تھا اس کا جواب لکھا گیا حضرت کے دستخط خاص
کی لکھی ہوئی عبارت سے جو سمجھتا ہوں اس کا جواب لکھتا ہوں اور

جو کچھ مجھ سے نہیں پڑھا گیا وہ تعویذ بازو کر رکھتا ہوں اگر بفرض محال کبھی ملاقات
ہو گی تو آپ سے دریافت کرکے پانچ گز وار ہو نگا ہاں حضرت سچ ہے میر
ابن حسن خاں میرے دوست ہیں اور مرزا عباس میرا بھانجا فتنہ و فساد کے
زمانہ میں بلگرام میں رہا اور اب وہ فرخ آباد میں ڈپٹی کلکٹر ہے آپ کی اور
بھائی منشی نبی بخش صاحب کی ملاقات سے میرا دل بہت خوش ہوا یاد
رہے سخن فہمی اس بزرگوار کا حق ہے اب آگرہ میں بیکار اور پنشن کے
امیدوار ہیں ع تا ہر چہ گفتنی از تو بکر ر شنود ست
شدے کی رعایت سے کہ وہ بیائے مجہول ہے یعنی ہمیشہ اکثر صاحب
گفتی کو بھی بیائے مجہول پڑھتے ہیں تا کہ جو گفتند کے معنی پیدا ہوں اس
صورت میں خطاب سے بطرف غیبت کے رجوع کرتے ہیں اور گفتنی بیائے
معروف سے صیغہ واحد حاضر ہے از منہ میں سے اشتمار زمانہ ماضی رکھتا
ہے اور شدن شنود بسبب استقبال کے مقتضی ہیں اور معروف گفتنی ماضی
ہے پس اگر گفتنی بیائے معروف کہئے تو دوسرے مصرعہ میں بدی کہنا ہو گا
بودی کا مخفف خلاصہ یہ کہ اگر وہاں بدی کہئے تو یہاں گفتنی بیائے معروف
بے تکلف درست اور بیائے مجہول غلط ہے اور اگر وہاں شدے کہئے تو
یہاں گفتنی بیائے مجہول کہئے غیبت اور خطاب کا تفرقہ مٹا دیجئے گفتی بیائے
مجہول میں خطاب حاضر مقرر رہتا ہے اور تو کا لفظ جو قرینہ ہے وہ اس

معنی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا نظائر اس کے فارسی میں بہت ہیں رباعی کے باب کی پرسش ہرگز نہ رہے نہیں کہی زیادہ حد ادب۔

۳۔ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

بندہ پرور مہربانی نامہ آیا سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت طبیعت کی ہے پھر تتبع کلام اہل زبان لیکن نہ اشعار قتیل و واقف و شعرائے ہندوستان کہ یہ اشعار سوا اسکے کہ ان کو موزونی طبع کا نتیجہ کہیے اور کسی تعریف کے شایاں نہیں ہیں نہ ترکیب فارسی نہ معنی نازک ہاں الفاظ فرسودہ عامیانہ جو اطفال دبستان جانتے ہیں اور جو متصدی نثر میں درج کرتے ہیں وہ الفاظ بھی یہ لوگ نظم میں خرچ کرتے ہیں جب رودکی و عنصری و خاقانی و رشید و وطواط اور انکے امثال و نظائر کا کلام بالاستیعاب دیکھا جائے اور انکی ترکیبوں سے آشنائی بہم پہنچے اور ذہن اعوجاج کی طرف نہ لیجائیے تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی یہ ہے منکہ باشم اس کی جو شرح چھاپے میں لکھی ہے اسکو ملاحظہ کیجئے اور معنی میرے خاطر نشان کیجئے تو میں سلام کروں پہلے نظر یہاں لڑنی چاہئے کہ از اوج بیان انداختہ کا فاعل کون ہے اور مفعول کون ہے اگر عقل کل کو انداختہ کا مفعول اور منکہ کے کاف کو کیا مبیہ ٹھہراؤگے تو بے شبہ

انداختن کے فاعل دو ٹھہرینگے ایک ناوک انداز ادب اور ایک مرغ اوصاف تو ایک فعل اور دو فاعل یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہے اب فقیر سے اُسکے معنے سنیے من انداختن کا مفعول را مقدر منا کا کاف توصیفی ناوک انداز ادب ادب آموز یعنی استاد مرغ توصیف تو فاعل مجھکو کہ عقل کل کا اُستاد ہوں تیرے مرغ توصیف نے اوج بیان سے گرا دیا عقل کل تک کہ وہ علویوں میں اعلیٰ ہے اس کا ناوک پہنچ سکتا تھا مگر مرغ اوصاف اُس مقام پر ہے کہ جہاں اُس ناوک انداز کو ناوک پہنچانے کی گنجائش نہیں اوج بیان سے گرنا عاجز آنا قدرت وہ کہ عقل کل سے بھی زیادہ اور عجز یہ کہ اوج بیان سے گر گیا اچھا میاں ہے مرغ اوصاف کی بلندی کا اور کیا خوب مضمون ہے اظہار عجز باوجود عوئے قدرت۔ مصرعہ۔ ایثار تو بہر دوختہ چشم و دہن آز

اسکے تو معنے وہ ہی ہیں جو چھاپہ میں لکھے ہیں مصرعہ ثانی کی شرح میں گمراہ ہو گیا۔ مصرعہ۔ احسان تو بہر قطرۂ دریا بشنگافت

تاہم بقیہ حساب بنا مدیہ ہیچمدان اس مصرعے کے معنی نہیں سمجھا سیدھی بات ہے مگر خیال میں جب آئیگی کہ اساتذہ کے مسلمات معلوم ہوں کمال ایثار و عطا میں مروارید و یاقوت تو بحر و معدن کی کم تحقیق آئی ہے لعل و در کا معدوم ہو جانا اور بحر و کان کا خالی رہجانا نئی طرح سے باندھا ہے چنانچہ میں نے کسی زمانہ میں اسی زمین میں ایک قصیدہ لکھکر وزیر الدولہ والئ ٹونک کو

بھیجا تھا اُس میں سے دو شعر آپ کو لکھتا ہوں قطعہ

ناموس نگہ داشتی از چرخ بگیتی — جز پردگیان حرم معدن و یم را
وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار — پرسند ز ہم منشاء رسوائی ہم را

پردگیان حرم معدن و یم لعل و گوہر وہ جو کثرت انبار سے کوچہ و بازار میں خاک آلودہ پڑے ہوئے ہیں وہ باہمدگر دردمندانہ یہ گفتگو کرتے ہیں کہ اس شخص نے سب کی حرمتیں رکھ لیں اور سب کی آبروئیں بچائیں ہم کو اس قدر بے حرمت اور ذلیل کیوں رکھا ہے قطرہ و دریا کا حساب کے واسطے چھیڑنا بے حساب ہے مقولہ عرفی کا ہے کہ جتنے موتی دریا میں ہاتھ آئے وہ بخش دئے اور بخشش کا ذوق باقی رہا چونکہ قطرہ میں بالقوۃ استعداد موتی ہو جانے کی ہے تو اس احتمال سے ہر قطرۂ دریا کو چھیڑ ڈالا کہ اگر موتی ہاتھ آویں تو وہ سائلوں کو دئے جاویں پہلے مصرعہ میں حرص کا سیر کر دینا موافق مسلمات شعر منظور اور اس کا موقوع میں آنا اغراق دوسرے مصرعہ میں باحتمال استعداد بالقوہ قطرہ کو چھیڑ ڈالنا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرہ کو یہ اغراق سے گذر کر تبلیغ و غلو ہے۔

یہاں سے خطاب حضرت صاحب عالم کی طرف مخدوم مکرم و مطاع معظم قبلۂ دیدہ و دل کہ جو میرے اور اپنے ملنے کو از قسم فرض محال نہیں مانتے ہیں خدا کرے ایسا ہی ہو جیسا وہ جانتے ہیں تقصیر معاف ہو اگر دنیا میں ظہور ہر امر بسبب مساعدت اسباب ہے تو اس تمنا کا حصول مانند اعادۂ شباب ہے

کوئی وجہ نہیں پاتا آپ کے یہاں تشریف لانے کی اور کوئی صورت نظر نہیں آتی
میرے وہاں آنے کی اگرچہ چیز امکان سے باہر نہیں مگر وقوع میں تامل ہے اب
جو بھائی منشی نبی بخش صاحب کو خط لکھوں گا تو آپ کا سلام ضرور لکھ دونگا
آپ نے احباب البعاض کی خیر و عافیت عموماً لکھی بالتخصیص حضرت شاہ عالم
صاحب کا سلام نہ لکھا گیا وہ وہاں نہیں ہیں اور اگر کہیں ہیں تو اُنکا حال مجھکو
لکھیئے اور اگر وہاں ہیں تو میرا سلام اُن کو کہیئے رباعی کے باب میں بیان مختصر یہ
ہے کہ اُس کا ایک وزن معین ہے عرب میں دستور نہ تھا سوائے عجم کے یہ
بحر ہزج میں سے نکالا ہے مفعول مفاعلن فعولن ہزج مسدس اخرب مقبوض
مقصور اس وزن پر فعلن بڑھا دیا ہے مفعول مفاعلن فعولن فعلن زحافات
اس میں بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک چوبیس ہیں اور وہ
سب جائز اور روا ہیں اور اس بحر کا نام بحر رباعی ہے رباعی ہیچ ہے کہ سوا
اس بحر کے اور بحر میں نہیں کہی جاتی اور یہ جو مطلع اور حسن مطلع کو رباعی کہتے ہیں
اس راہ سے کہ مصرعہ چار ہیں کہو ورنہ رباعی نہیں ہے قطعہ ہے قدما کو بیشتر اس کا
التزام تھا کہ ہر مصرعہ میں قافیہ رکھتے تھے خاقانی پر نہایت صنعت ذوقافیتین کرتا ہے

شعر — من بودم دوش و آں نگار روحانی — افگندہ دو ران دو زلف چوگانی گوئے
خلقے بدر ایستادہ خاقانی چوں — من در بر او و مال پنہانی گوئے

میں پانچ سات برس سے بہرا ہو گیا ہوں ایک رباعی چار قافیہ کی اس مضمون

تا ممکن نہیں

خاص کی میں نے لکھی ہے یہ رعایت صنعت ذوقافیتین رباعی

دارم دل شاد و دیدۂ بینائی   و زکری گوشم نبود پروائی

خوش است کہ نشنوم ز ہر خود رائی   گلبانگ انا ربکم الاعلائی

فقیر اس باب میں متعصب ہے اور وزن کی دو بیت میں قافیہ والی کو رباعی
نثر عاری، نہ قافیہ نہ وزن نثر مسجع قافیہ موجود وزن مفقود مگر اس میں ترجیع کی رعایت
ضرور ہے یعنی فقرہ میں کے الفاظ متماثل اور باہم ہم وزن ہوں اور اگر یہ بات نہ ہوگی
اور صرف قافیہ ہوگا تو اس کو مقفیٰ کہیں گے نہ مسجع نثر مرجز وہ ہے کہ وزن
ہو اور قافیہ نہ ہو جیسا آپ الا قبل سے گزرے ہوئے فقرے دیکھ چکے ہیں تو مجکو
فقرہ تلاشی کی تکلیف کیوں دیتے ہیں زمانہ گذشتہ میں بھائی ضیاء الدین خاں
صاحب نیر تخلص ایک مختصر سا دیوان حضرت نظامی کا مجھکو دکھلانے لائے
تھے اس میں نثر مرجز تھی میں اس دن نواب مصطفیٰ خاں حسرتی شیفتہ کو خط
لکھا چاہتا تھا اسی وضع پر خط لکھا اور وہ خط یک آہنگ میں ہے مگر میں نے
اس طرز میں بمقتضائے شوخی طبع یہ بات کی ہے کہ ایک جگہ جو فقرے مقفیٰ
ہوگئے ہیں اور وہ لفظ مجکو پسند آئے ہیں میں نے اس کو یوں ہی رہنے دیا
ہے اسکو دستور میں تصور کیجئے گا وہ رقعہ یہ ہے رقعہ

ہاں خواجہ بیا پے دامن بشکن کہ ترا کم و زغصہ جگر چاکم خواہم گفتن

گفتن آں روز کہ بر شفقتہ آں نامہ فرستادند کز دیدن آں خون شد

دل تا جگر آزرده گفتم چکنم غالب چون کار دگرگون شد می باید هم اینک
رفت تا عذر سخن خواهم چون گرد و غباری بود بر فلک نتوانستم آن روز
بشام آمد لا بلکه سبب تر شد سر مانده ببالین بر چون غمزدگان خفتم بے هیچ
چه تواند خفت آن خسته که غمخوارش بر زخم نمک ریزد و روز و دیدهٔ بیدارش
شور ابر روان باشد چون از افق شرقی خورشید درخشنده ناگاه سرے
بر زد و آتش بجهان در زد مرغ سحری پر زد در رفتم بجگر کاوی و آن راز نهانی
را از دل بزبان دادم و زصورت تنهائی بے پرده چو چهر از ان سوے آمد رسیدم هم
شد چندانکه وهم اندر سے از چهره بدیدم من چون من بنوا آمد زان ناله که بر ابشه بود
از باطن سے سر زد آمدم که نفس باید زینگونه کشاکش کرد یک کاغذ نوشته
بود بستم و در چون ناله نمودی داشت زان شعله که در وے داشت
بر صفحه نشانها ماند گفتم مگر این صفحه غمنامهٔ راز ستی فهرست نیاز ستی باید که
فرهنگ چو آنگه به نشان منسے زی خواجه دان سازم کوتاه کنم گفتن آن
نامه که من گفتم حجابے در و الا بر زند در روا نگرد و نه هر چند در اندیشه پیدا است
که خوش باشد با خواجگی استغنا با اینهمه خوش نبود با زش نپذیرفتن از رقعه
سحر گاهان روشن گهران نیرنگش روح روان و انجم بلخ سخن سرایان دانم و لیکن
نغمه لاهی را آورد لسبوے من زینگونه نوا با بود در پردهٔ گفتارش کز ذوق بنیاد آتش
این زمزمه سر کردم والا گهر اکبر خان خواند سلام از من ۔

۳۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

بندہ پرور آپ کا تفقد نامہ محررۂ پندرہ نومبر آج پنجشنبہ کے دن اٹھارہ نومبر کو یہاں پہنچا مارہرہ کا خط دلی چوتھے دن آیا اور دلی کا خط مارہرہ دیر میں کیوں پہنچتا ہے تو تمہاری خوشی اسکے یہ خط بیرنگ بھیجتا ہوں مگر مجھکو اطلاع دیجئے گا کہ کس دن پہنچا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو یہاں فساد شروع ہوا میں نے اسی دن گھر کا دروازہ بند اور آنا جانا موقوف کر دیا بے شغل زندگی بسر نہیں ہوتی اپنی سرگذشت لکھنا شروع کی جو سنا گیا وہ بھی ضمیمہ سرگذشت کرتا گیا مگر بطریق لزوم مالا یلزم اس کا التزام کیا ہے کہ بزبان فارسی قدیم جو دساتیر کی زبان ہے اس میں یہ نسخہ لکھا جاوے اور سوائے اسما کے کہ وہ نہیں بدلے جاتے کوئی لغت عربی اس میں نہ آوے چنانچہ ایک نسخہ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں مگر یہ نذر ہے جناب قبلہ و کعبہ حضرت صاحب عالم صاحب کی اور چونکہ وہ آپکے بزرگ ہیں جرأت نہ کر سکا کہ آپ کی نذر کروں اور سپیر میں انگوشتر کس رکھوں نذر انکی ہے اور فیضیابی آپکی مطالعہ سے ہیہات یہ کاتب اساتذہ کے کلام کو کیا بگاڑ دیتے ہیں گویا مسخ کر دیتے ہیں ان سے بعید نہیں لیکن تم سے اور حضرت صاحب سے بعید ہے کہ سہو کاتب کا نہ سمجھ لیا ہ

من آں درپائے اشتوم کہ از تاثیر خاصیت

دو کافوں کا علی التواتر آنا دوسری بات ہے دریائے آشوب کیا یکسان با بحر
لفظ ہے استعارہ بالکنایہ صحیح مگر یہ محل نہیں ہے یہاں تو دریا چاہیئے بے شائبہ
استعارہ وکنایہ عیاذاً باللہ عرفی اگر ایک بڑا قدح بھنگ کا یا ایک بوتل شراب
کی پیے ہوئے ہوتا تو بھی یوں نہ لکھتا اس غریب کا مصرعہ یوں ہے ؎

من آں دریائے پُر آشوبم کہ از تاثیر خاصیت

دریا موصوف پُر آشوب صفت دوسرے مصرعہ کا کاف صفت کی تفسیر
اپنا روئے سخن حضرت صاحب عالم صاحب کی طرف امید وار ہوں کہ میرے
ہم عمر ہم مرشد میرے ہم فن مخدوم میری تقصیر معاف کریں اگرچہ تریسٹھ برس کی
عمر میں بہرا ہو گیا ہوں پر بینائی میں فتور نہیں عینک سے اعانت چاہنی منظور
نہیں باوجود حدت بصر بسبب نقص فہم کے دستخطی عبارت مجھ سے پڑھی
نہیں جاتی آگے جو دو بار میں نے جواب لکھا ہے صرف قرائن ملحوظ رکھے ہیں
ورنہ عبارت باستیفا مجھ سے نہیں پڑھی گئی آخر چودھری صاحب تو آپ کے
معتقدوں میں بمنزلہ عزیزوں کے ہیں جو آپ فرمایا کریں وہ انھیں الفاظ
کو لکھ دیا کریں اب سب عبارت کا جواب چھپا لکھونگا کہ کتاب کی رسید
اور اس مطلب کا اعادہ تحریر و دستخط چودھری صاحب میرے پاس
آجائے گا زیادہ حد ادب -

۴۴ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کا عنایت نامہ اُس وقت پہنچا اور یہ وقت صبح کا ہے دن بدھ کا ربیع الثانی کی چوبیسویں اور دسمبر کی پہلی کتاب کے پارسل کی رسید معلوم ہوئی حکیم عبدالرحیم خاں کوئی نامی اور نامور آدمی نہیں ہیں یہاں کے قاضی زادوں میں سے ایک شخص ہیں اب طبابت کرنے لگے ہیں میرے بھی آشنا ہیں مگر صرف سلام علیک زیادہ ربط نہیں ہے سو اُن کا حال مجھ کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرح ہیں آگے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ جو کچھ لکھیں وہ بقلم چودھری صاحب لکھا جائے حضرت نے نہ مانا اور پھر عبارت بدستخط خاص لکھی واللہ باللہ نہ مجھ سے نہ اور کسی سے پڑھی گئی ناچار آپ کا خط پھر آپ کو بھیجتا ہوں حضرت سے کچھ نہ فرمائیے گا مگر اس عبارت کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے مجھ کو بھجوائیے گا ضرور اور جلد۔ شفیق مکرم جناب چودھری صاحب غلام رسول کی خدمت میں سلام پہنچے۔

۴۵ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں اور شکر احسان بجا لاتا ہوں اور حاشا اور حاش للہ کے جواب کو حوالہ اُن سطور پر

رکھتا ہوں کہ جواب جناب حضرت صاحب کے ارشاد کے جواب میں لکھونگا
آپ کو اتنا لکھنا اور کافی ہے کہ اپنے عم و الا قدر جناب چودھری غلام رسول
صاحب کو فقیر کا سلام نیاز پہنچائیے اور جناب شیخ عطا حسین صاحب عطا
کو بھی سلام کہئے۔

اب خطاب جناب حضرت عالم صاحب کی طرف ہے پیر و مرشد قلم کا
کام زبان سے لینا یعنی تحریر کے مطالب کو پڑھنا اور پڑھا دینا آسان ہے اور
زبان کا کام قلم سے لینا دشوار ہے یعنی جو کچھ کہا چاہئے اُس کو کیونکر لکھا چاہئے
وہ بات کہاں کہ کچھ میں نے عرض کیا کچھ آپ نے فرمایا دو چار باتوں میں جھگڑے
نے انجام پایا خیر دولت ہم زبانی کہاں میسر آپ کے حکم بجالانے کو اپنا شرف
جانتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ نظامی اب ایسا ہوا کہ جہانتک فرید آباد کا کھتری
دیوانی سنگھ نام متخلص بہ قتیل جس کو حضرت نے مرحوم لکھا ہے اُس کی تصدیق
نہ کرے تب تک اُس کا کلام قابل استناد نہ ہو قتیل اساتذہ سلف کے کلام
سے قطعاً آشنا ہی نہیں اُس کے علم فارسی کا ماخذ اُن لوگوں کی تقریر ہے کہ
نواب سعادت علی خاں کے وقت میں ممالک مغربی کی طرف سے لکھنؤ میں آئے
اور ہنگامہ آرا ہوئے بیشتر سادہ و کشمیری یا کابلی و قندھاری و ہراتی احیاناً
کوئی عامہ اہل ایران میں سے ہو مانا کہ عظمائے ایران طفلی سے کبھی کوئی ہوگا تقریر
اور ہے تحریر اور ہے اگر تقریر بعینہ تحریر میں آیا کرے تو خواجہ بقراط ہے اور

شرف الدین علی یزدی اور ملا حسین واعظ کاشفی اور طاہر وحید بہ سبب نثر ملی کیوں
خون جگر کھایا کرتے وہ سب طرح کی نثریں جو لالہ دیوانی سنگھ قتیل متوفی نے
بہ تقلید اہل ایران لکھی ہیں نہ رقم فرمایا کرتے یہ شخص مدعی ہے کہ کدہ کا لفظ سوا
پانچ چار اسم کے اور اسم کے ساتھ ترکیب نہیں پاتا پس آزرکدہ اور دیوکدہ
اور نشترکدہ اور امثال اس کے جو ہزار جگہ اہل زبان کے کلام میں آیا ہے وہ
نادرست ہے میں اور آپ بیٹھیں اور اسکے خرافات پڑھتے جائیں اور جو میں عرض
کروں اس پر حضرت غور فرمائیں تب معلوم ہو کہ یہ کتنا لغو اور فارسی دانی سے
کتنا بیگانہ ہے آدم بر سر مدعا نثر مرجز اس کو کہتے ہیں کہ وزن ہو اور قافیہ نہ ہو
مقابل مقفی کے کہ قافیہ ہو اور وزن نہ ہو اور یہاں یہ بھی سمجھا چاہیے کہ وزن
میں قید منظور نہیں مثلاً حضرت نظامی علیہ الرحمہ کی نثر کا وزن یہ ہے مفعول
مفاعیلن مفعول مفاعیلن حضرت ظہوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-
رایتش سرو بن گلشن فتح خنجرش ماہی دریائے ظفر + یہ نثر مرجز ہے وزن
اس کا فعلاتن فعلاتن فعلن کاتبوں نے مقفیٰ کرنے کے واسطے صورت بدل دی
ہے اور کچھ تصرف کیا ہے کہ نثر نہ مرجز رہی نہ مقفیٰ چنانچہ اساتذۂ فن لن تنا
لوا البر حتی تنفقوا اس آیت سراسر ہدایت اثر کو نثر مرجز کہتے ہیں اور اس کا وزن
یہ ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ویرزقہ من حیث لا یحتسب اس کا وزن
فعولن فعولن فعولن فعول بندہ کی تحقیقات یہی ہے کہ نثر تین قسم پر ہے مقفیٰ قا

ہے اور وزن نہیں مرجز وزن ہے اور قافیہ نہیں عاری نہ وزن ہے نہ قافیہ مسجع ہی
مقفیٰ ہے کہ دونوں فقروں میں الفاظ ملائم اور مناسب ہمدگر ہوں نظم میں یہ
صنعت آپڑے تو اُس کو مرصع کہتے ہیں اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو تو اُسکو مسجع
کہتے ہیں اس قاعدہ کو نہ عبدالرزاق بدل سکتا ہے نہ صاحب قلزم ہفتگانہ نہ یہ
قطرہ ہی بے سروپا حاشا و حاشا للہ کلام اہل عرب میں اُسی طرح ہے جس طرح
آپ فرماتے ہیں مگر پارسیوں نے از راہ تصرف کے بمعنی زنہار قرار دیا ہے یعنی تاکید
اگر منفی پر آئے تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید میں کسی کلمہ کا
استعمال نہیں کرتا جبتک اہل زبان کے کلام میں نہیں دیکھتا غلیشی بیچارہ اسکے
لائق نہیں کہ مستند علیہ پڑے مگر یہ لفظ غلط نہیں لکھا ہے اُس غریب نے حضرت قبلہ فارسیوں
کے تصرفات اگر دیکھئے تو حیران رہجائیے مجھکو اس وقت کہاں یاد ہے اور کتاب کے
نام تو کوئی ورق بھی لکھا ہوا میرے پاس نہیں حاشا کا کوئی شعر موکد نفی اگر یاد
آجائیگا تو آپ کو لکھا جائیگا شعر

ایکہ در راہ سخن چوں تو ہزار آمد و رفت ۔ ہر زہ منتاب و پے جادہ شناساں بردار

یہ مثنوی جس میں یہ مصرعہ ہے ع حاشا للہ کہ بدمنیگویم ۔ کلکتہ میں میں نے لکھی
ہے پانچ ہزار آدمی فراہم تھے اور جو اعتراض مجھپر کئے تھے اُس میں سے ایک
اعتراض یہ تھا کہ ہمہ عالم غلط ہے یعنی ہمہ کا لفظ عالم کے لفظ کے ساتھ ربط نہیں
پاسکتا قتیل کا حکم یوں ہے عرض کیا گیا کہ حافظ کہتا ہے مصرعہ

ہمہ عالم گواہ عصمت اوست

سعدی کہتا ہے ع ناشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم ازوست

غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ مثنوی وہاں لکھی گئی اور ایک ایک نقل مولوی کرم حسین بلگرامی اور مولوی عبدالقادر رامپوری اور مولوی نعمت علی عظیم آبادی اور ان کے امثال اور نظائر کے پاس بھیجی گئی اگر یہ لوگ جگہ پاتے تو میری کھال اُدھیڑ ڈالتے اب ایک نسخہ ہے ابطال ضرورت اگرچہ صاحب اُس کا ہندی ہے بلکہ ہندو ہے مگر قابل اچھا ہے دیکھئے اساتذہ کیا کیا تصرفات نمایاں کر گئے ہیں میں نے آجتک اُردو میں انتظار ی بھینے انتظار نہ آپ لکھا نہ اپنے شاگردوں کو لکھنے دیا اساتذہ مسلم الثبوت کے ہاں فارسی میں موجود ہے حاشا ایسا نہیں کہ اُن میں فارسی والوں کو تامل ہو زیادہ حد ادب۔

بنام چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کو بعد ابلاغ سلام آپ کے خط کے پہنچنے سے آگہی دیتا ہوں اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ آپ کے چچا صاحب کے خط کا جواب اس سے آگے بھیج چکا ہوں میں نہیں آسکا یہاں پنشن کا مقدمہ پیش ہے کبھی صاحب کمشنر بہادر کے پاس کبھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس جانا ہوتا ہے خود نہ جاؤں تو یہ خیال رہتا ہے کہ خدا جانے کس وقت بلا بھیجیں

یا کس وقت کوئی پرسش آجائے بائیں مہینے سے وہ رزق کہ جو مقوم جسم اور
مفرح روح تھا مسدود ہے کیا کھاؤں اور کیونکر جیوں لہٰذا اُمید کہ گنہگار نہیں
ٹھہرا پنشن پاؤں گا مگر وہ پنشن گورنمنٹ کے پولیٹکل کے سر رشتہ سے مقرر
کی ہوئی ہے سو دہلی کا اجنٹی دفتر فرد فرد لٹ گیا کوئی کاغذ باقی نہیں رہا اب
یہ شہر پنجاب احاطہ میں مل گیا پنجاب کا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر یہاں کا حاکم
ٹھہرا اُس دفتر میں میری ریاست کا میری معاش کا میری عزت کا نام و
نشان نہیں ہے ایسے ایسے پیچ پڑ گئے ہیں کچھ نکل گئے ہیں کچھ باقی رہتے ہیں
یہ بھی نکل جائیں گے مصرعہ کار ہا آسان شود اما بہ صبر۔

یہاں سے روئے سخن صاحب عالم صاحب کی طرف ہے جناب
رفعت مآب مولائی و مرشدی تسلیم قبول کریں اور اُس تحریر سے جو آپ
میرے پاس بھیجی ہے مجھکو شاداں اور اپنے بخت اور قسمت پر نازاں تصور
فرماویں سب سمجھا اور سب مطالب کا جواب لکھتا ہوں پہلے اپنا ایک شعر
کمال گستاخی کو کار فرما کر لکھتا ہوں اور یہ نہیں لکھتا کہ یہ شعر میں نے کیوں لکھا
ہے شعر یہ ہے

شعر

ہر الغیر زیک عیش ور شمار آورد　　فغاں کہ نسبت زیر وانہ فرق نگہش

بہرحال حضرت کو یہ معلوم ہے کہ میں اہل زبان کا پیرو اور ہندیوں میں سوا
امیر خسرو دہلوی کے سب کا منکر ہوں جب تک قدما یا متاخرین میں مثل

صائب و کلیم و اسیر و حزیں کے کلام میں کوئی لفظ یا ترکیب نہیں دیکھ لیتا
اسکو نظم اور نثر میں نہیں لکھتا جن لوگوں کے محقق ہونے پر اتفاق ہے
جمہور کو ان کا حال کیا گزارش کروں ایک ان میں صاحب برہان قاطع ہے
اب ان دنوں میں برہان قاطع دیکھ رہا ہوں اور اس کے فہم کی غلطیاں نکال
رہا ہوں اگر زیست باقی ہے تو ان نکات کو جمع کر کے اس نسخہ کا نام قاطع برہان
رکھوں گا مصرعہ کجا بود منزل کجا تاختم ٭ شعر فردوسی میں انگبین و شہد
اور شعر استاد میں حرص و آز واقعی بادی النظر میں زائد معلوم ہوتا ہے شیر ناب
بہتر ہے لیکن حرص و آز کو کیا کیجیے گا میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں بھی خشم و آز ہے
ہرگز حرص و آز نہیں ہے حکما اور صوفیہ قوت غضبی اور قوت شہوی کی تبدیل
میں محنتیں کرتے ہیں قوت غضبی کی اصلاح سے فضیلت شجاعت اور قوت
شہوی کی اصلاح سے فضیلت عفت حاصل ہے اور یہ مسئلہ علم اخلاق میں مبرہن
ہے و بیت من حرص و آز بے معنے محض استاد کو بدنام کیا ایک اسم سے دو مسمی
تراشے واحد حقیقی کا تشبیہ اس سے علاوہ ہر دو عارف حکیم نے قوت شہوی
کی اصلاح کا ذکر کیا اور قوت غضبی کا ذکر بھی نہ کیا میں نے خود خشم و آز دیکھا
ہے اور یہی بجا ہے شہد کی جگہ شیر اور حرص کی جگہ خشم درست میری رائے
آپ کی رائے کے مطابق مگر گوگرد سرخ اور پیل سفید میں ساکت ہوں تقریب
کہ گوگرد سرخ کمیاب اور پیل سفید نایاب ہے میرے دل نشیں نہ ہوئی کبریت احمر

اور کیمیا اور عنقا ان سب کا ایک حکم ہے نظر اس قاعدہ پر لعل سفید بہتر ہے اور کبریت احمر اور پیل سفید بے جوڑ ہے جیسے امیر خسرو کی انگلیاں ایک قاعدہ اور عرض کرتا ہوں کم کا لفظ اہل فارسی کی منطق میں کہیں افادۂ معنے سلب کلی بھی کرتا ہے جیسے کم آزار یعنی نیازارندہ نہ یہ کہ کم آزارندہ کم ہمتا یعنی بے ہمتا بلکہ اندک کا لفظ بھی اس طرح آتا ہے جیسا کہ میرا خداوند نعمت نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے شعر

پس و پیش چون آفتابم یکی ست فرو غم فراوان فریب اندکی ست

یعنی فریب بالکل نہیں نہ یہ کہ کچھ ہے پس کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے نظامی نے لعل سپید کہا ہے کسی صاحب طبع نے اسکو غلط سمجھ کر پیل سپید بنا دیا ہے انگبین و شہد ناب شاید مثل غم و اندوہ مسرت و فرحت ہو یا نہ ہو شیر ہی ہو بلکہ شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص و آز تو کسی طرح درست نہیں عارف کا دعوی ناقص اور لغو رہا جاتا ہے اگر یہ قباحت لازم نہ آتی تو بھی ہم حرص و آز کو مسلم نہ رکھتے کس واسطے کہ غلام کا شبہہ بکمال وضوح غم و اندوہ و عدل و داد کا نظیر نہیں ہو سکتا ہاں انگبین و شہد کے جواز میں ہم مضایقہ نہ کریں گے مگر شیر ناب کو اس سے اچھا سمجھیں گے شہد میوہ کی حلاوت کے واسطے اور شیر افزائش لطافت کے واسطے حاشا و حاش للہ کا جواب آغاز تحریر میں لکھ چکا آپکی اس نظیر لکھنے سے اس کے جواز پر میرا یقین نہ بڑھا لو کشف الغطا دوبا

از دواوین یقیناً نثر مرجز کے باب میں پیر و مرشد کو اتنا تامل کیوں ہے یہ جو نثریں
آپ نے لکھی ہیں سوائے اُس نثر کے کہ جس کو آگے لکھوں گا یہ تو سب مسجع ہیں
یعنی پہلے فقرہ کا ہر لفظ وزن میں موافق ہو دوسرے فقرے کے لفظ سے نظم میں
یہ صنعت آپڑے تو نظم کو مرصع کہیں گے اور نثر میں واقع ہو تو نثر کو مسجع کہینگے
حضرت کہ اس نثر کو مرجز کہتے ہیں وہ نثر مسجع کی مثال ہم کو دیں زنہار زنہار
یہ نثر مرجز نہیں مسجع ہے ہاں یہ نثر مرجز ہے صاحبا مشفقا شفیق ولی زید لطافکم
الی الابد بعد تبلیغ بندگی و نیاز بر ضمیر منیر روشن باد ۰۰ اگر وہ نثر کہ جس کو میں نے
مسجع کہا ہے مرجز ہے تو اس کمبخت نثر کا کیا نام ہے نہیں وہ مسجع ہے اور یہ
مرجز ہے بس تو بہت مختصر مفید لکھ چکا ہوں آپ نہ مانیں تو کیا کروں وزن نہ ہو
قافیہ ہو وہ مقفےٰ وزن ہو قافیہ نہ ہو وہ مرجز ہے الفاظ فقرہ تین وزن میں برابر
ہوں وہ مسجع اِس صنعت کو بیشتر نثر مقفےٰ میں صرف کرتے ہیں اور چاہو تو قافیہ
کا التزام نہ کرو پھر رنگ اقسام ثلثہ نثر یہی ہے حضرات نے نثر مسجع کو مرجز
کہا ہے جواب وہی ہے کہ اگر مرجز یہ ہے تو مسجع کس نثر کو کہتے ہیں اس سے زیادہ
نہ مجھکو علم نہ یارا ہے کلام قتیل لکھنوی اور غیاث الدین ملائے مکتبی رامپوری
کی قسمت کہاں سے لاؤں کہ تم جیسا شخص میرا معتقد ہو اور میرے قول کو
معتمد سمجھے بعد اتمام خط کی تحریر کے خیال آیا کہ شاید کسی بات کا جواب
رہ نہ گیا ہو میں نے آپ کے خط کو دیکھا اور ایک بات وسطور شنگرف کی عبارت

میں نظر آئی ہر جز کلامیست منثور کہ وزن دارد و سجع ندارد اس تعریف کو دیکھئے
اور نمونۂ نثر کو دیکھئے وہ موزوں کہاں ہے جو وزن دارد اُس پر صادق آئے
وزن بمعنی تقطیع شعر مفقود و سجع ندارد خدا جانے یہ بزرگ سجع کس کو کہتا ہے
سجع ہموزن ہونا دو لفظوں کا فقرتین میں یا مصرعین میں سو اس نثر میں
موجود ہے موجود کو مفقود اور مفقود کو موجود لکھا ہے اور پھر کلام اُس کا منقول
ہے الشّٰہ اللہ ملا غیاث الدین لکھتا ہے پس ہر جز نثری باشد کہ
کلمات فقرتین اکثر جا ہا ہموزن باشد و در تقابل یکدیگر بدون رعایت سجع
خدا کے واسطے سجع تو اسی کو کہتے ہیں کہ کلمات فقرتین یا مصرعین ہموزن
یکدیگر ہوں سو اس نثر میں موجود ہے کہ بدون رعایت سجع کے کیا معنی مگر
یہ دونوں صاحب وزن کو برابر ہونا کلمات کا سمجھتے ہیں اور سجع تقطیع شعر
کو کہتے ہیں اس عقدہ کی رکاکت اظہر من الشمس ہے صاحب دستور نگارش
کا کلام نص اور مولوی غیاث الدین کا کلام حدیث نہیں ہے آپ بھی
غور فرمائیے اور انصاف کیجئے ۔

قرآن
حدیث

مرے صاحب عالم کے نام

میکلم عرض کو مکرر باش پیر و مرشد آج ہی ایک خط چودھری عبد الغفور
صاحب کے نام کا روانہ کیا ہے اور اس خیال سے کہ وہ گرمی ہنگامہ

شادی میں اس خط کا آپ کی نظر سے گزرانا بھول نہ جائیں یہ خط جداگانہ آپ کو
آج ہی بھیجتا ہوں اصحاب ثلثہ کی عبارت نثر مرجز کے باب میں اتنی ہی ہے
وزن دارد سجع ندارد خدا کے واسطے وزن تقطیع شعر کو کہتے ہیں وہ مثال کی
نثر میں کہاں ہے سجع اس کو کہتے ہیں کہ کلمات فقرتین وزن میں برابر ہوں یہ
صنعت مثال کی نثر میں موجود ہے جو ہے اسکا سلب چہ نہیں اس کا ثبوت
کیونکر مانوں کیا آپ کی مرضی ہے کہ الفاظ کے ہم وزن ہونے کو وزن تقطیع
شعر کو سجع مان لوں میں تو نہ مانوں گا آپ کو اختیار ہے یہ کلام معصوم کا نہیں
کہ اسکے مسلّم نہ رکھنے سے آدمی کافر ہو جائے زبان فارسی مردے کا مال ہے
عرب کے ہاتھ بطریق یغما آیا ہے جس طرح چاہیں صرف کریں خواجہ نصیر الدین
طوسی آدھ حرف کا زبان فارسی میں نہ آنا لکھتے ہیں اور ذال نقطہ دار کا ذکر
نہیں کرتے الا کوئی لغت فارسی ایسا بتائیے کہ جس میں ذال آئی ہو گزاشتن و
گزشتن و پذیرفتن سب نادرست ہے کا عمدہ دال مہملہ سے ہے اس کا ذال سے
لکھنا اور کاغذ کو اس کی جمع قرار دینا تعصب ہے تحقیق اور اسم آتش
بدال ابجد ہے نہ بذال ثخذ کوئی لفظ متحد المخرج فارسی میں نہیں بلکہ قریب المخرج
بھی نہیں ت سے طوے نہیں س سے ث نہیں اور صاد نہیں ہا سے ہوز سے
حاے حطی نہیں یہاں تک کہ قاف نہیں اس واسطے کہ غین متحد المخرج یا قریب المخرج ہے
کے ہوتے ذال کیونکر ہو وہ میاں صاحب ہانسی کے رہنے والے بہت چوکے

چنانچہ جناب عبدالواسع فرماتے ہیں کہ بے مراد صحیح اور نامراد غلط ارے تیرا ستیاناس جائے بے مراد اور نامراد میں وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں ہے نامراد وہ ہے کہ جسکی کوئی مراد کوئی خواہش کوئی آرزو نہ برآوے بے مراد وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوش مدعا سے سادہ ہو از قسم بے مدعا و بے غرض و بے مطلب حسبتہً للہ ان دونوں امروں میں کتنا فرق ہے ناپروا اور ناکام اور نادرست اور ناچار کہ یہ مخفف ناچارہ اور ناہار کہ یہ مخفف ناآہار ہے اور نامراد اور ناانصاف یہ سب درست ہیں ہائے کہاں گئے ہانسی والے المعلم ہہ قافیہ شایگان کہ جس کو عرب ایطا کہتا ہے وہ دو طرح پر ہے خفی و جلی اہل خرد نے خاک اڑائی ہے اور بات بنائی ہے خفی اور جلی کی تفسیر میں وہ کچھ لکھتا ہے کہ صاحب طبع سلیم کبھی اسکو نہ سمجھے چہ جائے آنکہ مانے اصل یہ ہے کہ ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں جیسے الف فاعل گویا و بینا و شنوا شعراسپر بیت

اے دانۂ تسبیح خیالت دل دانا سر حلقۂ مستان رخت دیدۂ بینا

اور نون دال مضارع کا جیسا استاد کے اس مطلع میں ہے شعر

دل شیشہ و چشمان تو ہر گوشہ بیندش مست ست مبادا کہ بیناگہ شکنندش

اور ایسا ہی ہے الف نون جمع کا مثل چراغان و چراتان اور ایسا ہی ہے الف نون حالیہ مانند گریان و خندان پس اگر یہ مطلع میں آپڑے تو ایطائے جلی ہے اگر غزل یا قصیدہ میں بطریق تکرار قافیہ میں آپڑے تو ایطائے خفی ہے ائمہ فن نے

وہ کچھ لکھا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا اگر قائل تحقیق ہو تو میرے بیان پر غور کرو اور
جو عبدالواسع اور غیاث الدین اور عبدالرزاق ان ناموں کی شوکت نظر میں ہے
تو تم جانو ایک شخص بھیک مانگتا ہے باپ نے اسکا نام میر بادشاہ رکھ دیا ہے
اصل فارسی کو اس کھتری بچہ قتیل علیہ ما علیہ نے تباہ کیا رہا سہا غیاث الدین
رامپوری نے کھو دیا اُن کی سی قسمت کہاں سے لاؤں جو صاحب عالم کی
نظر میں اعتبار پاؤں خالصاً للہ غور کرو کہ وہ خرانِ ناشخص کیا کہتے ہیں اور میں
خستہ و دردمند کیا بکتا ہوں واللہ نہ قتیل فارسی شعر کہتا ہے اور نہ غیاث الدین
فارسی جانتا ہے میرا یہ خط پڑھو یہ نہیں کہتا کہ خواہی نخواہی پڑھو قوت تمیز
سے کام لو ان غزلوں پر لعنت کرو سیدھی راہ پر آجاؤ اگر نہیں آتے تو تم جانو
تمہاری بزرگی پر اور میرزا تفتہ کی نسبت پر نظر کرکے لکھا ہے نہیں کہتا کہ
خواہی نخواہی میری تحریر کو مانو مگر اس کھتری بچہ اور اس معلم سے مجھکو کمتر نہ جانو
عربی کا صرف اور ہے اور فارسی کا قاعدہ اور ہے سمجھو یا نہ سمجھو تم کو اختیار ہے
عقل کو کام فرماؤ غور کرو سمجھو عبدالواسع پیغمبر نہ تھا قتیل برہما نہ تھا واقف
غوث الاعظم نہ تھا میں پیر نہیں ہوں شمر نہیں ہوں مانتے ہو مانو نہ مانو تم جانو

منشی چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب عالی آج آپ کا تفقد نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق پنجم

مارچ بقید روز دوشنبہ پہنچا پہلے تو ان تاریخوں کے حساب کے تطابق میں میں
الجھا پھر خط کے جلد پہنچنے سے بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہے خاک ہے خیر ادھر
پڑھا اُدھر جواب لکھا خدا کرے یہ میرا خط جلد پہنچے ورنہ یہ آپ کو خیال ہوگا کہ
غالب نے ہمارے خط کا جواب نہ لکھا حقیقت میری مجملاً یہ ہے کہ راہ و رسم
مراسلت حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہوگئی ہے نواب لفٹنٹ گورنر
بہادر غرب و شمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بھیجا تھا ان کا خط فارسی مشتمل تحسین
عبارت و قبول صدق ارادت و مودت بسبیل ڈاک آگیا پھر قصیدۂ بہاریہ
تہنیت و مدحت میں بھیجا گیا اُس کی بھی رسید آگئی وہ یہ ہے :-

خان صاحب بسیار مہربان دوستان القاب اور کاغذ افشانی ازاں بعد
ایک قصیدہ جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب
کی مدح میں بتوسط صاحب کمشنر بہادر دہلی گیا اُسکے جواب میں بھی خوشنودی
نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجھکو آگیا پنشن ابھی تک مجھکو نہیں ملی جب پا
لیںگی حضرت کو اطلاع دیجاویگی پیر و مرشد عالم ہیں اور میں جاہل ہوں
اُنکے تسلیم نہ کرنے کو میں نے تسلیم کیا اور پھر تسلیم بجا لایا اے حضرت
جناب مخدوم مکرم چودھری غلام رسول صاحب کی خدمت میں انہیں
الفاظ میں رسم مبارکباد ادا کی گئی تھی نہ عبارت آرائی نہ ہیچ آزمائی
کچھ عجب نہیں کہ وہ خط بھی مئی و جون میں آپ کو پہنچ جائیگا آپ کا بھی

تو مارچ کا خط مجھکو آخر اپریل میں پہنچا ہے جناب شیخ صاحب کیوں
مجھکو محجوب کرتے ہیں اس باب میں اس سے زیادہ عرض نہیں
کرسکتا کہ افادہ مشترک ہے قصیدہ و مثنوی بھیجدیجیے لطف اُٹھاؤنگا
اور جو کچھ میرے خیال میں آئیگا بے تکلف عرض کرونگا میرا سلام کہئے
اور مثنوی و قصیدہ اُن سے لیکر جلد بھیجدیجیے اپنے عم عالیمقدار کی خدمت
میں میرا اسلام پہنچائیے اور کہئے کہ حضرت خلاصۂ مکتوب سابق یہ ہے
الفاظ ہندی تھے شاید کچھ تغیر بالمراد ہو تو یہ شادی بصد ہزار مسرت
آپ کو مبارک ہو اور اُن کی اولاد دیکھنی اور اسی طرح اُن کی شادی کرنی
نصیب ہو فیض علی خاں صاحب کو میرا سلام پہنچے میں بھی آپ کی ملاقات
کا مشتاق اور آپ کا مداح رہونگا خط کا لفافہ اس خط میں ملفوف کرکے
بھیجتا ہوں یہ آج پہنچا اور آج ہی میں نے اِس کا جواب لکھا کاتب
وہی ہے جو لفافۂ ملفوفہ کا مکتوب الیہ ہے۔

۹ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب کی یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجا لاتا ہوں آپ کا
خط معہ قصیدہ و مثنوی پہنچا مثنوی کو جداگانہ بطریق پمفلٹ پاکٹ بھیجتا ہوں
اور یہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہوں لفافہ اُس کا بھی آپ کے نام کا ہے آپ کے

خواب کا ماجرا اور صبح کو ادھر کا قصد اور پھر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر
تابستان پر اس عزم کا ملتوی رکھنا معلوم ہوا آپ کے چچا صاحب نے کرامت کی
کہ جو آپ کو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر آپ اس شہر میں میرے مکان تک
آجاتے تو ممکن تھا مگر رہنا شہر میں بے حصول اجازت حاکم احتمال ضرر
رکھتا ہے اگر خبر نہ ہو تو نہ ہو اور اگر خبر ہو جائے تو البتہ قباحت ہے زنہار کبھی
یہ گمان نہ کیجئے گا کہ دلی کی عملداری میرٹھ اور آگرہ اور بلاد شرقیہ کے شامل ہے
پنجاب احاطہ میں شامل ہے نہ قانون نہ آئین جس حاکم کی جو رائے میں آوے
وہ ویسا ہی کرے بہرحال مصرعہ اے وائے ز ہجر و تی دیدار دگر ہیچ
انشاء اللہ العظیم دو تین مہینے میں یہاں بھی صورت امن و امان کی ہو جائیگی
مگر میری آرزو یا شتیاق اس صورت میں کبھی نہ بر آئیگی میں یہ تاکے ہوئے ہوں
کہ میری اور تمہاری ملاقات اس طرح ہو کہ ہم تم ہوں اور حضرت صاحب عالم
صاحب ہوں اور باہم حرف و حکایت کریں اگر زمانہ میری خواہش کے
موافق نقش قبول کرتا ہے تو میں مارہرہ کو آتا ہوں حضرت پیر و مرشد کا اشتیاق
اور اسی جلسہ میں تمہارے دیدار کا شوق ایسا نہیں ہے کہ مجھکو آرام سے بیٹھا
رہنے دیگا صاحب یہ تشویش [illegible] کہ وہ [illegible] انگریز [illegible] ہو گی ہے اس [illegible]
کے جگر میں کیا کھٹکا [illegible] ہو گئے [illegible] ظہور میں آئی ہو گی [illegible]
یہ [illegible] معلوم ہوتا [illegible]

میری نظر میں نہیں اور حقیقت حال مجھ پر مجہول ہے اس واسطے انجام و آغاز
اندازہ و انداز کچھ نہیں سمجھا حک و اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماویں
میں نے بحسب دستور اپنے ہر جگہ منشاء اصلاح کہہ دیا ہے میرا شیخ صاحب سے
سلام کہیے گا اور کہیے گا کہ کیا کروں دور ہوں معذور ہوں مدد نہیں کرسکتا اعانت
سے مرا قلم تمہارا کچھ نہیں پہنچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام۔

خط۱ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کے ملاطفت نامہ کے ورود کی مسرت
اور پارسل کے نہ پہنچنے کی حیرت باعث اس کی ہوئی کہ آپ کو پھر تکلیف
دوں اور باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھوں بندہ پرور میں پارسل
کی رسید لے لی تھی آپ کے خط کو پڑھ کر کارپردازان ڈاک کے پاس وہ رسید
بھجوائی انہوں نے کتاب دیکھ کر میرے آدمی سے کہدیا کہ سکندر راؤ کی
رسید یہ موجود ہے اب اس پارسل کی جوابدہی وہاں والوں کے ذمہ ہے
پس میں نے یوں مناسب جانا کہ وہ رسید آپ کے پاس بھیجوں آپ
سکندر راؤ کے ڈاکخانہ میں بھجوا کر ان سے پارسل منگوالیں اور اب اس رسید
کا میری طرف راجع ہونا کسی صورت میں ضرور نہیں والسلام۔

۱۰۱ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادۂ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعا درویشانہ قبول فرماویں آپ کا مع الخیر وہاں پہنچنا اور بزرگوں کے قدمبوس اور بھائیوں کے ہم آغوش ہونا آپ کو مبارک ہو مصرعہ یوسف از مصر بہ کنعاں آمد۔ تفرقۂ اوقات و سفر رامپور و شدت تموز مقتضی اس کی ہوئی کہ ہنوز تمہارے مسودات نہیں دیکھے گئے تا نزول باران رحمت الٰہی اور بھی چپکے بیٹھے رہو اپنے ماموں صاحب کو نیاز معتقدانہ اور اپنے بھائیوں کو سلام مخلصانہ کہئے گا اور اپنے والد ماجد یعنی میرے مرشد ہم عمر و ہم فن کو وہ سلام جس سے محبت ٹپکے اور اشتیاق برسے پہنچائیے گا اور عرض کیجئے گا کہ آرزوے دیدار حد سے گذر گئی یارب جبتک حضرت صاحب عالم کو مارہرہ میں اور انوار الدولہ کو کالپی میں نہ دیکھ لوں اور ان سے ہم کلام نہ ہو لوں میری روح کے قبض کا حکم نہ ہو لیکن ۱۲۷۷ھ میں دو مہینے باقی ہیں آپ کی محرم سے اس ذی الحجہ تک میرا مدعا حاصل ہو جائے مشفقی مکرمی چودھری عبد الغفور صاحب کو میرا سلام شوق کہئے گا اور یہ پیام پہنچائیے گا کہ حضرت صاحب عالم کی تمناے دیدار بقید مارہرہ کنایہ اس سے ہے کہ اور کسی کا بھی دیدار مطلوب ہے ع خواہش وصل مقدر ہے جو مذکور نہیں۔

اُن کے اِس خط کا جواب جو پرسوں مجھکو پہنچا ہے موم جامہ میں لپیٹ کر پہنچے گا
انشاء اللہ العزیز ہاں جناب شاہ عالم صاحب پھر روئے سخن آپ کی طرف
ہے جناب میر وزیر علی خاں صاحب بلگرامی یہاں تشریف لائے اور میرے مسکن
سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر چاندنی چوک میں حافظ قطب الدین سوداگر
کی حویلی میں اُترے ہیں مرفی صاحب کا کام اُن کے سپرد ہوا ہے یعنی ڈپٹی کلکٹر
اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہیں اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بھی کرتے
ہیں لیکن ہنوز قائم مقام ہیں وہ صاحب جس کا نام لکھ آیا ہوں بطریق رخصت
سپاٹو گیا ہے ایک دن فقیر بھی اُن کے مکان پر چلا گیا تھا حسن صورت اور
حسن سیرت دونوں ان میں جمع ہیں آنکھیں آن کے حسن صورت سے روشن
ہوگئیں اور دل اُن کے حسن سیرت سے خوش ہو گیا واہ خاک پاک بلگرام
میں نے وہاں کے جس بزرگوار کو دیکھا بہت اچھا پایا۔

۳ بچودھری عبدالغفور سرور کے نام

شفیق مکرم مظہر لطف وکرم جناب چودھری صاحب کی خدمت میں
بعد سلام یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا مہربانی نامہ آیا میرا رنج و تشویش مٹا یا
میری خدمت مقبول ہوئی خوشی حصول ہوئی میر امداد علی شاہ کو میری دعا
کہنا۔ اُن کا باپ میرا بڑا یار تھا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجئے گا کہ اب

سبیل اچھی نکل آئی ہے چودھری صاحب کے ذریعہ جو کچھ مجھکو بھیجنا ہوگا بھجوا دونگا
جناب چودھری صاحب آج کا میرا خط کاسۂ گدائی ہے یعنی تم سے کچھ مانگتا
ہوں تفصیل یہ ہے کہ مولوی محمد باقر دہلوی کے مطبع میں سے ایک اخبار ہر مہینے
میں چار بار نکلا کرتا تھا اُسے دہلی اردو اخبار بعض اشخاص سنین ماضیہ کے اخبار
جمع کر رکھا کرتے ہیں اگر احیاناً آپ کے یہاں یا کسی آپ کے دوست کے یہاں
جمع ہوتے چلے آئے ہوں تو اکتوبر ۱۸۳۷ء سے دو چار مہینے کے آگے کے
اوراق دیکھے جائیں جس میں بہادر شاہ کی تخت نشینی کا ذکر اور میاں ذوق
کے دو سکے اُن کے نام کے کہہ کر نذر کرنے کا ذکر مندرج ہو۔ جب نکلے وہ
اخبار چھاپہ کا اصل بجنسہ میرے پاس بھیج دیجئے آپ کو معلوم رہے کہ اکتوبر
کی ساتویں آٹھویں تاریخ ۱۸۳۷ء میں یہ تخت پر بیٹھے ہیں اور ذوق نے
اسی مہینے میں یا دو ایک مہینے کے بعد سکے کہہ کر گزرانے ہیں احتیاطاً
پانچ چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لئے جائیں یہاں تک کہ میری طرف سے
ابرام ہے کہ اگر بہ مثل کسی اور شہر میں کوئی آپ کا دوست جامع ہو اور آپ کو
اُس پر علم ہو تو وہاں سے منگوا کر بھیجئے والسلام مع الاکرام۔

۱۳۔ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

شفیق میرے عنایت فرما میرے تمہاری مہربانی کا شکر بجا لاتا ہوں

نہایت سعی یہ تھی کہ آپ کی طرف سے ظہور میں آئی میں نے کلکتہ میں مہتمم مطبع جام جہاں نما کو لکھ بھیجا ہے اور ترک سعی کیا ہے آپ بھی فکر نہ کیجئے اگر کہیں سے آپ کے پاس آجائے تو مجھکو بھیجدیجئے میرے پاس آئیگا تو میں تمکو اطلاع دیدوں گا عنایت الٰہی کا کون شخص مشتاق نہ ہوگا اُس کی پرسش زائد میں خدمتگزاری کو حاضر ہوں وہ جب چاہیں اپنا کلام بھیجدیں میرا سلام اور یہ پیام کہہ دیجئے گا صاحب تم نے ہمارے پیر و مرشد کو ہم سے خفا کر دیا علاوہ خط نہ لکھنے کے کبھی تم کو تو فرمادیں کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا بہرحال میرا سلام نیاز عرض کیجئے اور اُن کے مزاج مبارک کی خیر و عافیت لکھئے اور یہ بھی لکھئے کہ اگر خدانخواستہ وہ مجھسے ناخوش ہیں تو ناخوشی کی وجہ کیا ہے اپنے چچا صاحب کی خدمت میں سلام نیاز پہنچائیے گا اور مولانا عطا کو سلام شوق کہئے گا۔

۱۴ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

میرے شفیق دلی چودھری عبدالغفور صاحب کو خدا سلامت رکھے

دیکھو میرے حواس کا اب یہ عالم ہو گیا ہے کہ تمہارے نام کی جگہ تمہارے چچا صاحب کا نام لکھتا تھا اسی طرح سابق کے خط میں سرنامہ پر لکھ گیا ہونگا۔ بیت

بہار پیشۂ جوانی کہ تا لیش نامند ۔۔۔ کنوں ببیں کہ چہ خوں میچکد زہر نفسش

جو خطوط کہ آپ کے خطوط کے جواب میں آئے ہیں اُن کے بھیجنے کی کیا حاجت تھی آپ کی سعی اور اپنی ناکامی پہلے سے میرے دل نشین اور خاطر نشان ہے جیسا کہ کوئی استاد کہتا ہے بیت

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ... کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اودھ اخبار نہ کہیں سے ہاتھ آیا اور نہ آئیگا میں اپنے خدا سے امیدوار ہوں کہ میرا کام بغیر اُس کے نکل جائیگا بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اردو کیا فارسی کبھی کسی عہد میں میرے پاس فراہم نہیں ہوا دو چار دوستوں کو اسکا التزام تھا کہ وہ مسودات مجھ سے لیکر جمع کر لیا کرتے تھے سو ان کے لاکھوں روپیے کے گھر لٹ گئے جس میں ہزاروں روپے کے کتبخانہ بھی گئے اُس میں وہ مجموعہائے پریشان بھی غارت ہوے ہیں خود اُس مثنوی کے واسطے خون در جگر ہوں ہائے کیا چیز تھی پارسل میں خطوط بھیجنے محل اندیشہ ہے خدا نے بچا یا چونکہ اب وہ خط آپ کے کچھ کام کے نہ سمجھا از راہ احتیاط پارسل میں سے نکال لئے۔

۱۵ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادہ عالیشان مقدس دودمان حضرت شاہ عالم امن و امان عز و شان و علم و عمر سے برخوردار رہیں ہمارے حضرت ہم کو بھول گئے ہاں سچ ہے ان کا لطف جو دھری عبد الغفور صاحب کے جوہر مہر و محبت کا

عرض تھا جب جوہر نہ رہا تو عرض کہاں بہر حال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہنچ جاے اور یہ سطریں اُن کی نظر سے گذر جائیں چودھری عبدالغفور صاحب کو سلام کہیے گا اور یہ پوچھیے گا کہ قصیدے کا بعد اصلاح کے نہ بھیجنا میرا گناہ ہے یا اُس کے سوا اور کوئی قصور ہے اگر وہی جرم ہے تو معاف کیجیے اور اگر کوئی اور بھی جرم ہے تو مجھے اطلاع دیجیے ان دو پیام کی تبلیغ کے بعد پھر روے سخن آپ کی طرف ہے آپ کا خط میرے نام کا اور اُس کے ساتھ ایک خط ڈپٹی میر وزیر علی صاحب کے نام کا پہنچا وہ پڑھا وہ بھجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تھا وہ دوبار جواب مانگنے کو گیا پہلی بار حکم ہوا کہ کل آئیو دوسری بار حضرت نہ ملے میں نے اس کے جواب سے قطع نظر کی اپنی خدمت گزاری کی اطلاع آپ کو دیدی کہ بابے تحتانی لکھ چکا تھا کہ ایک چپراسی آیا اور اُس نے خط تمہارے نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نے سلام کہا ہے اور یہ خط دیا ہے اب میں یہ خط اپنا مع اُن کے خط کے ڈاک گھر میں بھیجتا ہوں صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵ اگست کی ہے ڈپٹی صاحب چاندنی چوک حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی میں رہتے ہیں باقی اُن کے حالات اُن کے خط سے معلوم ہو جائیں گے اپنے ماموں صاحب کی خدمت میں سلام نیاز اور اپنے بھائی صاحبوں کی خدمت میں فقیر کی دعا پہنچائیے گا۔ والسلام۔

۷ ۔ ۱۶ ۔ چودھری عبدالغفور کے نام

جناب عالی چھاپا چھاپا نسخۂ ہندی ایک بار چھپا کفایت کرتا ہے انواع
انواع ہماری آپ کی بول چال میں ہے لیکن تحریر میں درست نہیں چمن
پر فضا چمن پر فزا رائے ہوز سے کیوں لکھا خطاب واحد غائب فقط شین
ہے شراش ہاں اگر آخر لفظ میں ہائے انتہائی حرکت پر ہو مثل غمزہ و چشمہ و خانہ
و دانہ تو اس کو یوں لکھتے ہیں چشمہ اش غمزہ اش خانہ اش دانہ اش اور باقی
اور سب الفاظ کا حرف آخر شین سے ملجاتا ہے خطاب واحد حاضر خطاب واحد
غائب خطاب متکلم ت ش م ہے الف کو یہاں کیا دخل اور وہ جو دکنی بوہرہ
یعنی جامع برہان قاطع ات اش ام لکھتا ہے غلط کرتا ہے جہاں تم نے بعد
اپنے نام کے یہ اشعار لکھے ہیں ؎ پریشاں تر ز خویشم داستانی است الخ
وہاں ربط کلام جاتا رہا تھا ایک جملہ فاصل کر دیا ہے یعنی بدیں اشعار
زمزمہ سرا است ــ یہ خبر اس کاف توصیفی کی ہے اور آگے جو نثر ہے اس کا
فاعل وہی مصنف ہے حضرت پیر و مرشد صاحب عالم صاحب کی خدمت
عالی میں میرا سلام مسنون عرض کیجیے گا اور یہ عرض کیجیے گا کہ آپ کے منشور
عطوفت کا جواب بانفراد آپ کی خدمت میں پہنچے گا ـ

صاحب عالم کے نام

پیر و مرشد اس مطلع و حسن مطلع کو کیا سمجھوں اور اس کا شکر کیونکر بجا لاؤں خدا کی بندہ نوازیاں ہیں کہ مجھ ننگ آفرینش کو اپنے خاصان درگاہ سے کہلا بھجواتا ہے ظاہرا میرے مقدر میں یہ سعادت عظمیٰ تھی کہ میں اس وبائے عام سے جیتا بچ رہا اللہ اللہ ایسے کشتنی و سوختنی کو یوں بچایا اور پھر اس رتبہ کو پہنچایا کبھی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا ہوں اور کبھی بہشت کو اپنا پائیں باغ تصور کرتا ہوں واسطے خدا کے اور اشعار نہ فرمائیے گا ورنہ بندہ دعویٰ خدائی کرنے میں محابا نہ کریگا کتاب افادت مآب پنج آہنگ نسخۂ لطیف تالیف شریف اس کے آگے غلام سے کچھ نہ پڑھا گیا مگر چودھری صاحب اور حضرت سید شاہ اسیر صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب یہ تین اسم معلوم ہوئے پھر بھی دوسرے اسم میں متردد ہوں کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہے یا نہیں ہاں چودھری صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب ان دونوں ناموں میں تردد باقی نہیں معہذا یہ نہ سمجھا کہ مقصود کیا ہے اگر پنج آہنگ مطلوب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرا ایک نسبتی بھائی ہے خواجہ ضیاء الدین خاں سلمہ اللہ تعالیٰ وہ میری نظم و نثر کو فراہم کرتا رہتا تھا چنانچہ مجمع نثرین اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو

سب نسخے اس کے کتبخانہ میں تھے وہ کتاب خانہ کہ ڈر کر عرض کرتا ہوں بیس ہزار
روپیہ کی مالیت کا ہو گا لٹ گیا ایک ورق نہیں رہا ہاں چھاپے کی پنج آہنگیں
اب بھی بکتی ہیں اور معیوب بدو عیب ہیں ایک تو یہ کہ جو بعد انطباع از قسم نثر
تحریر ہوا ہے وہ اس میں نہیں دوسرے یہ کہ کاپی نویس نے وہ اصلاح میری
نثر کو دی ہے کہ میرا جی جانتا ہے اگر کہوں کوئی سطر غلطی سے خالی نہیں تو
اغراق ہے بے مبالغہ یہ ہے کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہیں بہر حال اگر
فرمائیے تو لیکر بھیجدوں مخدوم زادہائے والا تبار میں پہلا نام سمجھ میں نہیں
آیا مگر پہلے اُن کی خدمت میں اور پھر حضرت سید مقبول عالم کی خدمت میں
سلام مسنون اور اشتیاق روز افزوں عرض کرتا ہوں۔

۱۰۔ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے مشفق کو میرا سلام پہنچے دونوں مخمس بعد اصلاح پہنچتے ہیں
منشاء اصلاح سمجھ لیجئے سید عالی نسب و سرور والا حسبی یہ افتتاح کلام
اور ابتدائے خطاب کے درخور نہ تھا مصرعۂ ثالث اس کی جگہ رکھ دیا گیا دوسرے
بندگی دو طرح پر تخمیس ہے دونوں بے عیب ہیں اور مزید لطف کسی میں نہیں
جن مصرعوں کو چاہو رہنے دو۔ گذشت از افلاک و از افلاک گذشت ایک
فارسی رہا اور دوسرا ہندی حضرت نے دونوں فارسی ہیں لکھے تھے ندامت

فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے ترجمہ اس کا پشیمانی حضرت یوسف کو ندامت کیوں ہو
مگر خجالت اس کا ترجمہ شرمندگی۔ آپ غور کیجئے کہ ندامت اور خجالت میں کتنا
فرق ہے جہاں آپ نے عرق ریز ندامت لکھا وہ محل خجالت کا تھا آپ نے
ندامت کیوں لکھا بہر حال وہ مصرعہ تو بدل گیا لیکن اطلاع ضرور تھی طرح
بفتح اول و سکون ثانی بمعنی فریب ہے اور تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہیں
اور بمعنی آسائیش دنیا بھی مجاز ہے مرادف طرز روش بھی طرح ہے بفتحتین
اس کا تفرقہ منظور رہا کرے نسیم تخلص اچھا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ نسیم مونث
ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جرأت اور وحشت اور ایسے بہت تخلص ہیں کہ وہ
مؤنث ہیں بااینہمہ اگر بدلا چاہیئے تو اس کا ہموزن سلام و سلیم اور خیال بھی
ہے۔ اس میں سے جو پسند آئے آپ کے عم عالی مقدار اور آپ کے بزرگ
آموزگار کو میرا سلام پہنچے۔

یہاں سے روئے سخن حضرت پیر و مرشد صاحب عالم کی طرف ہے پیر و
مرشد کی خدمت میں سلام اور مرشد زادوں کی جناب میں دعائے طول عمر و
دوام دولت پہنچا کر یہ عرض کرتا ہوں کہ واقعی حضرت شاہ عالم کا عنایت نامہ
آیا تھا اور میں اس کا جواب بھیج چکا ہوں عجب ہے کہ حضرت کی تحریر میں
جہاں اُن کے خط کا ذکر تھا وہاں میرے خط کا مذکور نہ تھا اور ان سطور کی تحریر
کے بعد اپنے خط کا پہنچنا گمان نہیں کر سکتا میں اس میں اُن کو یہاں کا حال

لکھ چکا ہوں پنج آہنگ آپ نے لی دیوان فارسی آپ کے پاس ہے مگر یوں سمجھیے کہ یہ دونوں ناتمام ہیں اور اب کہیں سے اس کا اتمام ممکن نہیں خیر جو کچھ ہے غنیمت ہے دستنبو میں نے نذر کی ہے مہر نیم روز معلوم نہیں آپ کے پاس ہے یا نہیں خلاصہ یہ کہ شعر کو مجھ سے اور مجھ کو شعر سے ہرگز نسبت باقی نہیں رہی اس فتنہ فساد کے بعد ایک قصیدہ جو دستنبو میں ہے اور اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر مغرب و شمال کی مدح میں اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی مدح میں اور دو بیت کا ایک قطعہ اور ایک رباعی اس نظم کے سوا اگر کچھ لکھا ہو تو مجھ سے قسم لیجیے۔

قطعہ

بآدم زن شیطان طوق لعنت — سپردند از رہ تکریم و تذلیل
ولیکن در اسیری طوق آدم — گراں تر آمد از طوق عزازیل

رباعی

دنیا ہیچ است و شادی و غم ہیچ است — ہنگامۂ شور و بزم ماتم ہیچ است
رو دل بہ کسے دہ کہ دو عالم ہیچ است — وین ہیچ نگر کہ اینہا ہمگی ہیچ است

اس دیوانگی کے دنوں میں چھاپے کی برہان قاطع میرے پاس تھی اس کو میں دیکھا کرتا تھا ہزارہا لغت غلط ہزارہا بیان لغو عبارت پوچ اشارات پادر ہوا میں نے سو دو سو لغت کے اغلاط لکھ کر ایک مجموعہ بنایا ہے اور قاطع برہا

اُس کا نام رکھا ہے چھپوانے کا مقدور نہ تھا مسودہ کاتب سے صاف کروا لیا ہے اگر کہو تو بسبیل مستعار بھیج دوں تم اور چودھری صاحب اور جو اور سخن شناس اور منصف ہوں وہ اُس کو دیکھیں اور پھر میری کتاب میرے پاس پہنچ جائے۔

۱۹۔ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے کرم فرما میرے شفیق مشفق

شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب
اے تو غائب شدہ از نظر مہر تو ایمان منست

آپ کے اس خط کا جواب بعد لکھنے اس شعر کے مختصر اس التماس پر ہے کہ میری طرف سے تحریر جواب خط میں کبھی تقصیر نہ ہوگی لیکن اغلب اور اکثر ابتدا بہ تحریر نہ ہوگی یہ خط ناچار از روئے اضطرار واپس بھیجتا ہوں واسطے خدا کے میرے پیر و مرشد کے ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنے ہاتھ سے نقل کر کے جلد بھیجئے تاکہ مجھ بد نصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نے کیا لکھا ہے جناب چودھری صاحب غلام رسول کی خدمت میں سلام نیاز استاد شیخ عطا حسین کی جناب میں سلام

۲۰۔ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے شفیق دلی کو میرا سلام پہنچے کل انشا کا پارسل پہنچا اور آج خط الشفا

نام بہارستان اور اب آپ کا تخلص سرور بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہارستان سرور اچھا نام ہے قطعہ کا وعدہ نہیں کرتا کس واسطے کہ اگر بے وعدہ پہنچ جائیگا تو لطف زیادہ دیگا اور اگر نہ پہنچیگا تو محل شکایت نہ ہوگا رفع فتنہ وفساد اور بلاد میں مسلم یہاں کوئی طرح آسائش کی نہیں ہے اہل دہلی عموماً ٹھہر گئے یہ داغ اُن کی جبین حال سے مٹ نہیں سکتا میں اموات میں مُردہ شعر کیا کہونگا غزل کا ڈھنگ بھول گیا معشوق کس کو قرار دوں جو غزل کی روش ضمیر میں آوے رہا قصیدہ ممدوح کون ہے ہائے انوری گویا میری زبان سے کہتا ہے شعر

اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح
اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل

گورنمنٹ کے دربار میں ہمیشہ سے میری طرف سے قصیدہ نذر گزرتا ہے اشرفیاں نہیں اور خلعت ریاست دودمانی کا سات پارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالائے مروارید مجھکو ملا کرتا ہے اب نواب گورنر جنرل بہادر یہاں آتے ہیں دربار میں بلائے جانے کی توقع نہیں پھر کس دل سے قصیدہ لکھوں صناعت شعر اعضاء وجوارح کا کام نہیں دل چاہئے دماغ چاہئے ذوق چاہئے امنگ چاہئے یہ سامان کہاں سے لاؤں جو شعر کہوں کہنے کیوں کہوں چونسٹھ برس کی عمر ولولۂ شباب کہاں رعایت فن اُس کے اسباب کہاں انا للہ وانا الیہ راجعون پیر و مرشد کو سلام نیاز پہنچے۔

کف الخضیب صور جنوبی میں سے ایک صورت ہے اُس کے طلوع کا حال مجھکو کچھ معلوم نہیں اختر شناسان ہند کو اس کا کچھ حال معلوم نہیں اور انکی زبان میں اس کا نام بھی یقین ہے کہ نہ ہوگا قبول دعا وقت طلوع منجملہ مضامین شعری ہے جیسے کتاں کا پرتو ماہ میں پھٹ جانا اور زمرد سے افعی کا اندھا ہونا آصف الدولہ نے افعی تلاش کر کر منگوایا اور قطعات زمرد اُسکے محاذی چشم رکھے کچھ اثر ظاہر نہ ہوا ایران و روم و فرنگ سے انواع کپڑے منگائے چاندنی میں پھیلائے مسکا بھی نہیں تحویل آفتاب بہ حمل کے باب میں موٹی بات یہ ہے کہ ۲۲ مارچ کو واقع ہوتی ہے کبھی ۲۱ کبھی ۲۳ آپڑتی ہے اس سے تجاوز نہیں رہا جامع وقت تحویل درست کرنا بے کتب فن اور مبلغ علم ممکن نہیں میرے پاس یہ دونوں باتیں نہیں۔ بیت

ندانم کہ گیتی چساں می رود　　　چہ نیک و چہ بد در جہاں می رود

میں تو اب روز و شب اس فکر میں ہوں کہ زندگی تو یوں گذری اب دیکھئے موت کیسی ہو۔ شعر

عمر بھر دیکھا کئے مرنے کی راہ　　　مر گئے پر دیکھئے دکھلائیں کیا

میرا ہی شعر ہے اور میرے ہی حسب حال ہے سکہ کا وار تو مجھپر ایسا چلا جیسے کوئی چھرا یا کوئی گراب کس سے کہوں کس کو گواہ لاؤں یہ دونوں سکے ایک وقت میں کہے گئے ہیں یعنی جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو ذوق نے یہ دو سکے

کھے کر گذرانے پادشاہ نے پسند کئے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین میں تھے اُنھوں نے دلی اردو اخبار میں یہ دونوں سکے چھاپے اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہیں کہ جنھوں نے اُس زمانہ میں مرشد آباد اور کلکتہ میں یہ سکے سُنے ہیں اور اُن کو یاد ہیں اب یہ دونوں سکے سرکار کے نزدیک میرے کہے ہوئے اور گزرانے ہوئے ثابت ہیں ہرچند قلمرو ہند میں دلی اردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈھا کہیں ہاتھ نہ آیا یہ دھبا مجھپر رہا پنشن بھی گئی اور وہ ریاست کا نام و نشان خلعت و دربار بھی مٹا جیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضائے الٰہی کے ہے اُس کا گلہ کیا شعر

چوں جنبش سپہر بفرمان داور ست
بیداد نبود انچہ بما آسماں دہد

یہ تحریر بطریق حکایت ہے نہ بسبیل شکایت۔ گویند از ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پرسش رفت کہ چہ حال داری فرمود کدام حال خواہد بود کسے را کہ خدا از وے فرض طلبد و پیغمبر سنت زن نان خواہد و ملک الموت جان قصہ مختصر اب زیست بامید مرگ ہے قاطع برہان چودھری صاحب کی نذر کے اجزا کے ساتھ بھیجا جائیگا بمقابلہ برہان قاطع منطبعہ دیکھا جائے اور بے حیف و بے میل زراہ انصاف دیکھا جائے مرشد زادوں کو سلام مسنون اور دعائے افزونی عمر و دولت پہنچے۔

نمبر۲ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے شفیق آپ کا خط آیا اور اُس کے آنے نے تمہاری رنجش کا وسوسہ میرے دل سے مٹایا ایک قاعدہ آپ کو بتاتا ہوں اگر اس کو منظور کیجئے گا تو خطوط کے نہ پہنچنے کا احتمال اُٹھ جائیگا اور رجسٹری کا دردِ سر جاتا رہیگا آدھ آنہ نہ سہی ایک آنہ سہی خط بیرنگ بھیجا کیجئے اور میں بھی بیرنگ بھیجا کروں اسٹامپ پیڈ خطوط تلف بھی ہوتے ہیں اس قاعدہ کا جیسا کہ میں واضع ہوا ہوں پابند بھی ہوا اور یہ خط بیرنگ بھیجا پنشن جاری ہو گئی تین برس کا چڑھا ہوا روپیہ مل گیا بعد ادائے قرض مبلغ بچے اب ماہ بماہ روپیہ ملتا ہے مگر یہی تین مہینے ستمبر اکتوبر نومبر ملیں گے دسمبر ۱۸۵۹ء سے تنخواہ ششماہی ہو جائیگی اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ چار روپیہ سیکڑہ سالانہ عموماً وضع ہوا کریگا اس حساب سے میرے حصہ میں اڑھائی روپیہ مہینہ آیا ۵ کے ساٹھ رہیں گے کچھ رامپور سے ماہ بماہ آتا ہے یہ دونوں آمدنی مل کر خوش و ناخوش گذارہ ہو جاتا ہے۔ یہاں شہر ڈھہ رہا ہے بڑے بڑے بازار نامی خاص بازار اور اردو بازار اور خانم کا بازار کہ ہر ایک بجائے خود ایک قصبہ تھا اب پتا بھی نہیں صاحب امکنہ اور دکانیں نہیں بتا سکتے کہ ہمارا مکان کہاں تھا اور دکان کہاں تھی۔ برسات بھر مینہ نہیں برسا آب تیشہ و کلند کی طغیانی سے

مکانات گر گئے غلہ گراں ہے موت ارزاں ہے۔ میوہ کے مول اناج بکتا ہے
ماش کی دال ۸ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہوں ۱۳ سیر چنا ۱۶ سیر گھی ۱۰ سیر ترکاری
مہنگی ان سب باتوں سے بڑھکر یہ بات ہے کہ کنوار کا مہینہ جیسے جاڑے
کا دوار کہتے ہیں پانی گرم دھوپ تیز روز لوئیں چلتی ہے جیٹھ اساڑھ کی سی
گرمی پڑتی ہے حضرت رفعت و حشمت جناب صاحب عالم کی خدمت میں
دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی بانکسار تمام عرض کرتا ہوں حضرت کو کس
راہ سے میرے آنے کا انتظار ہے میں نے مرشدزادہ کے خط میں کب اپنا عزم
لکھا یا کسی نے آپ سے میری زبانی کہا کہ آپ روز روانگی کے تقرر سے اطلاع
چاہتے ہیں ہاں آپ کی قدمبوسی کی تمنا اور انوار الدولہ کے دیدار کی آرزو حد سے
زیادہ ہے اور ایسا جانتا ہوں کہ یہ آرزو گور میں لے جاؤنگا تنخواہ کے اجزا کا
حال اور مستقبل میں اسکے وصول کی صورت ان سطروں سے جو آغاز مکتوب
میں چودھری عبد الغفور صاحب کی خدمت میں لکھی گئی ہیں مع روداد شہر معلوم
کر لیجئے گا۔ لالہ گوبند پرشاد صاحب ہنوز میرے پاس نہیں آئے ہیں دنیادار
نہیں فقیر خاکسار ہوں تواضع میری خو ہے انجاح مقاصد خلق میں حتی الوسع سعی
کروں تو ایمان نصیب نہ ہو انشاء اللہ العزیز وہ فقیر سے راضی و خوشنود
رہیں گے۔ جناب مستطاب حضرت محمد امیر صاحب کی خدمت میں بعد سلام
نیاز یہ گذارش ہے کہ میرے پاس حضرت کا سلام پیام سوا اسکے ایک بار

کبھی نہیں پہنچا۔ اب ان سطور کو اپنا ذریعہ افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے
بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی اور گریز پائی اور بے اطمینانی کا آپ کو مجھ پر گمان
اور اس کا رنج ہے یہ کسی نے خلاف واقع آپ سے کہا ہے میں مع زن و فرزند
ہر وقت اسی شہر میں قلزم خون کا شناور رہا ہوں دروازہ سے باہر قدم
نہیں رکھا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا نہ قید ہوا نہ مارا گیا کیا عرض کروں کہ میرے
خدا نے مجھپر کیا عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ بخشا جان و مال و آبرو میں کسی طرح
کا فرق نہیں آیا۔ تنخواہ جس کو حضرت نے یومیہ لقب دیا ہے اُس کا حال اوروں
کی تحریر سے دریافت ہوگا فقیر کو اپنا دوست و معتقد اور مشتاق تصور فرمائیے
مرشد زادہ مرتضوی دودمان سید شاہ عالم کو سلام و دعا ڈپٹی صاحب سے
مجھ سے ملاقات کثرت سے نہیں ہے اُن کو کثرت اشغال سے فرصت نہیں
مجھکو افراط ضعف سے طاقت نہیں اگر بہ حسب اتفاق کہیں ملاقات ہو گئی
تو آپ کا سلام کہدوں گا آپ اپنے اخوان عالی شان کو میرا سلام پہنچا دیجئے

مصرعہ۔ بندۂ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما

۳۳۔ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے مشفق چودھری عبدالغفور صاحب اپنے خط اور قصیدہ بھیجنے
کا مجھکو شکر گذار اور قصیدۂ سابق کی اب تک اصلاح نہ پانے سے شرمسار

تصور فرمائیں اور ان دونوں قصیدوں کے باہم پہنچنے کا انتظار کریں شعر

نوید وصل دہم مید ہد ستارہ شناس — نہ کردہ ژرف نگاہے مگر در اختر من

تحقیق کہ اب روے سخن جناب فیض نصاب جامع مدارج جمع الجمع

وحدت کے فرزند شمع مستغرق مشاہدہ شاہد ذات حضرت صاحب عالم صفات

قدسی صفات کی طرف ہے اور یہ شعر افتتاح کلام ہے پہلے کچھ باتیں کہ بادی النظر

میں خارج مبحث معلوم ہونگی لکھی جاتی ہیں میں پانچ برس کا تھا کہ میرا باپ

مرا۔ نو برس کا تھا کہ چچا مرا۔ اس کی جاگیر کے عوض میرے اور میرے شرکاء حقیقی

کے واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خاں دس ہزار روپئے سال مقرر ہوا

انھوں نے نہ دئے مگر تین ہزار روپیہ سال اس میں سے خاص میری ذات کا حصہ ساڑھے

سات سو روپیہ سال میں نے سرکار انگریزی میں یہ تغلب ظاہر کیا کولبرک صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی اور اسٹرلنگ

صاحب بہادر سکرتر گورنمنٹ کلکتہ متفق ہوئے میرا حق دلانے پر رزیڈنٹ معزول ہو گئے سکرتر ناگاہ مر گئے

بعد ایک زمانہ کے بادشاہ دہلی نے پچاس روپیہ مہینہ مقرر کیا ان کے ولیعہد

نے چار سو روپیہ سال ولیعہد اس تقرر کے دو برس کے بعد مر گئے۔ واجد علی

شاہ بادشاہ اودھ کی سرکار سے بصلۂ مدح گستری پانسو روپیہ سال مقرر

ہوئے وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ جئے یعنی اگرچہ اب تک جیتے ہیں مگر سلطنت

جاتی رہی اور تباہی سلطنت دو ہی برس میں ہوئی دہلی کی سلطنت کچھ سخت

جان تھی سات برس مجھ کو روٹی دیکر بگڑی ایسے مربی کش اور محسن سوز کہاں

پیدا ہوتے ہیں۔ اب میں جو والی دکن کی طرف رجوع کروں یاد رہے کہ متوسط
یا مر جائیگا یا معزول ہو جائیگا اور اگر یہ دونوں امر واقع نہ ہوئے تو کوشش
اُس کی ضائع جائے گی اور والی شہر مجھ کو کچھ نہ دیگا اور احیاناً اگر اُس نے
سلوک کیا تو ریاست خاک میں مل جائیگی اور ملک میں گدھے کے ہل پھر جائینگے
اے خداوند بندہ پرور یہ سب باتیں وقوعی اور واقعی ہیں اگر ان سے قطع نظر
کرکے قصیدہ کا قصد کروں قصد تو کرسکتا ہوں تمام کون کریگا سوا اسے
ایک ملکہ کے کہ وہ پچاس پچپن برس کی مشق کا نتیجہ ہے کو قوت باقی نہیں
رہی کبھی جو سابق کی اپنی نظم و نثر دیکھتا ہوں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ بحر بر
میری ہے مگر حیران رہتا ہوں کہ میں نے یہ نثر کیونکر لکھی تھی اور کیونکر یہ
شعر کہے تھے۔ عبدالقادر بیدل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سے ہے مصرعہ

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

پایان عمر ہے دل و دماغ جواب دے چکے ہیں سو روپیہ رامپور کے ساٹھ
روپیہ پنشن کے روٹی کھانے کو بہت ہیں گرانی اور ارزانی امور عامہ
سے ہے دنیا کے کام خوش و ناخوش چلے جاتے ہیں قافلہ کے قافلہ آمادۂ
رحیل ہیں دیکھو منشی نبی بخش مجھ سے عمر میں چھوٹے تھے ماہ گذشتہ میں
گذر گئے مجھ میں قصیدہ کے لکھنے کی قدرت کہاں اگر ارادہ کروں تو فرصت
کہاں قصیدہ لکھوں آپ کے پاس بھیجوں آپ دکن کو بھیجیں متوسط کب

پیش کرنے کا موقع پائے پیش کئے پر کیا پیش آئے۔ ان مراحل کے طے ہوتے تک میں کیونکر جیوں گا انا للہ وانا الیہ راجعون لا الٰہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ ولا موجود الا اللہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئاً واللہ الآن کما کان۔

۲۳ صاحب عالم کے نام

بعد حمد خدا و نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے قبلۂ روح رواں جناب صاحب عالم صاحب کو بندگی اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کروں کہ میرا کیا حال ہے اضمحلال قویٰ کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جس سے تکلف کی ملاقات ہے آجاوے تو اٹھ بیٹھتا ہوں ورنہ پڑا رہتا ہوں جو کچھ لکھنا ہوتا ہے وہ بھی اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہوں آج دوپہر کو میر عبدالعزیز صاحب آئے میں بے کلاہ و پیرہن پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اُن کو دیکھ کر اُٹھا مصافحہ کیا اُنہوں نے جناب شاہ عالم کا خط مع مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسوں جاؤں گا عرض کیا گیا کہ کل آخر روز آپ تشریف لاویں خط کا جواب اور اصلاحی مسودے لے جائیں وہ تشریف لے گئے میں لیٹ رہا دن کے سونے کی عادت نہیں ہے جی میں کہا او بیکار کیوں رہو خط کا جواب آج لکھ رکھو اُٹھے کون بکس کھولے کون لڑکوں کی دوات قلم مونڈھے پر پلنگ کے

پاس رکھ لی ادب مقتضی اس کا ہوا کہ آغاز نامہ بنام اقدس ہو حضرت نسخۂ قاطع برہان، تیسری چوتھی نظر میں مکمل ہو کر مسودات ایک کاتب کے حوالہ ہوئے آٹھ جز لکھے گئے کم و بیش دو جز باقی ہیں پرسوں تک آ جائیں گے بعد اسکے انطباع کی فکر ہوگی جب وہ عزیمت امضا پذیر ہو جائے گی حضرت کی نظر سے بھی شرف پائیگی حضرت سید عالم کو نیاز خورشید عالم کو سلام چودھری صاحب کو نہ نیاز نہ سلام صرف یہ پیام کہ ہم تمہارے خط کو مفرح روح سمجھتے تھے باتوں کا مزہ ملتا تھا خیر و عافیت معلوم ہو جاتی تھی وہ وظیفۂ روحانی منقطع کیوں ہوا صاحب یہ روش اچھی نہیں گاہ گاہ ارسال رسائل کا طور رہنا ہے

۲۴ چودھری عبدالغفور کے نام

حضرت چودھری صاحب عنایت نامہ سابق بیت

تھا تو خط پر نہ تھا جواب طلب — کوئی اس کا جواب کیا لکھتا

آج دوپہر کو یہ خط پہنچا آج ہی آخر روز جواب لکھ کر رکھ چھوڑتا ہوں کل صبح کو بشرط حیات ڈاک میں بھجوا دونگا قاطع برہان کے مجلدات جو بموجب توقیع خریدار میری ملک ہیں وہ اول جولائی میں میرے پاس اور اُن میں سے دو مجلد آخر جولائی میں آپ کے پاس پہنچیں گے ایک آپ رہنے دینگے اور ایک پیر و مرشد کی نذر کرینگے انشاء اللہ العلی العظیم شعر

حبذا فیض تعلق معجز کلکش نگر　　گر زود صد سالہ رہ پیش نظر باشد بہا

یہ شعر مولانا نور الدین ظہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ممدوح کی خوشنویسی کی تعریف میں ہے مبالغہ سرحد تبلیغ اور غلو کو پہنچ گیا ہے خلاصہ یہ کہ اُس کا لکھا ہوا قطعہ یا کوئی عبارت سو برس کی راہ پر سے آدمی کو نظر آتا ہے وجہ اس کی یہ کہ حرف بہت روشن صاف و جلی ہیں اور چونکہ یہ امر بحسب عادت و عقل ممتنع ہے اس روسے اس کو معجزۂ قلم کہا اور چونکہ معجزہ خرق عادت ہے اور خرق عادت ایک امر ہے مسلمات جمہور میں سے پس منکر کو گنجایش انکار نہ رہی یہاں یہ خیال آئیگا کہ فیض تعلق بیکار رہتا ہے میں کہتا ہوں کہ وہ حسن الہام ہے یعنی نگاہ کو ازانجا کہ باصرہ مشتاق حسن ہے اُس خط سے وہ تعلق بہم پہنچا ہے کہ اگر وہ خط سو برس کی راہ پر ہو تو بھی نگاہ اُس سے متعلق رہتی ہے جیسے طائر کو اپنا آشیانہ اور مسافر کو اپنا وطن اور عاشق کو معشوق کا خط و خال مسافت بعیدہ سے پیش نظر رہتا ہے چاہو ایک معلول کی دو علت سمجھو فیض تعلق مذکور اور حسن خط مقدر چاہو فیض تعلق کو ادعا کہو اور حسن خط جو تقدیر میں ہے اُس کو سبب سمجھو تعلق کا اور موکد چاہو تو ادعا کا سنو دعوی کے واسطے دلیل موضوع ہے ادعا کو دلیل ضرور نہیں ہے ہاں ادعا پر تاکید طریقہ بلاغت ہے یہ لطافت معنوی خاص اس بزرگ کے حصہ میں آئی ہیں میں جانتا ہوں مشتری اور عطارد نے ملکر ایک صورت پکڑی تھی اُس کا اسم نور الدین اور تخلص ظہوری تھا

اللہ اللہ فرماتا ہے **شعر**

مروت کرد و شبہا بر تو سیر بامم دور لازم بجز باشد چراغ خانہائے بینوایاں را

ظہوری کا ممدوح اور معشوق ایک ہے یعنی سلطان جلیل القدر ابراہیم عادل
شاہ بادشاہوں کے منظر بلند ہوتے ہیں اور کیا بعید ہے کہ رعایا ملازمین میں
کچھ لوگ زیر قصر رہتے ہوں اس واسطے بادشاہوں کو اس منظر بلند پر نہیں
چڑھنا کہ مبادا رعیت یا ملازموں کی جورو بیٹیاں نظر آئیں رات کو ان کے
گھر تاریک ہوتے ہیں اگر کوئی بلند مکان پر چڑھا تو کچھ نظر نہ آئیگا یہ مدح ہوئی
عفت کی اور عفت ایک فضیلت ہے فضائل اربع میں سے اب ابہام کو
سوچئے ممدوح نے راتوں کو کوٹھے پر چڑھنا اپنے اوپر لازم کیا ہے اس واسطے
کہ ان کے گھروں میں چراغ نہیں اگر کسی کو کسی کپڑے میں پیوند لگانا یا کوئی
چمڑے کی چیز گانٹھنی یا کسی مریض کا تفحص حال منظور ہو تو وہ گھر اس ممدوح
کے پرتو جمال سے روشن ہو جائے چراغ کی حاجت باقی نہ رہے جو کام جو
شخص چاہے وہ کرلے مروت کے لفظ کا مزہ وجدانی ہے سوائے اس لفظ
کے کوئی لفظ یہاں کام نہیں آتا اگر حفظ ناموس رعایا ہے تو مروت ہے اور
اگر مفلسوں کی کار برآری ہے تو مروت ہے قالب معنی کی جان ہے ظہوری
ناطقہ کی سرافرازی کا نشان ہے ظہوری زیادہ کیا لکھوں۔

۲۵ چودھری عبد الغفور کے نام

جناب چودھری صاحب کو سلام پہنچے آپ نے اپنے مزاج کی ناسازی کا حال کچھ نہ لکھا اگر پیر و مرشد بھی نہ لکھتے تو میں کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نہ پاتا تو حصول صحت کی دعا کیونکر مانگتا کل سے وقت خاص میں میں دعا مانگ رہا ہوں یقین ہے کہ پہلے تم تندرست ہو جاؤ گے ازاں بعد یہ خط پاؤ گے اکثر صاحب اطراف و جوانب سے ماہ نیم ماہ کے بھیجنے کا حکم بھیجتے ہیں اور میں چپکا ہیں کہتا ہوں کہ جب مہر نیم روز کی عبارت کو نہیں سمجھے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کرینگے صاحب مہر نیم روز کے دیباچہ میں میں نے لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کا نام پرتوستان ہے اور اس کی دو جلدیں پہلی جلد میں ابتداء خلقت عالم سے ہمایوں کی سلطنت تک کا ذکر دوسرے حصہ میں اکبر سے بہادر شاہ تک کی سلطنت کا بیان پہلے حصے کا نام مہر نیم روز دوسرے حصے کا اسم ماہ نیم ماہ بارے پہلا حصہ تمام ہوا چھاپا گیا جا بجا پہنچا قصد تھا جلال الدین اکبر کے حالات کے لکھنے کا کہ امیر تیمور تک کا نام و نشان مٹ گیا آں دختر را گاؤ خورد و گاؤ را قصاب برد و قصاب در راہ مُرد جو کتاب میں نے لکھی ہی نہ ہو وہ بھیجوں کہاں سے پیر و مرشد کو میری بندگی اور صاحبزادوں کو دعا خداوند مجھے مارہرہ بلاتے ہیں اور میرا قصد مجھے یاد دلاتے ہیں اُن دنوں میں کہ دل بھی تھا اور طاقت بھی تھی شیخ محسن الدین مرحوم سے

بطریق تمنا یوں کہا گیا تھا کہ جی یوں چاہتا ہے کہ برسات میں مارہرہ جاؤں اور دل کھول کر اور پیٹ بھر کر آم کھاؤں اب وہ دل کہاں سے لاؤں طاقت کہاں سے پاؤں نہ آموں کی طرف وہ رغبت نہ معدہ میں اُتنے آموں کی گنجائش نہار منہ میں آم نہ کھاتا تھا کھانے کے بعد میں آم نہ کھاتا تھا رات کو کچھ کھاتا ہی نہیں جو کہوں بین الطعامین آخر روز بعد ہضم معدی آم کھانے بیٹھ جاتا بے تکلف عرض کرتا ہوں اتنے آم کھاتا تھا پیٹ اپھر جاتا تھا اور دم پیٹ میں نہ سماتا تھا اب بھی اسی وقت کھاتا ہوں مگر دس بارہ پیوندی آم اگر بڑے ہوے تو پانچ سات بیت

دریغا کہ عہد جوانی گذشت جوانی نگو زندگانی گذشت

اس کے واسطے کیا سفر کروں مگر حضرت کا دیکھنا اس کے واسطے متحمل رنج سفر ہوں تو جاڑے میں نہ برسات میں مصرعہ

اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ

بنام چودھری عبدالغفور کے نام

بندہ پرور بہت دن کے بعد پرسوں آپ کا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور مہر اور نام آپ کا پایا دستخط دیکھ کر مفہوم ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے دشمن بعارضۂ تپ و لرزہ رنجور ہیں اللہ اللہ ضعف کی یہ شدت کہ

خط کے لکھنے سے معذور ہیں خدا وہ دن دکھائے کہ تمہارا خط تمہارے دستخطی آئے سرنامہ دیکھ کر دل کو فرحت ہو خط پڑھ کر دونی مسرت ہو جب تک ایسا خط نہ آئیگا دل سودا زدہ آرام نہ پائیگا قاصد ڈاک کی راہ دیکھتا رہوں گا جناب ایزدی میں سرگرم دعا رہونگا آپ کے عم عالی مقدار اور بزرگ آموزگار کو میرا سلام مع صنوف اشتیاق و الوف احترام جناب چودھری صاحب آؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کے پاس چلیں اور اپنی آنکھیں ان کے کف پائے مبارک سے ملیں میں سلام کرونگا تم معروض ہو کہ غالب یہی ہے اہل دہلی میں آپکے دیدار کا طالب یہی ہے میں نے عزم قدمبوسی کیا پھر وہ شدت سے مجھے گلے لگا فرماتے ہیں کہ غالب تو اچھا ہے عرض کرتا ہوں کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہے ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری تعریف بہت کرتے رہتے ہیں جناب یہ ان کی خوبیاں ہیں میں ایسا نہیں ہوں جیسا وہ کہتے ہیں کاش میری رنجوری کا حال کہتے ضعف قویٰ و اضمحلال کہتے تاکہ میں ان کے کلام کی تصدیق کرتا ان کی غمخواری اور دردمند نوازی کا دم بھرتا شعر

در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن　　　ایں کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہاست

حضرت نے میری گرفتاری کا نیا رنگ نکالا بوستان خیال کے دیکھنے کا دانہ ڈالا مجھ میں اتنی طاقت پرواز کہاں کہ بلا سے اگر پھنس جاؤں دام پر گر کے دانہ زمین پر سے اٹھاؤں حضرت سچ تو یوں ہے کہ غمہائے روزگار نے مجھکو گھیر لیا ہے

سانس نہیں لے سکتا اتنا تنگ کر دیا ہے ہر بات سو طرح سے خیال میں آئی پر
دل نے کسی طرح تسلی نہ پائی اب دو باتیں سوچا ہوں ایک تو یہ کہ جب تک جیتا
ہوں یوں ہی رویا کروں گا دوسری یہ کہ آخر ایک نہ ایک دن مروں گا یہ صغریٰ
اور کبریٰ دل نشین ہے نتیجہ اس کا تسکین ہے ہیہات شعر

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید — ناامیدی اس کی دیکھا چاہیئے

اجی حضرت شاہ عالم صاحب میرا سلام لیجئے کاغذ باقی نہیں رہا اپنے سب
بھائیوں کو مع وزیر علی صاحب میرا سلام کہہ دیجئے گا۔

۲۷۔ چودھری عبدالغفور کے نام

جناب چودھری صاحب سیاہی پھیکی کاغذ پتلا پیر و مرشد کی عبارت
یک طرف آپ کی تحریر بھی مغشوش ہو گئی بہرا ہو گیا ہوں مگر حضرت بصر تو باقی
ہے تمہاری عبارت کا جو لفظ پڑھ لیا قرینہ سے محاورہ بھی معلوم ہو گیا حضرت کی
تحریر کا ایک لفظ سوائے سعادت توام شاہ عالم کے اگر پڑھا گیا ہو تو دیدے
پھوٹیں ایمان نصیب نہ ہو وہ خط بدستور آپ کے پاس واپس بھیجتا ہوں اردلی
سفید کاغذ پر حرف بحرف اس کی نقل کر کے پھر مجھے بھیج دیجئے تاکہ اس کے
جواب لکھنے میں سعادت حاصل کروں لیکن بہت جلد آپ کی نگارش سے اتنا دریافت ہو گیا
کہ اب آپ اچھے ہیں الحمد للہ جناب ممتاز علی خاں صاحب کہاں اور مارہرہ کہاں بہرحال میرا سلام

۳۲ چودھری عبدالغفور کے نام

چودھری صاحب مشفق مکرم کو میرا سلام آپ کا خط کہ سوائے چند سطر کے جو تم نے لکھی تھی سراسر حضرت صاحب کا دستخطی تھا پہنچا سبحان اللہ حضرت کو کس قدر محبت ہے تمہارے ساتھ تمہاری ناسازی مزاج کا کیسا ملال اور تمہارے نہ دیکھنے کا کیسا رنج ہے سچ یوں ہے کہ تم خوبان روزگار میں سے ہو توقیع قبول اہل نظر کا حاصل ہونا آسان نہیں ہے سلامت رہو خوش رہو مختصر مصرعہ

کارت بجہاں جملہ چناں باد کہ خواہی

اب روئے سخن حضرت صاحب عالم کی طرف ہے خدمت خدام مخدوم خادم نواز میں بعد تسلیم معروض ہے تفقد نامہ نامی میں صورت عز و شرف نظر آئی اللہ اللہ تم نے میری نظر میں میری آبرو بڑھائی حضرت کی قدردانی کی کیا بات ہے آپ کا التفات موجب مباہات ہے یہ بات بطریق سلاست زبان پر آئی ہے ورنہ قدردانی کیسی یہ قدرافزائی ہے نظیری علیہ الرحمۃ کا شعر ایک کاغذ پر لکھ کر میرے گلے میں ڈال دیجئے اور زمرۂ شعراء میں سے مجھ کو نکال دیجئے شعر یہ ہے شعر

جوہر بینش من در تہ زنگار بماند ۔ آنکہ آئینۂ من ساخت ہنوز خام ماند

دعویٰ اور چیز ہے اور کمال اور شے ہے علم عربی اور شے ہے اور فارسی کی حقیقت حال

اور ہے جلالائے طبا طبائی رحمۃ اللہ علیہ نے سدائے ہندی کو ایک رقعہ لکھا عبارت اس وقت یاد نہیں آتی مگر یہ مضمون اس کا ہے کہ :-

ایک دن مولانائے عرفی علیہ الرحمۃ اور ابوالفضل میں مباحثہ ہوا شیخ نے غرض سے کہا کہ ہم نے تحقیق کو بسرحد افراط پہنچا دیا اور فارسی میں خوب کمال پیدا کیا عرفی نے کہا کہ اس کو کیا کروگے کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے گھر کے بڈھوں سے اور بڈھیوں سے جو بات سنی فارسی میں سنی شیخ گفت ما فارسی را از انوری خاقانی فرا گرفتہ ایم و شما از پیرزالان آموختہ اید عرفی فرمود انوری و خاقانی نیز از پیرزنان آموختہ باشند

افراط

غالب کہتا ہے کہ ہندوستان کے سخنوروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کے سوا کوئی استاد مسلم الثبوت نہیں ہوا خسرو کشور قلمرو سخن طرازی ہے باہم چشم نظامی گنجوی و ہم طرح سعدی شیرازی ہے خیر فیضی بھی نغز گوئی میں مشہور ہے کلام اس کا پسندیدۂ جمہور ہے دیکھو عبدالقادر بدایونی کیا لکھتا ہے زہے سپاہی فالیز آرزو و فقیر اور شیدا اور بہار و غیرہم انھیں میں آ گئے ناصر علی اور بیدل اور غنیمت ان کی فارسی کیا ہر ایک کا کلام بہ نظر انصاف دیکھئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا منت اور یکین اور واقف اور قتیل یہ تو اس قابل بھی نہیں کہ انکا نام لیجئے ان حضرات میں عالم علوم عربیہ کے شخص ہیں خیر ہوں فاضل کہلائیں کلام میں انکے مزا کہاں ایرانیوں کی سی ادا کہاں فارسی کی قاعدہ دانی میں اگر

کلام ہے اُس میں پیروی قیاس ایک بلا سے عام ہے وارستہ سیالکوٹی نے
خان آرزو کی تحقیق پر سو جگہ اعتراض کیا ہے اور ہر اعتراض بجا ہے باایں ہمہ
وہ بھی جہاں اپنے قیاس پر جاتا ہے مُنہ کی کھاتا ہے۔ مولوی احسان اللہ ممتاز
کو صنائع لفظی میں دستگاہ اچھی تھی اس شیوہ و روش کو خوب برت گئے فارسی
وہ کیا جانیں۔ قاضی محمد صادق اختر عالم ہونگے شاعری سے اُن کو کیا علاقہ ایک
بات حضرت کو اور معلوم رہے کہ ہندی فارسی والوں نے کمال کو وہم میں منحصر
رکھا ہے۔ کالپی کے نواب زادوں میں سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے
میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُن کے نام دیکھا ہے کہ قتیل اُن کو لکھتا ہے کہ "جامہ
گذاشتن بمعنے مردن مسلم لیکن بہت احتیاط کیا کرو موقع دیکھ لیا کرو جب لکھا کرو"
میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا فلاں مرد جہان جامہ گذاشت۔ پھر وہ
کہتا ہے کہ "درد کے ساتھ سوا سے پانچ سات لفظ کے اور لفظ کو ترکیب نہ دو"
پھر فرماتا ہے کہ "ہمہ کے لفظ کو جمع کے ساتھ لاؤ مفرد سے نہ ملاؤ"

نقل میں نے دستنبو میں لکھا ہے کہ ہمہ کس داند ایک شخص نے کہ وہ بھی
مولوی کہلاتا ہے میری غیبت میں کہا کہ ہمہ کس داند کیا ترکیب ہے ایک
لڑکا میرا شاگرد وہاں موجود تھا اُس نے کہا کہ یہ ترکیب بعینہ صائب
کی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے۔ شعر

ہمہ کس طالب آں سرو رواں ست اینجا　　　آب حیوان و نفس سوختگان ست اینجا

اُس نے کہا کہ تمہارا اُستاد حاش للہ کو ما قبل کلمہ منفی لایا ہے اور یہ جائز نہیں

ع حاش للہ کہ بد نمی گویم

میرے شاگرد نے کہا کہ یہ ترکیب انوری کی ہے ؎

حاش للہ نہ مرا بلکہ فلک رانبود باسگ کوی تو ایں زہرہ و یارا و مجال

مولوی ہدایت علی تمکین کا آج تک میں نے نام نہیں سنا تھا چھپے ہوئے رقعہ ہیں صائب اگرچہ اصفہانی نژاد تھا مگر وارد شاہجہان آباد تھا "انتقام کشیدن و انتقام گرفتن" دونوں بول گیا۔ مولوی صاحب بیچ فارسی بولتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کلیم بر وزن فعیل صیغہ اسم فاعل ہے مثل کریم و رحیم و بشیر و سمیع و بصیر و کلیم اسمائے الٰہی ہیں۔ کلیم اگر معنے ہمکلام لیجئے تو اسم الٰہی اسکو کیونکر قرار دیجئے حضرت کا مصرعہ مصرعہ ہست کلامے ز کلام کلیم۔

مخدوش البتہ ہے یعنی یا کلام از کلام کلیم یا کلامے از کلمات کلیم چاہئے کلامے از کلام مفرد میں سے مفرد کو نکالا چاہئے گو جائز نہ ہو گو باش و گو باشد ہرگز محل تردد نہیں اوہام و وسواس قواعد میں پیش نہیں جاتے مصرعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب

ہرگز یائے معروف نہیں ہے یائے مجہول ہے یائے معروف یہاں نامقبول ہے مصرعہ

خدائی کہ بالا و پست آفرید

ایسا خدا ایسا کریم اس تحتانی کو یائے وحدت کہو یا تو صیف کہو یا تعظیم کہو جس طرح کہو گو لا ئیگی

۲۹ چودھری عبدالغفور کے نام

سا

بندہ پرور پرسوں تمہارا خط آیا آج جواب لکھ رکھتا ہوں کل ڈاک میں
بھجوا دونگا میرا حال کیوں پوچھو اپنے کو دیکھو جو تمہارا ڈھنگ ہے وہ ہی میرا
رنگ ہے ثبور و اورام مرض خاص اور رنج عام یہ ایک اجمال دوسرا اجمال سنو
کہ مہینہ بھر سے صاحب فراش ہوں صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک
پلنگ پر پڑا رہتا ہوں مجلس اٹھے اگرچہ دیوانخانہ کے بہت قریب ہے پر کیا
امکان جو جا سکوں صبح کو ۹ بجے کھانا یہیں آجاتا ہے پلنگ پر سے کھسل پڑا ہاتھ
منہ دھو کر کھانا کھایا پھر ہاتھ دھوئے کلی کی پلنگ پر جا پڑا پلنگ کے پاس
حاجتی لگی رہتی ہے اُٹھا اور حاجتی میں پیشاب کیا اور پڑا رہا مدتوں سے یہ مرض
ہے کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے اس صاحب فراش ہونے کو دیکھو اور دم بدم
تقاضائے بول کو دیکھو پاخانے اگرچہ دن رات میں ایک بار جاتا ہوں مگر صعوبت
کو تصور کرو ایک پھوڑا داہنے پہنچے میں جس کو ساعد کہتے ہیں دو پھوڑے بائیں
پہنچے میں یہ سہل ہیں بائیں پاؤں میں کف پا و پشت پا سے لیکر آدھی پنڈلی
تک ورم اور ورم بھی سخت محللات و رادعات سے کچھ نہ ہوا اب تجویز ہے کہ
شب کا پھرتا یا نہ جیسے جب پکے پھوٹے تب مرہم لگائیے۔ کہو جب کف پا میں
جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہاں ٹھکانا یہ حال جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں

مجمل اور جز ہے میرا قیاس اس کا مقتضی ہے کہ پیر و مرشد صاحب عالم مجھ سے آزردہ ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ میں نے ممتاز و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا اس رقعہ میں ایک میزان عرض کرتا ہوں حضرت صاحب ان صاحبوں کے کلام کو بعض ہندیوں کے اشعار کو قتیل و واقف سے لیکر بیدل ناصر علی تک اس میزان میں تولیں میزان یہ ہے۔ رودکی فردوسی سے لیکر خاقانی و سنائی و انوری وغیرہم تک ایک گروہ ان حضرات کا کلام تھوڑے تھوڑے تفاوت سے ایک وضع پر ہے۔ پھر حضرت سعدی طرز خاص کے موجد ہوئے سعدی و جامی و ہلالی یہ اشخاص متعدد نہیں فغانی اور ایک شیوۂ خاص کا مبدع ہو خیالہائے نازک و معانی بلند اس شیوہ کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی بھی سبحان اللہ قالب سخن میں جان پڑگئی اس روش کو بعد اس کے صاحبان طبع نے سلاست کا چرچا دیا صائب و کلیم و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اس زمرہ میں ہیں رودکی و اسدی و فردوسی یہ شیوہ سعدی کے وقت میں ترک ہوا اور سعدی کی طرز نے بسبب سہل ممتنع ہونے کے رواج نہ پایا فغانی کا انداز پھیلا اور اس میں نئے نئے رنگ پیدا ہوتے گئے تو اب طرزیں تین ٹھہری ہیں خاقانی اسکے اقران۔ ظہوری اسکے امثال۔ صائب اسکے نظائر۔ خالصاً للہ ممتاز و اختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزوں میں سے کس طرز پر ہے بے شبہہ فرماؤ گے کہ یہ طرز اور ہی ہے پس تو سمجھے جانا کہ یہ طرز چوتھی ہے کیا کہنا ہے تو بے طرز ہے

مگر فارسی نہیں ہے ہندی ہے۔ دار الضرب شاہی کا سکہ نہیں ہے ٹکسال باہر ہے داد داد انصاف انصاف۔ **نظم**

اگرچہ شاعران نغز گفتار   زیک جام اند در بزم سخن مست
ولے با بادہ بعضے حریفاں   خمار چشم ساقی نیز پیوست
مشو منکر کہ در اشعار ایں قوم   ورائے شاعری چیزے دگر ہست

وہ چیز نہ حصے میں پارسیوں کے آئی ہے ہاں اردو زبان میں اہل ہند نے وہ چیز پائی ہے۔ مرتضےٰ علیہ الرحمۃ۔ **بیت**

بدنام ہوگے جانے بھی دو امتحان کو   رکھے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو

سودا **بیت**

دکھلائیے لے جا کے تجھے مصر کا بازار   خواہاں نہیں لیکن کوئی واں جنس گراں کا

قائم **سہ**

قائم اب تجھ سے طلب بوسے کی کیونکر مانگوں   ہے تو ناداں مگر اتنا بھی بدآموز نہیں

مومن خاں **شعر**

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا   جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

ناسخ کے ہاں کمتر آتش کے ہاں بیشتر یہ نیز نشتر ہیں مگر مجھے آپ کا کوئی شعر اس وقت یاد نہیں آتا یاد کیا آئے بیٹھا ہوا ہوں دم بدم پاؤں کے ورم کی ٹیس ہوش اڑائے دیتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۳	نمبر ۳ چودھری عبدالغفور کے نام	

ایک عبارت لکھتا ہوں چونکہ لفافہ جناب چودھری عبدالغفور صاحب کے نام ہوگا پہلے وہ پڑھیں پھر میرے پیر و مرشد کی نظر سے گذرانیں پھر مرشدزادۂ شاہ عالم صاحب کو دکھائیں۔ برس دن سے فسادِ خون کے عوارض میں مبتلا ہوں ثبورو اورام میں لدرہا ہوں برس دن ہیں اوجاع سہتے سہتے روح تحلیل ہوگئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پھوڑے تو خیر مگر دونوں پنڈلیوں میں ہڈیوں کے قریب دو پھوڑے ہیں کھڑا ہوا اور پنڈلیوں کی ہڈیاں چرانے لگیں اور رگیں پھٹنے لگیں بائیں پاؤں پر ورم کفِ پا سے جہاں وہ پھوڑا ہے پنڈلی تک ورم ہے رات دن پڑا رہتا ہوں پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے کھسل پڑا بعد رفعِ حاجت پھر لیٹ رہا اسی صورت سے روٹی کھاتا ہوں اشعار کی اصلاح یک قلم موقوف خطوط ضروری لیٹے لیٹے لکھتا ہوں دو خط چودھری صاحب کے آئے اور ایک شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے آئے جواب نہ لکھ سکا آج اپنے کو ملنے کے دیکھ مروسنا پایا جب یہ عبارت لکھی چودھری صاحب کو سلام شاہ عالم صاحب کو حضرت صاحب کو بندگی۔

۱۳۱ چودھری عبدالغفور کے نام

آہاہا جناب منشی ممتاز علی خاں صاحب مارہرہ پہنچے صاحب یہ تو سیاح گیتی نورد ثانی مخدوم جہانیاں جہاں گرد ہیں بہر حال آپ نے دیباچہ بہت اچھا لکھا ہے کتاب کو اس سے رونق ہو جائیگی نظم میں وہ پایہ بلند کہ شعری اُن کے شعر پر لآلی انجم نثار کرے خود بلا گردان ہو لیلی سما ہر مصرعہ پہ دل و جان وارے صدقہ قربان ہو وار کرے (بمعنی حملہ کرنے کے ہے) اور وہ جو آپ کا مقصود ہے اُن معنوں میں وارنا اور وارے آیا ہے نہ وار کرنا اور وار کرے آپ کو یاد ہوگا کہ چند سطریں میں نے بہزار دشواری لکھ کر تمہیں بھیجی تھیں خواہش یہ تھی کہ یہی سطریں میرے مخدوم اور مخدوم زادہ کی نظر سے گذر جائیں آج ایک خط میں نے پیرومرشد کا اور پایا وہ ابھی نہیں پڑھا مگر شاہ عالم صاحب اُس خط کی پشت پر لکھتے ہیں کہ تو نے میرے خط کا جواب نہیں لکھا حالانکہ میں اُن سطروں میں یہ لکھ چکا ہوں کہ نہ مجھے تحریر کی طاقت نہ اصلاح کے ہوش ایک بات کو دس دس بار کیا لکھوں اب میرا انجام کار دو طرح پر متصور ہے یا صحت یا مرگ پہلی صورت میں خود اطلاع دونگا دوسری صورت میں سب احباب خارج سے سن لینگے یہ سطریں لیٹے لیٹے لکھی ہیں۔

دوسری فصل ۱۳

۳۲ نواب انوار الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

قبلۂ حاجات قصیدہ دوبارہ پہنچا چونکہ پیشانی پر دستخط کی جگہ نہ تھی ناچار اُس کو ایک اور دو ورقے پر لکھوایا اور حضور میں گزرانا اور اپنی تمنائے دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص مشتمل اظہار خوشنودی طبع اقدس پر ہو گئے احترام الدولہ بہادر میرے ہمزبان اور آپ کے ثنا خوان رہے گویا اس امر خاص میں وہ شریک غالب ہیں ہم بطریق کسرۂ اضافی اور ہم بہ سبیل کسرۂ توصیفی پروردگار انھیں سلامت رکھے قدردان کمال بلکہ حق تو یوں ہے کہ خیر محض ہے غیاث اللغات ایک نام وفیر اور محرز جیسے الفر بہ خواہ مخواہ ہر آدمی آپ جانتے ہیں بھی کہ یہ کون ہے ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے والا فارسی سے ناآشنا محض اور صرف و نحو میں ناتمام انشا خلیفہ و منشآت مادھو رام کا پڑھانے والا چنانچہ دیباچہ میں اپنا ماخذ بھی اس نے شاہ خلیفہ محمد و مادھو رام و غنیمت و قتیل کے کلام کو لکھا ہے یہ لوگ راہ سخن کے غول ہیں آدمی کے گمراہ کرنے والے یہ فارسی کیا جانیں ہاں طبع موزوں رکھتے تھے شعر کہتے تھے۔ شعر

ہرزہ مشتاب و پئے جادہ شناساں بردار　　اے کہ در راہ سخن چوں تو ہزار آمد و رفت

میرا دل جانتا ہے کہ آپ کے دیکھنے کا میں کس قدر آرزومند ہوں میرا ایک

بھائی ماموں کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقی خالا کا بیٹا ہوتا تھا اور مسند نشین حال کا چچا تھا اور وہ میرا ہمشیر بھی تھا یعنی میں نے اپنی ممانی اور اُس نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تھا وہ باعث ہوا تھا میرے باندا بوندیل کھنڈ آنے کا میں نے سب سامان سفر کر لیا ڈاک میں روپیہ ڈاک کا دیا قصد یہ تھا کہ فتحپور تک ڈاک میں جاؤں گا وہاں سے نواب علی بہادر کے یہاں کی سواری میں باندے جاکر ہفتہ بھر رہ کر کالپی ہوتا ہوا آپ کے قدم دیکھتا ہوا اسپیشل ڈاک دلّی چلا آؤں گا ناگاہ حضور والا بیمار ہوگئے اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت سے فعل میں نہ آیا اور پھر مرزا اورنگ خاں میرا بھائی مر گیا مصرعہ

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

واللہ وہ سفر اگرچہ بھائی کی استدعا سے تھا مگر میں نتیجہ اُس شغل کا آپ کے دیدار کو سمجھا ہوا تھا ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجئے گا میرا جی آپ کے ساتھ باتیں کرنے کو چاہا اس واسطے جو دل میں تھا وہ اس عبارت سے زبان پر لایا۔

۳۳ نواب انوار الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد اگر میں نے امیدگاہ از راہ شکوہ لکھا تو کیا گناہ نہ خط کا جواب نہ قصیدے کی رسید۔

بیت

در یں خستگی پوزش از من مجوئے   بود بندہ خستہ گستاخ گوئے

اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ ان موانع کے سبب سے میں قصیدے کی تحسین نہیں لکھ سکا بندہ بے ادب نہیں تحسین طلب نہیں ایسے مجمع میں محشور ہوں کہ سوائے احترام الدولہ کے کوئی سخندان نہیں میں جو اپنا کلام آپ کے پاس بھیجتا ہوں گویا آپ اپنے پر احسان کرتا ہوں مصرعہ

وائے بر جان سخن گر بہ سخنداں نرسد

افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر میں نہیں ورنہ آپ جانیں کہ اس بجھے ہوئے دل اور اس ٹوٹے ہوئے دل اور اس مرے ہوئے دل پر کیا کر رہا ہوں نواب صاحب اب نہ دل میں وہ طاقت نہ قلم میں وہ زور سخن گستری کا ایک ملکہ باقی ہے بے تامل اور بے فکر جو خیال میں آجائے وہ لکھ لوں ورنہ فکر کی صعوبت کا متحمل نہیں ہو سکتا بقول مرزا عبدالقادر شعر

جہد ہا در خور توانائیست ضعف یکسر فراغ میخواہد

مہر کا حال معلوم ہوا پہلے آپ لکھ بھیجئے کہ کیا کھدوا جائے گا۔ مہدی حسین خاں بہادر لکھ رہا ہوں صرف یادپر لکھ رہا ہوں ورنہ خط لڑکوں نے لکھوا یا یاد پڑتا ہے کہ نگینہ وہاں سے بھیجنے کو آپ نے لکھا سو آپ میں مکرر خواہاں ہوں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ نگینہ بھیجئے گا یا یہاں خریدا جائیگا اور نقش پر نگین کیا ہوگا تاکہ شمار حروف کا مجھکو یاد رہے اب جب آپ مجھکو لکھیں گے تب میں اسکا جواب لکھونگا حافظ صاحب کا بھیجنا تقریباً معلوم ہوا یعنی اُن کی طرف سے

آپ نے مجھکو سلام لکھا ہے سو میں بھی اُن کی خدمت میں بندگی اور جناب منشی نادر حسین خاں صاحب کی جناب میں سلام عرض کرتا ہوں زیادہ حد ادب

۳۴ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد حضور کا توقیع خاص اور آپ کا نوازش نامہ یہ دونوں حرز بازو ایک دن اور ایک وقت پہنچے توقیع کا جواب دو چار دن میں لکھوں گا ناسازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مرض باقی نہیں مگر ضعف لیکن تسکین خاطر منحصر اس میں ہے کہ آپ بعد اس تحریر کے ملاحظہ فرمانے کے اپنے مزاج کا حال پھر لکھیں ۵ روپیہ کی ہنڈوی پہنچی اس کا بھی حال سابق کی ہنڈوی کا سا ہے یعنی ساہوکار کہتا ہے کہ ابھی ہم کو کالپی کے ساہوکار کی اجازت نہیں آئی جو ہم روپیہ دیں اگر سرکار کے کارپرداز وہاں کے ساہوکار سے کہہ کر اجازت لکھوا بھیجیں تو مناسب ہے صہبائی کے تذکرہ کی ایک جلد میری ملک میں سے میرے پاس تھی وہ میں اپنی طرف سے بسبیل ارمغان آپ کو بھیجتا ہوں نذر قبول ہو اب میں حضرت سے باتیں کر چکا خط کو سر نامہ لکھ کر رکھ دیتا ہوں کہ ڈاک میں دے آوے بارہ پر دو بجے کتاب کا پارسل بطریق بیرنگ روانہ کرونگا پیشگاہ وزارت میں میری بندگی پہنچے عرضداشت بعد اس کے پہنچے گی

جناب میر صاحب قبلہ میر امجد علی صاحب کو سلام نیاز اور جناب ملتی ناور حسین خاں صاحب کو سلام۔

۳۵ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب مزاج مقدس میرا جو حال آپ نے پوچھا اس پرسش کا شکر بجا لاتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ آپ کا بندۂ بے درم خریدہ اچھی طرح ہے ایک فصد بائیس منضج چار مسہل کہاں تک آدمی کو ضعیف نہ کرے بارے آفتاب عقرب میں آ گیا پانی برف آب ہو گیا ہے کابل و کشمیر کا میوہ بکنے لگا ہے یہ ضعف ضعف قسمت تو نہیں کہ ایسے ایسے امور اس کو زائل نہ کر سکیں غزلوں کو برسوں سے پڑھ رہا ہوں اور وجد کر رہا ہوں خوشامد میرا شیوہ نہیں ہے جو ان غزلوں کی حقیقت میری نظر میں ہے وہ مجھ سے سن لیجئے اور میرے داد دینے کی داد دیجئے مولانا قلق نے متقدمین یعنی امیر خسرو و سعدی جامی کی روش کو سر حد کمال کو پہنچایا ہے اور میرے قبلہ و کعبہ مولانا شفق اور مولانا ہاشمی اور مولانا عسکری متاخرین یعنی صائب و کلیم و قدسی کے انداز کو آسمان پر لے گئے ہیں اگر تکلف اور تملق سے کہتا ہوں تو مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو یہ جو آپ اپنے کلام کو حک و اصلاح کے واسطے مجھ سے فرماتے ہیں یہ آپ میری آبرو بڑھاتے ہیں کوئی بات بیجا ہو یا کوئی لفظ ناروا ہو تو میں حکم بجا لاؤں زیادہ حد ادب۔

خط ۳۴ نواب امین الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

قبلہ و کعبہ کیا لکھوں امور نفسانی میں انسداد کا جمع ہونا محالات عادیہ میں سے ہے کیونکر ہو سکے کہ ایک وقت خاص میں ایک امر خاص موجب انشراح کا بھی ہو اور باعث انقباض کا بھی ہو یہ بات میں نے آپ کے اس خط میں پائی کہ اس کو پڑھ کر خوش بھی ہوا اور غمگین بھی ہوا سبحان اللہ اکثر امور میں تم کو اپنا ہم طالع پاتا ہوں عزیزوں کی ستم کشی اور رشتہ داروں سے ناخوشی میرا ہم قوم تو سراسر قلمرو ہند میں نہیں سمرقند میں دو چار یا دشت قبچاق میں سو دو سو ہونگے مگر ہاں اقربا سے پانچ برس کی عمر سے انکے دام میں اسیر ہوں اکسٹھ برس ستم اٹھائے ہیں۔ شعر

گرد ہم شرح ستمہائے عزیزاں غالب — رسم امید ہمانا ز جہاں برخیزد

نہ تم میری خبر لے سکتے ہو نہ میں تم کو مدد دے سکتا ہوں اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہوں ساحل نزدیک ہے دو ہاتھ لگائے اور بیڑا پار ہے۔ بیت

عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ — مر گئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا

یہ بھی تو پوچھو کہ آپ کے خط کا جواب اتنی جلد کیوں لکھا یعنی کم و بیش مہینا بھر کے بعد کیا کروں شاہ اسرار الحق کو آپ کا اور حافظ نظام الدین صاحب کا خط بھجوا دیا ہفتہ بھر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب بھیجتا ہوں وہ

بارہ دن ہوئے کہ حضرت خود تشریف لائے جواب آپ کے اور حافظ جی کے
خط کا مانگا کہا کہ کل بھیجدونگا اس واقعہ کو آج قریب دو ہفتہ کے عرصہ ہوا
ناچار اُن کے جواب سے قطع نظر کرکے آپ کو یہ چند سطریں لکھیں **شعر**

ازخون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ۔۔۔ انی رأیت دہراً فی ہجرک القیامہ

حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہئے گا۔ اور یہ خط اُن کو پڑھوا دیجئے گا۔
جناب منشی نادر حسین خاں صاحب کو میرا سلام پہنچے اگرچہ آپ مبتلائے رنج
والم ہیں مگر یہ شرف کیا کم ہے کہ انوار الدولہ کے ہمدرد ہو اور دستمہائے روزگا
ہونا شرافت والے کی دلیل ہے ساطع اور برہان ہے قاطع حضرت بہت
دن سے جناب میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا اُن کے تخلص
نے مجھکو حیران کر رکھا ہے یعنی قلق میں مبتلا ہوں آپ اُن کا حال لکھئے
خواجہ اسمٰعیل خاں صاحب کہاں ہیں اور کس طرح ہیں سنئے قبلہ من میں تو
آپ سے شاہ انوار الحق کے خط کے جواب کا طالب نہیں ہوں کہ آپ اُنکے
خط کے حاصل ہونے کے انتظار میں خط مجھکو نہ لکھ سکیں متر صد ہوں کہ
اس اپنے خط کا جواب جلد پاؤں۔

۲۳ نواب انوار الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

ناوک بیداد کا ہدف پیر خرفت یعنی غالب آداب بجا لاتا ہے نوازش نامہ

کو دیکھ کر جانا کہ میں نے مکرر چند کے شعر پر خط بطلان کھینچ دیا ہے تو کوئی گمان نہ کریگا کہ میں کمر کو کمر بند نہیں جانتا معہذا وہاں پہلے مصرعہ میں اگر کمر بمعنی کمر بند فرض کیجئے تو بھی تو شعر کاٹ ڈالنے کے قابل نہیں قصد کرکے بیٹھا تھا کہ اس شعر پر صاد کرونگا خدا جانے قلم سے خط کیونکر کھنچ گیا اب حواس بجا نہیں حافظہ رہا نہیں اکثر الفاظ بے قصد لکھ جاتا ہوں ستر برس کی عمر ہوئی کہاں تک خرافت نہ آئے اس شعر کا گنہگار اور حضرت سے شرمسار ہوں معاف کیجئے زیادہ حد ادب۔

۳۸ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

کیونکر کہوں کہ میں دیوانہ نہیں ہوں ہاں اتنے ہوش باقی ہیں کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہوں واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلۂ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہوں نہ القاب نہ آداب نہ بندگی نہ تسلیم سُن غالب ہم تجھ سے کہتے ہیں بہت مصاحب نشین ایاز حد خود بشناس مانا کہ تو نے کئی برس کے بعد رات کو دو نو بیت کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کر رہا ہوں مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے پہلے القاب لکھ پھر بندگی عرض کر پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھ پھر عنایت نامہ کے آنے کا شکر ادا کر اور یہ کہا کر جو میں تصور کر رہا تھا وہ ہوا یعنی جس دن صبح کو میں نے خط بھیجا اسی دن آخر روز حضور کا فرمان پہنچا

معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیگی موسم اچھا آ گیا ہے

شعر

گرمی از آب بروں رفت و حرارت نہ ہوا — محل مہر جہانتاب بمیزان آمد

اگر صرف تبرید تعدیل سے کام نکل جائے تو کیا کہنا ورنہ بحسب رائے طبیب تنقیہ کرائیے مجھکو بھی آج دسواں منضج ہے پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا فقیر کو ناگاہ ایک نئی زمین خیال میں آئی طبیعت نے راہ دی غزل تمام کی اُسی وقت سے یہ خیال میں تھا کہ کب صبح ہو اور کب یہ غزل نواب صاحب کو بھیجوں خدا کرے آپ پسند کریں اور میرے قبلہ جناب میر امجد علی صاحب کو سنا دیں اور میرے شفیق منشی نادر حسین خاں صاحب اور اُن کے بھائی صاحب اس کو پڑھیں پروردگار اس مجمع کو سلامت رکھے۔

غزل

اے ذوق نواسنجی بازم بخروش آور — غوغائے شبیخونی بربنگہ ہوش آور
گر خود بجہد از سر از دیدہ فرو بارش — دل خوں کن و آں خوں را در سینہ بجوش آور
ہاں ہمدم فرزانہ دانی رہ ویرانہ — شمعے کہ نخواہد شد از باد خموش آور
شد دایہ ایں وادی تلخست اگر دانی — از شہر بسوئے من سرچشمۂ نوش آور
دانم کہ زری داری ہر جا گذرے داری — مے گر ندہد سلطان از بادہ فروش آور
گر ہے بکدو ریزد برکف نہ و راہی شو — ورشنہ بسبو بخشند بردار و بدوش آور
ریحاں دمد از مینا رامش چکد از قلقل — آں در رہ چشم افگن ویں از پے گوش آور

گاہے بسبک دستی زاں بادہ زخو لیشم بر	گاہے بسپہ مستی از نغمہ بہ ہوش آور
غالب کہ بقایش باد ہم بادہ اگر ناید	یارے غزلے فردے زاں موئنہ پوش آور

۳۹۔ نواب الغر الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

للہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت ہے پہلے نوازش نامہ کا جواب باآنکہ وہ مشتمل ایک سوال پر تھا ہنوز نہیں لکھنے پایا کہ کل اور ایک مکرمت نامہ آیا بندہ عرض کر چکا ہے کہ مسہل میں ہوں چنانچہ کل میرا مسہل ہوگا اس سبب سے اُس توقیع کا پاسخ نگار نہ ہوسکا تھا اور لکھتا بھی تو یہی لکھتا جو آپ نے لکھا ہے ارنی کی رے کی حرکت و سکون کے باب میں قول فیصل یہی ہے جو حضرت نے لکھا ہے اگر تقطیع شعر مساعدت کر جائے اور ارنی بروزن جہنی گنجائش پائے تو نعم الاتفاق ورنہ قاعدہ تصرف مقتضی جواز ہے مرزا عبد القادر بیدل، شعر

چو رسی بطور ہمت ارنی مگو و بگریز — کہ نیرزد ایں تمنا بجواب لن ترانی

اسد اللہ بیگ غالب، شعر

رفتم آنکہ غازہ حسن مدارا طلب کنیم — سر رشتہ در کف ارنی گوے طور بود

زوائد سے فارغ ہو کر عرض کرتا ہوں کہ ہائے کیا غزل لکھی ہے قبلہ آپ فارسی کیوں نہیں کہا کرتے کیا پاکیزہ زبان ہے اور کیا طرز بیان کیا میں سخن ناشناس

اور نہ انصاف ہوں کہ ایسے کلام کی حک و اصلاح پر جرأت کروں۔ ع

چہ حاجت است بمشاطہ روئے زیبا را

ہاں ایک جگہ تحریر میں سہو کر گئے ہیں مصرعہ

اے مطرب جادو فن بازم رہِ ہوشم زن

دو میم آپڑے ہیں ایک میم محض بیکار ہے دیگر کی جگہ آپ بازم لکھ گئے ہیں مصرعہ

اے مطرب جادو فن دیگر رہِ ہوشم زن

اب دیکھئے اور صاحبوں کی غزلیں کب آتی ہیں۔ اتنی عنایت فرمائیے گا کہ ہر صاحب کے تخلص کے ساتھ اُن کا اسم مبارک اور کچھ حال رقم کیجیے گا زیادہ حد ادب۔

۴۵ نواب الوزرا الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد یہ خط لکھنا نہیں ہے باتیں کرنی ہیں اور یہی سبب ہے کہ میں القاب و آداب نہیں لکھتا خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر میں بدر الدین علی خاں کا نظیر نہیں میں ٹھہرا اور کون کھود سکے گا ناچار میں نے آپ کا نوازش نامہ جو میرے نام تھا وہ اُن کے پاس بھیج دیا انہوں نے رقعہ میرے نام کا آج بھیجا سو وہ رقعہ حضرت کی خدمت میں بھیجتا ہوں میں نہیں سمجھتا کہ قسم دوم پکھراج کی کیا ہے آپ اس کو سمجھ لیں اور نگیں باحتیاط ارسال فرماویں

روپے کے بھیجنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے جب میں عرض کروں تب بھیجئے گا
تعجب ہے کہ جناب میر امجد علی صاحب قلق کا اس خط میں سلام نہ تھا متوقع
ہوں کہ چھاپہ کے قصیدے اُن کو سنا دے جاویں اور میری بندگی کہی جائے
جناب منشی نادر حسین خاں صاحب کو میرا سلام بصدق ہزار اشتیاق پہنچے۔

۱۸ نواب انوار الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

قبلۂ و کعبہ وہ عنایت نامہ جس میں حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی تھی
پڑھ کر بے چین ہو گیا ہوں اور عرض کر چکا ہوں کہ مزاج کا حال مفصل لکھئے
چونکہ آپ نے کچھ لکھا تو اور زیادہ مشوش ہوں نسخہ رفع تشویش یعنی شفقت
نامہ جلد بھیجئے جناب منشی نادر حسین خاں صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں
حضرت میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہیں متوقع ہوں کہ ان
دونوں صاحبوں کی خدمت میں میرا سلام پہنچے اور آپ اُن کی خیر و عافیت
لکھیں۔ کبوتروں کا نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا بجنسہ ارسال کرتا ہوں
آپ کو معلوم ہو گا کہ میرن صاحب نے انتقال کیا یہ چھوٹے بھائی تھے
مجتہد العصر لکھنؤ کے نام اُن کا سید حسین اور خطاب سید العلماء نقش نگین
میر حسین ابن علی میں نے اُن کی رحلت کی ایک تاریخ پائی اُس میں پانچ
بڑھتے تھے یعنی ۱۲۷۸ ہوتے تھے تخرجہ نئی روشن کا میرے خیال میں آیا

ہیں تو جانتا ہوں اچھا ہے دیکھوں آپ پسند فرماتے ہیں یا نہیں قطعہ

حسین ابن علی آبروئے علم و عمل — کہ سید العلما نقش خاتمش بودے
نماندو ماندی اگر زندہ پنج سال دگر — غم حسین علی سال ماتمش بودے

زیادہ حد ادب۔

۲۳۔ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد معاف کیجئے گا + میں نے جمنا کا کچھ حال نہ لکھا یہاں کبھی کسی نے اس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہیں کی کہ جس سے استعجاب اور استعجاب پایا جائے پرسش کے بعد بھی کوئی نئی بات نہیں سنی سنئے تو سہی موسم کیا ہے گرمی جاڑا دو فصلیں برسات میں اکٹھی تگرگ باری علاوہ ایک بحر رواں کی حقیقت کیا متغیر ہو جائے تو محل استعجاب کیوں ہو اور یہ بات کہ دلی میں تغیر نہ ہو اور پورب میں ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں جمنا بانفراد بہ رہی ہے اور وہاں کہیں کوئی اور ندی کہیں گنگا باہم مل گئی ہیں مجمع البحار ہے حضرت نے خوب وکالت کی مولانا قلق سے تقصیر میری معاف نہ کروائی کہدو گے کہ گناہ معاف ہو گیا میں بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانونگا یہ دن مجھ پر بُرے گزرتے ہیں میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے پانی پینے والے جانوروں کا خصوصاً اس تموز میں کہ غم وہم

کا ہجوم ہے شعر

آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں   سوزِ غمہائے نہانی اور ہے

۴۳ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

حضرت پیر و مرشد اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہاں فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو میں کہتا کہ آؤ اور رسمِ تہنیت بجا لاؤ خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انور الدولہ کا خط لایا مصرعہ

اینکہ می بینم بہ بیداریست یا رب یا بخواب

منہ پیٹتا ہوں اور سر پٹکتا ہوں کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا ہوں الٰہی حیاتِ جاودانی نہیں مانگتا پہلے انور الدولہ سے مل کر سرگزشت بیان کروں پھر اُسکے بعد صرف ل روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب تلف المال خلفت العمر عمر فرسا ہے جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اُس کو عمر کی قیمت جانیے اور ثباتِ ذات و ابقائے عرض و ناموس کو غنیمت جانیے اللہ تعالیٰ حضرت وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تا قیامت رکھے میں نے گیارھویں مئی ۱۸۵۷ء سے اکتیسویں جولائی ۱۸۵۸ء تک کی روداد نثر میں بعبارت فارسی نا آمیختہ بعربی لکھی ہے اور وہ پندرہ سطر

کے مسطر سے چار جزو کی کتاب آگرہ کو مطبع مفید الخلائق میں چھپنے کو گئی ہے
دستنبو اس کا نام رکھا ہے اور اُس میں صرف اپنی سرگذشت اور اپنے مشاہدے
کے بیان سے کام رکھا ہے بعد چھپ جانے کے وہ نسخہ حضرت کی نظر سے گذرانونگا
اور اُس کو ہم سخنی اور ہم زبانی جانونگا جناب میر امجد علی صاحب کا جواب آپکے
خط میں ذکر نہیں آیا ہے تو اس خیر خواہ احباب کا دل گھبرایا ہے اب کی
خط لکھیئے تو اُن کی خیر و عافیت بہر نمط لکھیئے اُن کو بندگی اور جناب منشی
نادر حسین خاں صاحب کو سلام پہنچے۔

۴۷ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد ایک نوازش نامہ آیا اور دستنبو کے پہنچنے کا مژدہ پایا۔ اسکا
جواب یہی ہے کہ کارپردازان ڈاک کا احسان مانوں اور اپنی محنت کا
رائگاں نہ جانا یقین جانوں چند روز کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہنچا گویا
ساغر التفات کا دوسرا دور پہنچا اب ضرور آپڑا کہ کچھ حال اس ستارۂ دوم آرا
کا لکھوں چنانچہ جس وقت سے وہ خط پڑھا ہے سوچ رہا ہوں کہ کیا
لکھوں چونکہ بسبب فقدان اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہیں کہا
جاتا ہے ناچار مرزا صائب کا مصرعہ زبان پر آجاتا ہے مصرعہ

ازیں ستارۂ دنبالہ دار میترسم

یہ مطلع ہے اور پہلا یہ مصرعہ ہے ع زخال گوشۂ ابروے یار می نگرم +
کیا آپ مجھکو بے ہنری اور بیتمیزی میں صاحب کمال نہیں جانتے اور
اس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہیں جانتے پیش ملا طبیب
و پیش طبیب ملا پیش ہیچ ہر دو و پیش ہیچ ہر دو آرائش مضامین شعر
کے واسطے کچھ تصوف کچھ نجوم لگا رکھا ہے ورنہ سوائے موزونی طبع کے
یہاں اور کیا رکھا ہے بہر حال علم نجوم کے قاعدہ کے موافق جب زمانہ کے
مزاج میں فساد کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں تب سطح فلک پر یہ شکلیں دکھائی
دیتی ہیں جس برج میں یہ نظر آئے اُس کا درجہ دقیقہ دیکھتے ہیں پھر
ذوذنابہ کا حکم اور طریقہ دیکھتے ہیں ہزار طرح کی چال ڈالتے ہیں تب
ایک حکم نکالتے ہیں سنا جہاں آباد میں بعد غروب آفتاب افق غربی شہر پر نظر آتا
تھا اور چونکہ اُن دنوں میں آفتاب اول میزان میں تھا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت
عقرب میں ہے درجہ اور دقیقہ کی حقیقت نا معلوم رہی بہت دن شہر میں اس
ستارہ کی دھوم رہی اب دس بارہ دن سے نظر نہیں آتا وہاں شاید اب
نظر آیا ہے جو آپ نے اس کا حال پوچھا ہے پس میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ
صورتیں قہر الٰہی کی ہیں اور دلیلیں ہلاک کی دنیا ہی کی قران النحسین پھر کسوف
پھر خسوف پھر یہ صورت پر کدورت عیاذاً باللہ پناہ بخدا یہاں پہلی نومبر
کو بدھ کے دن حسب الحکم حکام کوچہ و بازار میں روشنی ہوئی اور سب کو

کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ جانا اور قلمرو ہند کا پادشاہی عمل میں آنا سنا گیا نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر کو ملکۂ معظمۂ انگلستان نے فرزندارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سے نائب اور ہندوستان کا حاکم کیا میں نے قصیدہ اس تہنیت میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں چنانچہ بشمول و سنبو نظر انور سے گذرا ہوگا للشعر۔ تا نہال دوستی کے بر دہد۔ حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم۔ الله الله الله۔

۴۵۔ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب تتمۂ غلطنامۂ قاطع برہان کو بھیجے ہوئے تین دن اور آپ کی خیر و عافیت مولوی حافظ عزیز الدین کی زبانی سُنے ہوئے دو دن ہوئے تھے کہ کل آپ کا نوازش نامہ پہنچا قاطع برہان کے پہنچنے سے اطلاع پائی معتقدان برہان قاطع برچھیاں اور تلواریں پکڑ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ہنوز دو اعتراض مجھ تک پہنچے ہیں ایک تو یہ کہ قاطع برہان غلط ہے یعنی یہ ترکیب خلاف قاعدہ ہے کلام قطع کیا جاتا ہے برہان قاطع نہیں ہو سکتی لو صاحب برہان قاطع صحیح اور قاطع برہان غلط مگر برہان قاطع فاعل ہو سکتی ہے اور قطع کا فعل آپ نہیں قبول کرتی قاطع برہان میں جو برہان کا لفظ ہے یہ مخفف برہان قاطع ہے برہان قاطع رد کو قطع سمجھ کر قاطع برہان نام رکھا تو کیا گناہ ہوا دوسرا ایراد یہ ہے کہ

مصرعہ - با انگلستان ستیز بیجا ﴿﴾ انگلس کا نون تلفظ میں نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ خدا کے واسطے انگلس اور انگریز کا نون باعلان کہاں ہے اور اگر ہے بھی تو ضرورت شعر کے واسطے لغات عربی میں سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہیں اور اگر انگلس کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا وہ ورق چھاپے کا جو آپ کے پاس بھیجا ہے اُس کو غلطنامۂ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بندھوا لیجئے گا حضرت کیوں آپ نے مراسلہ اور میرے مکتوب کا حال پوچھا مصرعہ - اینہم کہ جواب نہ نویسند جواب ست ﴿﴾ سمجھ لو اور چپ رہو میں نے مانا جس کو تم نے لکھا ہے وہ لکھے گا کہ میں نے مختار سے پوچھا اُس نے یوں کہا پھر میں نے یوں کہا اب یہ بات قرار پائی ہے تو اس تقریر کو حضرت ہی باور کرینگے فقیر کبھی نہ مانے گا ایک حکایت سنو :- امجد علی شاہ کی سلطنت کے آغاز میں ایک صاحب میرے نیم آشنا یعنی خدا جانے کہاں کے رہنے والے کسی زمانہ میں وارد اکبرآباد ہوئے تھے کبھی کبھی کے تحصیلداری بھی ہو گئے تھے زبان آور اور چالاک اکبرآباد میں نوکری کی جستجو کی کہیں کچھ نہ ہوا میرے یہاں دو ایک بار آئے تھے پھر وہ خدا جانے کہاں گئے میں دلی میں آرہا کم و بیش بیس برس گذرے ہونگے امجد علی شاہ کے عہد میں اُن کا خط ناگاہ مجھکو بہ سبیل ڈاک آیا چونکہ اُن دنوں میں دماغ تندرست اور حافظہ برقرار تھا میں نے جانا کہ یہ وہی

بزرگ ہیں خط میں مجھکو پہلے یہ مصرعہ لکھا مصرعہ

از بخت شکر دارم و از روزگار ہم

آپ سے جدا ہوکر بیس برس آوارہ پھرا جے پور میں نوکر ہوگیا وہاں سے دو برس کے بعد کہاں گیا اور کیا کیا اب لکھنؤ میں آیا ہوں وزیر سے ملا ہوں بہت عنایت کرتے ہیں بادشاہ کی ملازمت انھیں کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے بادشاہ نے خانی اور بہادری کا خطاب دیا ہے مصاحبوں میں نام لکھا ہے مشاعرہ ابھی قرار نہیں پایا وزیر کو میں نے آپ کا بہت مشتاق کیا ہے اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح میں اور عرضی یا خط جو مناسب جانیں وزیر کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجدیجئے گا تو بیشک بادشاہ آپکو بلائیں گے اور وزیر کا خط فرمان طلب آپ کو پہنچے گا میں نے اُسی عرصہ میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کی بیت اسم یہ ہے آغاز قصیدہ

امجد علی شہ آنکہ بذوق دعاے او   صدرہ نماز صبح قضا کرد روزگار — الخ

منتظر رہا کہ کس کی معرفت بھیجوں توکلت علی اللہ بھیجدیا رسید آگئی صرف پھر دو ہفتہ کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر تک پہنچا وزیر پڑھکر بہت خوش ہوا باآئین شائستہ پیش کرنے کا وعدہ کیا میں متوقع ہوں کہ میاں بدرالدین مُہرکن سے میری مُہر خطابی کھدوا کر بھیجدیجئے چاندی کا نگینہ مربع اور قلم جلی نفیس نے سرانجام کرکے بھیجدیا رسید آئی اور قصیدہ کی

بادشاہ تک گزرنے کی نوید۔ پس پھر دو مہینے تک اُدھر سے کوئی خط نہ آیا میں نے
جو خط بھیجا اُلٹا پھر آیا ڈاک کا یہ توقیع کہ مکتوب الیہ یہاں نہیں ایک مدت کے
بعد حال معلوم ہوا کہ اس بزرگ کا وزیر تک پہنچنا اور حاضر رہنا بیچ بادشاہ
کی ملازمت اور خطاب کا ملنا غلط بہادری کی مہر تمسے بفریب حاصل کر کے
مرشد آباد کو چلا گیا چلتے وقت وزیر نے دو سو روپے دیے تھے ایک قاعدہ
کلیہ ولی کا سمجھ لو خالق کی قدرت مقتضی اس کی ہے کہ جو اس شہر پناہ کے
اندر پیدا ہو مرد یا عورت خفقان و مراق اُس کی خلقت و فطرت میں ہو
آٹھ دس برس کے بعد ساون کے اخیر مینہ خوب برسا لیکن نہ دریا چاری
ہوئے نہ طوفان آیا ہاں شہر کے باہر ایک دن بجلی گری دو ایک آدمی کچھ
جانور تلف ہوئے مکان گرے دس بیس آدمی دب کر مرے دو تین شخص
کوٹھے پر سے گر کر مرے مراقیوں نے غل مچانا شروع کیا اپنے اپنے عزیزان
بسفر رفتہ کو لکھا چھاپا اخبار نویسوں نے اُن سے سن کر درج اخبار کیا
لو اب دس بارہ دن سے مینہ کا نام نہیں دھوپ آگ سے زیادہ تیز ہے
وہی خفقانی صاحب اب یاروں نے پھرتے ہیں کہ کھیتیاں جلی جاتی ہیں اگر
مینہ نہ برسے گا تو کال پڑیگا مکانات کے گرنے کا حال یہ ہے کہ چار پانچ
برس خسبارہ سے لیے لیکھائی لوگ کڑی تختہ کیواڑ چوکھٹ بعض مکانات کی
چھت کا مصالحہ سب لے گئے اب اُن غربا کو وہ مکان ملے تو اُن میں

مرمت کا مقدور کہاں فرمائیے مکانات کیونکر نہ گریں۔

۴۷ نواب فخر الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد ۱۲ بجے تھے میں ننگا اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ آدمی نے آکر خط دیا میں نے کھولا پڑھا بھلے کو انگرکھا یا کرتا گلے میں نہ تھا اگر ہوتا تو میں گریبان پھاڑ ڈالتا حضرت کا کیا جاتا میرا نقصان ہوتا سر سے سنئے آپ کا قصیدہ بعد اصلاح پہنچا اس کی رسید آئی کئی کٹے ہوئے شعر کیلئے آئے ان کی قباحت پوچھی گئی قباحت بتائی گئی الفاظ قبیح کی جگہ بے عیب الفاظ لکھ دئے گئے لو صاحب یہ اشعار بھی قصیدہ میں لکھ لو اس نگارش کا جواب آج تک نہیں شاہ اسرار الحق کے نام کا خط ان کو دیا گیا جواب میں کچھ انہوں نے زبانی فرمایا وہ آپ کو لکھا گیا حضور کی طرف سے اس تحریر کا جواب بھی نہ ملا۔ شعر

پڑھوں میں شکوہ اسے یوں راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

سوچتا ہوں کہ دونوں خط بیرنگ گئے تھے تلف ہونا کسی طرح متصور نہیں خیر اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جائے۔ باسی کڑھی میں ابال کیوں آئے بندگی بیچارگی پانچ لشکر کا حملہ پے در پے اس شہر پہ ہوا

پہلا باغیوں کا لشکر اس میں اہل شہر کا اعتبار لُٹا۔ دوسرا لشکر خاکیوں کا
اس میں جان و مال و ناموس و مکان و مکین و آسمان و زمین آثار ہستی
سراسر لُٹ گئے۔ تیسرا لشکر کال کا اُس میں ہزارہا آدمی بھوکے مرے
چوتھا لشکر ہیضہ کا اُس میں بہت سے پیٹ بھرے مرے۔ پانچواں لشکر
تپ کا اُس میں تاب و طاقت عموماً لٹ گئی مرے آدمی کم لیکن جس کو
تپ آئی اُس نے اعضا میں طاقت نہ پائی اب تک اس لشکر نے شہر سے
کوچ نہیں کیا میرے گھر میں دو آدمی تپ میں مبتلا ہیں ایک بڑا لڑکا اور
ایک میرا داروغہ خدا ان دونوں کو جلد صحت دے۔ برسات یہاں بھی اچھی
ہوئی ہے لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس میں زمیندار خوش کھیتیاں
تیار ہوئیں خریف کا بیڑا پار ہے ربیع کے واسطے پوس و ماہ میں مینہ درکار
ہے کتاب کا پارسل پرسوں ارسال کیا جاوے گا۔ آہاہا ہا جناب حافظ
محمد بخش صاحب میری بندگی مغل علی خاں غدر سے کچھ دن پہلے مستسقی
ہو کر مر گئے ہے ہے کیونکر لکھوں حکیم رضی الدین خاں کو قتل عام میں ایک
خاکی نے گولی ماردی اور احمد حسین خاں اُن کے چھوٹے بھائی بھی اُسی
دن مارے گئے طالع یار خاں کے دونوں بیٹے ٹونک سے رخصت آئے
تھے غدر کے سبب جا نہ سکے یہیں رہے بعد فتح دہلی دونوں بے گناہ
کو پھانسی ملی طالع یار خاں ٹونک میں ہیں زندہ ہیں پر یقین ہے کہ مردہ سے

بند نہ ہوں گے میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی حال صاحبزادہ میاں نظام الدین کا یہ ہے جہاں سب اکابر شہر کے بھاگے تھے وہاں وہ بھی بھاگ گئے تھے بڑودہ میں رہے اورنگ آباد میں رہے حیدرآباد میں رہے سال گذشتہ یعنی جاڑوں میں یہاں آئے سرکار سے اُن کی صفائی ہو گئی لیکن صرف جان بخشی رُوس الدولہ کا مدرسہ جو عقب کوتوالی چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جس میں مغل علیخاں مرحوم رہتے تھے وہ اور خواجہ صاحب کی حویلی یہ املاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد میاں نظام الدین کی قرار پاکر ضبط ہوئی اور نیلام ہو کر روپیہ سرکار میں داخل ہاں قاسم خاں کی حویلی جس کے کاغذ میاں نظام الدین کی والدہ کے نام کے ہیں وہ اُن کو یعنی میاں نظام الدین کی والدہ کو مل گئی ہے فی الحال میاں نظام الدین پاک پٹن گئے ہیں شاید بھاولپور بھی جائیں گے۔

۲۷۔ نواب انور الدولہ سعدالدین خاں بہادر شفق کے نام

خداوند نعمت شرف افزا نامہ پہنچا شاہ اسرار الحق کے نام مکتوب اُن کی خدمت میں بھیجدیا گیا جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہیں اگر جواب بھجوادیں گے تو جناب میں ارسال کیا جائیگا قصیدہ کو بارہا دیکھا اور غور کی جس طور ہے اُس میں گنجائش اصلاح کی نہ پائی

یعنی لفظ کی جگہ لفظ مرادف بالمعنی لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہے ورنہ کوئی
لفظ بے محل اور بے موقع نہیں کوئی ترکیب فارسی ٹکسال باہر نہیں مگر ہاں
طرز گفتار کا بدلنا اس کے واسطے چاہیئے۔ دوسرا قصیدہ اس زمین میں ایک
اور لکھا اور وہ تکلف بار وہے بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور بھی نہ ہو پس شرم
کم خدمتی سے ولریش اور فرط خجلت سے سر در پیش ہو کر قصیدہ کو اس لفافہ
میں بھیجتا ہوں خدا کرے مورد عتاب نہ ہوں غلہ کی گرانی آفت آسمانی امراض
وموی بلاسے جانی انواع واقسام کے اور الم و ثبور شائع بیچارہ ناسو دمند
اور سعی ضائع میں نہیں جانتا کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو پہر دن چڑھے وہ فوج
باغی میرٹھ سے دلی آئی تھی یا خود قہر الٰہی کا پے درپے نزول ہوا تھا بقدر
خصوصیت سابق دلی ممتاز ہے ورنہ سرتاسر قلمرو ہند میں فتنہ و بلا کا دروازہ
باز ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جناب میر احمد علی صاحب کو بندگی جناب
منشی نادر حسین خاں صاحب کو سلام۔

۴۸ نواب انوار الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد میں آپ کا فرمان پذیر اور آپ کا حکم بطلب خاطر بجا لانے
والا ہوں مگر سمجھ تو لوں کہ کیا لکھوں وہ مکتوب کہاں بھیجوں آپ کے پاس
بھیجدوں یا انہیں منشی صاحب کے پاس بھیجدوں اور وسیم الدین و

ظہیرالدین کو منشی میر شیخ خواجہ کیا کہ لکھوں دو حاکم کی رائے کے شمول کا قیدی اور اس زمانہ میں سیکڑوں جزیرہ نشین رہائی پاکر اپنے اپنے گھر کو آگئے یا ہمہ منشی کو کیا اختیار ہے کہ وہ چھوڑ دے یہ آپ کی تحریر سے معلوم نہیں ہوتا کہ اب سعی منحصر اس میں ہے کہ قیدی دریائے شور کو نہ جاوے اور یہیں محبوس رہے یا یہ منظور ہے کہ جزیرہ کو کبھی نہ جاوے اور یہاں کی قید سے بھی رہائی پائے خواہش کیا ہے اور کارپردازی کس طرح کی اعانت چاہوں پہلے تو یہ سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں پھر جو کچھ لکھوں اس کو کہاں بھیجوں طریق تو یہ ہے کہ میاں امیرالدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب کے پاس جائیں اور بذریعہ اس خط کے روشناس ہوں میں کیا جانوں کہ امیرالدین کا مسکن کہاں ہے منشی صاحب کو خط بھیجوں ان کے نزدیک احمق ہوں کہ کس امر موہوم مجہول میں مجھ کو لکھنا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اس خط کو پڑھکر تفحص کریں کہ امیرالدین کون ہے اور کہاں ہے اور کیا چاہتا ہے بہرحال اس خط کے ساتھ ایک اور لفافہ آپ کے نام کا روانہ کرتا ہوں اس میں صرف ایک خط موسومہ منشی صاحب ہے کھلا ہوا اس کو پڑھکر میاں امیرالدین کے پاس بھیج دیجئے گا مگر گوند لگا کر اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کا خط مسودہ لکھ کر میرے پاس اور لکھ بھیجئے کہ اس مسودہ کو صاف کر کے کہاں بھیجوں۔

۴۹۔ نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد شب رفتہ کو مینہ خوب برسا ہوا میں فرط برودت سے گونہ پیدا ہو گیا اب صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی بے گونہ چل رہی ہے ابر تنک محیط ہے آفتاب نکلا ہے پر نظر نہیں آتا ہے میں عالم تصور میں آپ کو مسند عز و جاہ پر جانشین اور منشی نادر حسین خاں صاحب کو آپ کا جلیس مشاہدہ کر کے آپ کی جناب میں کورنش بجا لاتا ہوں اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہوں کافر نعمت ہو جاؤں اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤں حضرت نے اور منشی صاحب نے میری خاطر سے کیا زحمت اٹھائی ہے بھائی صاحب بہت خوشنود ہوئے منت پذیری ہیں میرے شریک غالب ہیں فی الحال بتوسط میرے سلام نیاز عرض کرتے ہیں اغلب ہے کہ نامہ جداگانہ بھی ارسال کریں حضرت آپ غالب کی شرارتیں دیکھتے ہیں سب کچھ کہے جاتا ہے اور اس اصل کا جس پر یہ مراتب متفرع ہوں ذکر نہیں کرتا فقیر کو تو یہ طرز پسند نہ آئی مطلب اصلی کو مقدر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے یوں لکھنا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ اور اس کے ساتھ نسب نامہ خاندان مجددو علاوہ پارسل پہنچا میں ممنون ہوا نواب ضیاء الدین خاں بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئے جناب عالی میں تو غالب ہرزہ سرا کا معتقد نہ رہا آپ نے اس کو مصاحب بنا رکھا ہے اس سے اس کا دماغ

چل گیا ہے قبلہ و کعبہ کیا جناب مولنا فلق ہیں حضرت شفیق نے جو غالب کی شفاعت کی تھی وہ مقبول نہ ہوئی اب جناب ہاشمی کو اپنا ہمزبان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہیں آپ کی بات اس باب میں کبھی نہ مانونگا جب تک سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ بھجوائیے گا اس سارٹیفکٹ کے حصول میں رشوت دینے کو بھی میں موجود ہوں والسلام۔

بنام نواب انور الدولہ سعد الدین خاں بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد کورنش مزاج اقدس الحمد للہ تو اچھا ہے حضرت دعا کرتا ہوں پرسوں آپ کا خط مع سارٹیفکٹ کے پہنچا آپ کو مبداء فیاض سے اشرف الوکلا خطاب ملا مخبنانہ محبنانہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیئے ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے محلہ کے خطوط پہنچاتا ہے ان دنوں میں ایک بنیا پڑھا لکھا حرف شناس کوئی فلاں ناتھ پاڈھمک داس میں بالاخانے پر رہتا ہوں حویلی میں آکر اس نے داروغہ کو خط دیکر مجھ سے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو آپ کو جیسا کہ دلی کے بادشاہ نے نوابی کا خطاب دیا تھا اب کالپی سے خطاب کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہے سرنامہ کو غور سے دیکھا کہیں قبل از اسم مخدوم نیاز کیشاں لکھا تھا اس قرمساق نے اور الفاظ سے قطع نظر کرکے کیشاں کو کپتان پڑھا بھائی ضیاء الدین خاں صاحب

شملہ گئے ہوئے ہیں شاید آخر ماہ حال یعنی جولائی یا اول ماہ آیندہ یعنی اگست
یہاں آجائیں آپ کو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہوں آپ نواب صاحب سے
کتاب کیوں مانگیں اور زحمت کیوں اٹھائیں جس قدر کہ علم ان کو اس خاندان
محبت نشان کے حال پر حاصل ہوگیا ہے کافی ہے مولانا قلق کے نام سے
عرضی اُن کو پہنچا دیجئے گا اور جناب نادر حسین خاں صاحب کو میرا سلام
فرما دیجئے گا۔

۱۵۔ مرزا یوسف علی خاں عزیز کے نام

بھائی تم کیا فرماتے ہو جان بوجھ کر انجان بنے جاتے ہو واقعی غدر
میں میرا گھر نہیں لٹا مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا ہاں بھائی
ضیاء الدین خاں صاحب اور ناظر حسین مرزا صاحب ہندی اور فارسی
نظم اور نثر کے مسودات مجھ سے لیکر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے سو ان
دونوں گھروں پر جھاڑو پھر گئی نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا پھر اب میں اپنا
کلام کہاں سے لاؤں ہاں تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ مئی کی گیارھویں ۱۸۵۷ء
سے جولائی کی اکتیسویں ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا حال میں نے لکھا ہے
اور نثر فارسی زبان قدیم میں ہے کہ جس میں کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک
قصیدہ فارسی متعارف عربی اور فارسی ملی ہوئی زبان میں حضرت فلک رفعت

جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی ستائش میں اُس نثر کے ساتھ شامل ہے یہ کتاب مطبع مفید خلائق آگرے میں منشی نبی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ مہر اور منشی ہرگوپال تفتہ کے اہتمام میں چھاپی گئی ہے فی الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا اُس کے علاوہ اور کہیں نہیں میرے کلام کے مشتاق ہیں تو یہ نسخہ موسوم بہ دستنبو مطبع مفید خلائق میں سے منگا لیں اور ملاحظہ فرمائیں

۵۲ مرزا یوسف علی خاں عزیز کے نام

میاں کل زین العابدین فوق کا خط مع اشعار کے ٹکٹ دار لفافہ کے اندر رکھ کر بسبیل ڈاک بھجوا دیا ہے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو میں نے جواب لکھا تیسرے پہر کو روانہ کیا۔ موتیوں کا پھنکا البتہ بہت مناسب ہے خیر موتیوں کا نوالہ بھی سہی حافظ کے شعر کی حقیقت جب سمجھو گے جب قواعد مقررۂ اہل سخن دریافت کر لو گے قاعدہ یہ ہے کہ اگر مطلع میں یا اور شعرا میں قصیدہ کی احتیاج آپڑے اور اُس کی اطلاع ایک شعر میں کر دیں تو وہ عیب جاتا رہتا ہے جیسا کہ استاد کا قطعہ ہے اُس میں ریو و غیرہ و کالیو قافیہ ہے اور شعر اخیر قطعہ کا یہ ہے شعر

غلط کردم دریں معنے کہ گفتم زنخدان نگار خویش را سیو

حالانکہ صحیح سیب ہے بجائے موحدہ شاعر نے اطلاع دی کہ میں سے تے

غلط کیا جو سیبو لکھا اسی طرح حافظ فرماتا ہے مصرعہ

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حاصل اس کا یہ کہ دیکھو کتنا تفاوت ہے ایک جگہ حرف روی ساکن اور ایک جگہ متحرک مگر یہاں ابھی معترض کو گنجائش ہے کہ وہ یہ کہے کہ ہاں تفاوت کو ہم بھی جانتے ہیں سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت تم نے کیوں رکھا اس کا جواب پہلا مصرعہ ہے مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا +

یعنی حافظ فرماتا ہے کہ میں عاشق زار و دیوانہ ہوں صلاح کار سے مجھ کو کیا کام" پورب کے ملک میں جہانتک چلے جاؤ گے تذکیر و تانیث کا جھگڑا بہت پاؤ گے۔ سالن میرے نزدیک مذکر ہے لیکن اگر کوئی مونث بولے گا تو میں اس کو منع نہیں کرسکتا خود سالن کو مونث نہ کہونگا۔ سیف کو عدو کش اور سمند کو عدو بند سیف عدو بند نہیں ہوسکتی تم کو کہتا ہوں کہ تم تلوار کو عدو بند نہ کہو کوئی اور اگر کہے تو اس سے نہ لڑو۔ زلف کو شب رنگ اور شبگون کہتے ہیں شبگیر زلف کی صفت ہرگز نہیں ہوسکتی شبگیر اس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر چھ گھڑی رات رہے چلدیں۔ نالۂ شبگیر آہ و زاری آخر شب کو کہتے ہیں زلف شبگیر نامسموع نامعقول سخن کا قافیہ بن بھی درست ہے اور تن بھی جائز ہے یعنی سخن کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے اور اس پر متقدمین اور متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اتفاق ہے۔ نسخۂ خشخاش پوست کے

ڈوڈ سے کو کہتے ہیں اس میں کچھ تامل نہ چاہئے تم اپنے تکمیل کی فکر میں رہا کرو زنہار کسی پر اعتراض نہ کیا کرو والدعا۔

۵۳ میر مہدی کے نام

برخوردار تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا میں اس خیال میں تھا کہ اول کچھ حال معلوم کرلوں اور کپتان الگزنڈر کا خط آئے اور اسکو میں میر سرفراز حسین کے مقدمہ میں لکھ لوں تو اس وقت تمہارے خط کا جواب لکھوں چونکہ آجتک اُن کا خط نہ آیا میں سوچا کہ اگر اسی انتظار میں رہونگا اور خط کا جواب نہ بھیجونگا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھ انور کا حال سُنا ہے وہ اور کچھ اپنا حال لکھتا ہوں ہر چند میں نے دریافت کرنا چاہا مگر میر محمود علی کا وہاں پہنچنا اور یہ کہ وہاں پہنچنے کے بعد کیا طور قرار پایا کچھ معلوم نہیں ہوا صرف خبر واحد ہے کہ اُن کو راؤ راجہ نے صاحب اجنٹ سے اجازت لیکر بلالیا ہے کہتے ہیں کہ صاحب ایجنٹ گورنر کے راجہ نے بالغ اور عاقل ہونے کی رپورٹ صدر کو بھیجی ہے کیا عجب ہے کہ اُن کا راج اُنکو مل جائے کہتے ہیں کہ راؤ راجہ نے اہل خطہ کے فراق کی شکایت حاکم سے کی تھی جواب پایا کہ وہ لوگ مفسد اور بدمعاش ہیں اور تمہاری برادری کے لوگ اُن سے ناخوش ہیں اُن کے آنے میں فساد کا احتمال ہے وہ

نہ آنے پائیں گے مولانا غالب علیہ الرحمۃ ان دنوں میں بہت خوش ہیں پچاس ساٹھ جزو کی کتاب امیر حمزہ کی داستان کی اور اسی قدر حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی آگئی ہے سترہ بوتلیں بادۂ ناب[1] کی توشک خانہ میں موجود ہیں دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہیں رات بھر شراب پیا کرتے ہیں بیت

کسے کاین مرادش میسر بود   اگر جم نباشد سکندر بود

میر سرفراز حسین کو اور میرن صاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کو دعا اور دیدار کی آرزوئیں۔ اہا ہا ہا میرا پیارا میر مہدی آیا آؤ بھائی مزاج تو اچھا ہے بیٹھو یہ رامپور ہے دار السرور ہے جو لطف یہاں ہے وہ اور کہاں ہے پانی سبحان اللہ شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی اس کا نام ہے بے شبہ چشمۂ آب حیات کی کوئی سوت اس میں ملی ہے خیر اگر یوں بھی ہے تو آب حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیریں کہاں ہوگا تمہارا خط پہنچا تردد عبث میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ہے نہ نام لکھنے کی حاجت نہ محلہ کی حاجت بے وسواس خط بھیجدیا کیجئے اور جواب لیا کیجئے یہاں کا حال سب خوب اور صحبت مرغوب ہے اس وقت تک مہمان ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہے لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ہیں اس وقت اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

۵۴ میر مہدی کے نام

اے جناب میرن صاحب السلام علیکم حضرت آداب کہو صاحب آج اجازت ہے میر مہدی کے خط کا جواب لکھوں تو حضور میں کیا منع کرتا ہوں میں نے تو عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہوگئے ہیں بخار جاتا رہا ہے حضرت پیچش باقی ہے وہ بھی رفع ہو جائیگی میں اپنے ہر خط میں آپ کی طرف سے لکھ دیتا ہوں آپ پھر کیوں تکلیف کریں نہیں میرن صاحب اُس کے خط کو آئے ہوئے بہت دن ہوئے ہیں وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے حضرت وہ آپ کے فرزند ہیں اُسے خفا کیا ہونگے بھائی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیوں باز رکھتے ہو سُبحان اللہ سبحان اللہ لو حضرت آپ تو خط نہیں لکھتے اور مجھے فرماتے ہیں کہ تو باز رکھتا ہے اچھا تم باز نہیں رکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیوں نہیں چاہتے کہ میں میر مہدی کو خط لکھوں کیا عرض کروں سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو میں سُنتا اور حظ اُٹھاتا اب جو میں وہاں نہیں چاہتا کہ آپ کا خط جاوے میں اب پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہوں میری روانگی کے تین دن کے بعد آپ خط شوق سے لکھئے گا میاں بیٹھو ہوش کی خبر لو تمہارے جانے سے نہ جانے سے مجھے کیا علاقہ میں بوڑھا آدمی بھولا آدمی تمہاری باتوں میں آگیا اور

آج تک اُس کو خط نہیں لکھا لاحول ولاقوۃ سنو میر مہدی صاحب میرا کچھ گناہ
نہیں اپنے خط کا جواب لکھو تپ تو رفع ہو گئی پیچش کے رفع ہونے کی خبر
شتاب لکھو پرہیز کا بھی خیال رکھا کرو یہ بُری بات ہے کہ وہاں کچھ کھانے کو
ملتا ہی نہیں تمہارا پرہیز اگر ہو گا بھی تو عصمت بی بی از بے چادری ہو گا حالات
یہاں کے مفصل میرن صاحب کی زبانی معلوم ہونگے دیکھو بیٹھے ہیں میں کیا
جانوں حکیم میر اشرف ہیں اور ان میں کچھ کونسل ہو تو رہی ہے پنجشنبہ روانگی
کا دن ٹھہرا تو بھی اگر چل نکلیں اور پہنچ جائیں تو اُن سے یہ پوچھیو کہ جناب
ملکۂ انگلستان کی سالگرہ کی روشنی کی محفل میں تمہاری کیا گت ہوئی تھی اور
یہ بھی معلوم کیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ دفتر را گاؤ خورد اس کے معنی
کیا ہیں پوچھیو اور نہ چھوڑیو جب تک نہ بتائیں اس وقت پہلے تو آندھی چلی
پھر مینہ آیا اب مینہ برس رہا ہے میں خط لکھ چکا ہوں سر نامہ لکھ کر چھوڑونگا
جب مینہ موقوف ہو جائے گا تو کلیان ڈاک کو لے جائیگا میر سرفراز حسین کو
دعا پہنچے الحمد للہ تم پانی پت کے سلطان العلما اور مجتہد العصر بن گئے کہو وہاں
کے لوگ تمہیں قبلہ و کعبہ کہنے لگے یا نہیں میر نصیر الدین کو دعا کہنا۔

۵۵ مرزا علاء الدین خاں کے نام

سنو عالم دو ہیں ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و گل حاکم ان دونوں

عالموں کا وہ ایک ہے جو خود فرماتا ہے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ اور پھر آپ جواب
دیتا ہے لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ ہر چند قاعدہ عام یہ ہے کہ عالم آب و گِل
کے مجرم عالم ارواح میں سزا پاتے ہیں لیکن یوں بھی ہوا ہے کہ عالم ارواح
کے گنہگار کو دنیا میں بھیجکر سزا دیتے ہیں چنانچہ ۸ رجب ۱۲۱۲ھ کو مجھ کو روبکاری
کے واسطے یہاں بھیجا ۱۳ برس حوالات میں رہا۔ ۷ رجب ۱۲۲۵ھ کو میرے
واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا ایک بیڑی میرے پاؤں ڈالدی اور دلّی
شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اس زندان میں ڈالدیا نظم و نثر کو مشقت
ٹھہرایا برسوں کے بعد میں جیلخانہ میں سے بھاگا تین برس بلاد شرقیہ میں
پھرتا رہا پایان کار مجھے کلکتہ سے پکڑ لائے اور پھر اسی مجلس میں بٹھادیا جب
دیکھا کہ یہ قیدی گریزپا ہے دو ہتکڑیاں اور بڑھادیں پاؤں بیڑی سے
فگار ہاتھ ہتکڑیوں سے زخم دار مشقت مقرری اور مشکل ہو گئی طاقت
یکقلم زائل ہو گئی بے حیا ہوں سال گذشتہ بیڑی کو زاویہ زندان میں چھوڑ
مع دونوں ہتکڑیوں کے بھاگا میرٹھ مرادآباد ہوتا ہوا رامپور پہنچا کچھ دن کم
دو مہینے وہاں رہا تھا کہ پھر پکڑ آیا اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگونگا بھاگوں کیا
بھاگنے کی طاقت بھی تو نہ رہی حکم رہائی دیکھئے کب صادر ہو ایک ضعیف سا
احتمال ہے کہ اسی ماہ ذیحجہ ۱۲۷۷ھ میں چھوٹ جاؤں بہر تقدیر بعد رہائی
کے تو آدمی سوا اپنے گھر کے اور کہیں نہیں جاتا میں بھی بعد نجات سیدھا

عالم ارواح کو چلا جاؤں گا۔ شعر

فرخ آں روز کہ از خانۂ زنداں بروم — سوئے شہر خود ازیں وادیِ ویراں بروم

۵۶ میر مہدی کے نام

او میاں سید زادہ آزادہ دلی کے عاشق دلدادہ ڈھئے ہوئے اردو بازار کے رہنے والے حسد سے لکھنؤ کو برا کہنے والے نہ دل میں مہر و آزرم نہ آنکھ میں حیا و شرم نظام الدین ممنون کہاں ذوق کہاں مومن خاں کہاں ایک آزردہ سو خاموش دوسرا غالب وہ خود بیخود و مدہوش نہ سخنوری رہی نہ سخندانی کس برتے پر تتا پانی۔ ہاے دلی واے دلی بھاڑ میں جائے دلی سنو صاحب پانی پت کے رئیسوں میں ایک شخص ہیں احمد حسین خاں ولد سردار خاں ولد دلاور خاں اور نانا اس احمد حسین خاں کے غلام حسین خاں ولد مصاحب خاں اس شخص کا حال از روئے تحقیق مشرح اور مفصل لکھو قوم کیا ہے معاش کیا طریق کیا ہے احمد حسین خاں کی عمر کیا ہے لیاقت ذاتی کا کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے بھائی لکھو اور جلد لکھو۔

۵۷ میر مہدی کے بھائی میر سرفراز حسین کے نام

نور چشم راحت جان میر سرفراز حسین جیتے رہو اور خوش رہو تمہارے

دستخطی خط نے میرے ساتھ وہ کیا جو بوئے پیرہن نے یعقوب کے ساتھ کیا تھا۔
میاں یہ ہم تو بوڑھے ہیں یا جوان ہیں یا توانا ہیں یا ناتوان ہیں بڑے بیش قیمت
ہیں یعنی بہرحال غنیمت ہیں کوئی جلا بھنا کہتا ہے۔ شعر

یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ یاد رکھنا فسانہ ہیں ہم لوگ

وہی بالاخانہ ہے اور وہی میں ہوں سیڑھیوں پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی
آئے اور وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف مرزا آئے وہ میرن آئے وہ
یوسف علی خاں آئے مرے ہوؤں کا نام نہیں لیتا بچھڑے ہوؤں میں سے
کچھ گنے ہیں۔ اللہ اللہ ہزاروں کا میں ماتم دار ہوا میں مرونگا تو مجھکو کون
روئے گا۔ سنو غالب رونا پیٹنا کیا کچھ اختلاط کی باتیں کرو کہو میر سرفراز حسین
سے کہ یہ خط میر مہدی کو پڑھاؤ اور میرن صاحب کو بلاؤ کل شام کو یا پرسوں
شام کو میر اشرف علی صاحب میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا پرسوں
پانی پت کو جاؤنگا میں نے اُن کی زبانی کچھ پیام میرن صاحب کو بھیجا ہے
اگر بھول نہ جائیں گے پہنچائیں گے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ صاحب این
نہیں ہے نہ ہو غلام اشرف نہیں ہے نہ ہو اگر منظور کیجئے تو میں صوفی ہوں
ہمہ اوست کا دم بھرتا ہوں بموجب مصرعہ کے مصرعہ

دل بدست آور کہ حج اکبر ست

تم سے کب انکار کرتا ہوں اگر مرزا گوہر کی جگہ مانو تو خوش اگر غلام اشرف جانو

تو راضی رات کو اپنے گھر میں باتیں بناؤ دن کو مجھ سے جی بہلاؤ قصہ مختصر آؤ اور جلد
آؤ۔ سید انور کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہے راجپوت ایسا ہی کچھ کرتے ہیں مگر
ہمارا مذہب مسلمانوں کا دم بھرتے ہیں دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ پھر وہاں آ جاتے
ہیں کیا مجھ پہ ستم ہوا ہے مجھ کو کیسا غم ہوا ہے تم اس جگہ سے جدا ہو تم کو اندیشہ
کیا ہے میر قربان علی صاحب جیسا لکھیں ویسا کرو میر مہدی صاحب سارا
خط پڑھ کر کہیں گے مجھکو دعا بھی نہ لکھی بھائی میری دعا پہنچے۔ میر نصیر الدین
ایک دن میرے یہاں آئے تھے اب میں نہیں جانتا یہاں ہیں یا وہاں ہیں جو
تو دعا کہنا میرن صاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہے دعا سلام کی کیا حاجت
دیکھو ہم اپنا نام نہیں لکھتے بھلا دیکھیں تو سہی تم جانتے ہو کہ خط کس کا ہے

۵۸ میر مہدی کے نام

سید خدا کی پناہ عبارت لکھنے کا ڈھنگ ہاتھ کیا آیا ہے کہ تم نے سارے
جہان کو سر پر اٹھایا ہے ایک غریب سید مظلوم کے چہرۂ نورانی پر جیسا کلا
ہے تم کو سرمایۂ آرائش گفتار بہم پہنچا ہے میری اُن کو دعا پہنچاؤ اور اُن کی
خیر و عافیت جلد لکھو یہاں کا بھائی نقشا ہی کچھ اور ہے سمجھ میں کسی کی
نہیں آتا کہ کیا طور ہے اوائل ماہ انگریزی میں روک ٹوک کی شدت
ہوتی تھی آٹھویں دسویں سے وہ شدت کم ہو جاتی تھی اس مہینے میں اب

وہی صورت رہی ہے آج ۲۷ مارچ کی ہے پانچ چار دن مہینے میں باقی ہیں آنچ ویسی ہی تیز ہے خدا اپنے بندوں پر رحم کرے مجھ پر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ہے اور اس غمزدگی میں ایک گونہ خوشی اور کیسی بڑی خوشی دی ہے تم کو یاد ہو گا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی آج پانچواں دن ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سے بسبیل ڈاک آیا وہی کاغذ افشانی وہی القاب قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین جو مہربانی کے کلمات کبھی تم کو خدا یہاں لائے گا تو اس کی زیارت کرنا پنشن ملنے کا بھی حکم اجلال آیا چاہتا ہے اور یہ بھی توقع پڑی ہے کہ گورنر جنرل بہادر کے وہاں سے بھی کتاب کی تحسین اور عنایت کے مضامین کی تحریر آ جائے میرن صاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ہوں میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین کو دعا کہدینا اور خط دکھا دینا۔

۵۹۔ میر مہدی کے نام

بھائی ایک خط تمہارا پہلے پہنچا اور ایک خط کل آیا پہلے خط میں کوئی امر جواب طلب نہ تھا اگرچہ کل کے خط میں بھی صرف کتابوں کی رسید تھی لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لائق تھے اس واسطے ایک لفافہ تمہاری پسند کا تمہاری نذر کرنا پڑا۔ پہلا امر یہ کہ آج میر نصیر الدین دوپہر کو میرے پاس

آئے تھے اُن کو دیکھ کر دل خوش ہوا تم نے بھی خط میں لکھا تھا کہ میر سرفراز حسین
الور گئے تھے اور میر نصیر الدین بھی کہتے تھے کہ میں اور وہ ایک دن پانی پت
سے چلے وہ اُدھر گئے اور میں اِدھر آیا ظاہرا پارسل کے پہنچنے سے پہلے وہ روانہ
ہوئے ہیں اُن کی کتاب رہ گئی اب اُن تک کیونکر پہنچے گی خدا خیر کرے میاں
لڑکے سنو میر نصیر الدین اولاد میں سے ہیں شاہ محمد اعظم صاحب کے وہ خلیفہ
تھے مولوی فخر الدین صاحب کے اور میں مرید ہوں اس خاندان کا اس واسطے
میر نصیر الدین کو پہلے بندگی لکھتا ہوں اور پھر تمہارے علاقہ سے اُن کو
دعا لکھتا ہوں صوفی صافی ہوں اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے
ہیں مصرعہ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی ۔
یہ جواب ہے تمہارے اُس سوال کا کہ جو پہلے خط میں تم نے لکھا تھا اب کی
خط میں تم نے میرن صاحب کی خیر و عافیت کیوں نہ لکھی یہ بات اچھی
نہیں ہیں تو ڈر گیا کہ اگر تمہارے خط میں اُن کو دعا سلام لکھونگا تو اُن سے
تم کیا کہو گے پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیر الدین نے اُن کی بندگی
مجھ سے کہی ہے واسطے خدا کے میرے دعا اُن کو کہہ دینا ۔

خط میر مہدی کے نام

برخوردار نور چشم میر مہدی کو بعد دعائے حیات و صحت کے معلوم ہو

بھائی تم نے بخار کو کیوں آنے دیا تپ کو کیوں چڑھنے دیا کیا بخار میرن صاحب
کی صورت میں آیا تھا جو تم مانع نہ آئے کیا تپ ابن ہنکرائی تھی جو اس کو روکتے
ہوئے شرمائے حکیم اشرف علی ابھی گئے ہیں کہتے تھے کہ میں نے نسخہ لکھ کر آج
ڈاک میں بھیج دیا ہے چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ دونوں خط ایک
دن بلکہ ایک وقت پہنچیں دل تمہارے واسطے بہت کڑھتا ہے حق تعالے
تم کو جلد شفا دے اور تمہاری تندرستی کی خبر مجھکو سنائے۔

سنو میاں سرفراز حسین ہزار برس میں تم نے ایک خط مجھکو لکھا وہ
بھی اس طرح کا کہ جیسے جلال اسیر کہتا ہے مصرعہ

بہ غیر دل نگرانست درد بیادارد

پڑھتا ہوں اس خط کو اور ڈھونڈھتا ہوں کہ میرے واسطے کونسی بات ہے
مجھکو کیا پیام ہے کچھ نہیں شاید دوسرے صفحہ میں کچھ ہو ادھر خاتمہ بالخیر
ہے یا رب سرنامہ میرے نام کا آغاز تحریر میں القاب میرا پھر سارے خط
میں میرن صاحب کا جھگڑا یہ کیا سبب ہے میں ایسے خط کا جواب کیوں لکھوں
میری بلا لکھے اب جو تم خط لکھوگے اور اس میں اپنے بھائی کی خیر و عافیت
رقم کروگے اور میرن صاحب کا نام اور ان کے لئے سلام تک بھی اسمیں
نہ ہوگا تو میں اس کا جواب آنکھوں سے لکھوں گا اور ہاں میاں پھر تم نے
میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہم نے سنا ہے کہ چچا نے اس کا مرنا سنا ہوگا اس

عزیب کا قول یہ ہے کہ میری دو بہنیں اور پانچ بھانجیاں پانی پت میں ہیں کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ کونسی لڑکی مری کاش اُس کے باپ کا نام لکھتے تاکہ میں جانتا کہ کونسی بھانجی مری ہے اب میں کس کا نام لیکر روؤں اور کس کی فاتحہ دلواؤں اس امر میں حق بجانب اُس مظلوم کے ہے توضیح تقید نام لکھو

بنام میر مہدی کے نام

میری جان سنو داستان صاحب کمشنر بہادر دہلی یعنی جناب سانڈرس بہادر نے مجھ کو بلایا پنجشنبہ ۲۴ فروری کو میں گیا صاحب شکار کو سوار ہوگئے تھے میں اُلٹا پھر آیا جمعہ ۲۵ فروری کو گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے ایک خط انگریزی چار ورق کا اُٹھا کر پڑھتے رہے جب پڑھ چکے تو مجھ سے کہا کہ یہ خط ہے مکلوڈ صاحب اکبر صدر بورڈ پنجاب کا تمہارے باب میں لکھتے ہیں کہ ان کا حال دریافت کر کر لکھو سو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ تم ملکۂ معظمہ سے خلعت کیا مانگتے ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمدۂ ولایت لے گیا تھا وہ پڑھوا دیا پھر پوچھا تمنے کتاب کیسی لکھی ہے اُس کی حقیقت بیان کی کہا ایک مکلوڈ صاحب نے دیکھنے کو مانگی ہے اور ایک ہمکو دو میں نے عرض کیا کہ کل حاضر کرونگا۔ پھر پنشن کا حال پوچھا وہ بھی گذارش کیا اپنے گھر آیا اور خوش آیا دیکھو میر مہدی حاکم پنجاب کے مقدمۂ

ولایت کی کیا خبر کتابوں سے کیا اطلاع پنشن کی پرسش سے کیا مدعا یہ استفسار
بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوا ہے اور یہ صورت مقدمہ فتح و فیروزی ہے
غرضکہ دوسرے دن یکشنبہ یوم التعطیل تھا میں اپنے گھر رہا دوشنبہ ۲۳ فروری
کو گیا باہر کے کمرے میں بیٹھ کر اطلاع کروائی کہا اچھا توقف کرو بعد تھوڑی
دیر کے گرڈھ کپتان کی چٹھی آئی سواری مانگی جب سواری آگئی باہر نکلے میں نے
کہا وہ کتابیں حاضر ہیں کہا منشی جیون لال کو دے جاؤ وہ اُدھر سوار ہو گئے
میں اِدھر سوار ہو کر اپنے مکان پر آیا سہ شنبہ یکم مارچ کو پھر گیا بہت اشتیاق
اور اختلاط سے باتیں کرتے رہے کچھ سارٹیفکٹ گورنروں کے لے گیا تھا
وہ دکھائے ایک خط مکلوڈ صاحب بہادر کے نام لے گیا تھا وہ دیکر یہ استدعا
کی کہ کتاب کے ساتھ یہ بھی بھیجا جائے بہت اچھا کہہ کر رکھ لیا پھر مجھ سے کہا
کہ ہم نے تمہاری پنشن کے باب میں اجرٹن صاحب کو کچھ لکھا ہے تم اُن سے
ملو عرض کیا بہتر۔ اجرٹن صاحب بہادر جیسا کہ تم کو معلوم تھا گئے ہوئے
تھے کل وہ آئے آج میں نے اُن کو خط لکھا ہے جیسا کہ وہ حکم دینگے اُس کے
موافق عمل کرونگا جب بلائیں گے تب جاؤنگا دیکھو سید اسد اللہ الغالب
رضی اللہ عنہ کی مدد کہ اپنے غلام کو کس طرح سے بچا یا بائیس مہینے تک بھوکا
پیاسا بھی نہ رہنے دیا پھر کس حکمت سے کہ وہ آج سلطنت کا ہند ہے میرے
تفقد کا حکم بھجوایا حکام سے مجھکو عزت دلوائی میرے صبر و ثبات کی داد ملی

صبر و ثبات اُسی کا بخشا ہوا تھا میں کیا اپنے باپ کے گھر سے لایا تھا میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا اور اُن کو اور نصیر الدین چراغ دہلی کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا۔

۱۱	۶۳ میر مہدی کے نام

میاں کس حال میں ہو کس خیال میں ہو کل شام کو میرن صاحب روانہ ہوئے یہاں اُن کی سسرال میں قصہ کیا کیا نہ ہوئے ساس اور سالیوں نے اور بی بی نے آنسوؤں کے دریا بہا دئے خورشید امن صاحبہ بلائیں لیتی ہیں سالیاں کھڑی ہوئی دعائیں دیتی ہیں بی بی مانند صورت دیوار چپ چپ جی چاہتا ہے چیخنے کو مگر ناچار چپ وہ تو غنیمت تھا شہر ویران نہ کوئی جان نہ پہچان ورنہ ہمسایہ میں قیامت برپا ہو جاتی ہر ایک نیک بخت اپنے گھر سے دوڑی آتی امام ضامن علیہ السلام کا روپیہ بازو پر باندھا گیا اور روپیہ خرچ راہ دیے مگر ایسا جانتا ہوں کہ میرن صاحب اپنے جد کی نیاز کا روپیہ راہ ہی میں اپنے بازو پر سے کھول لیں گے اور تم سے صرف پانچ روپیہ ظاہر کرینگے اب سچ جھوٹ تمپر کھل جائے گا دیکھنا یہی ہوگا کہ میرن صاحب تم سے بات چھپائیں گے اس سے بڑھکر ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے ساس غریب نے بہت سی جلیبیاں اور تو دہ قلاقند سا تھ کر دیا ہے اور

میرن صاحب نے اپنے جی میں یہ ارادہ کیا ہے کہ جلیبیاں راہ میں چیٹ کرینگے اور قلاقند تمہاری نذر کر کر تم پر احسان دھرینگے بھائی میں دلّی سے آیا ہوں قلاقند تمہارے واسطے لایا ہوں زنہارشہ باور کیجیو مال مفت سمجھکر لے لیجیو کون گیا ہے کون لایا ہے کلو ایاز کے سر پر قرآن رکھو کلیان کے ہاتھ گنگا جلی دو ملکہ میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ ان تینوں میں سے کوئی نہیں لایا واللہ میرن صاحب نے کسی سے نہیں منگایا اور سنو مولوی مظہر علی صاحب لاہوری دروازہ کے باہر صدر بازار تک اُن کو پہنچا گئے۔ رسم مشایعت عمل میں آئی اب کہو بھائی کون بُرا اور کون اچھا ہے میرن صاحب کی نازک مزاجیوں نے کھیل بگاڑ رکھا ہے۔ یہ لوگ تو ان پر اپنی جان نثار کرتے ہیں عورتیں صدقہ جاتی ہیں مرد پیار کرتے ہیں مجتہد العصر سلطان العلما کو سرفراز حسین کو میری دعا کہنا اور کہنا حضرت ہم تم کو دعا کہیں اور تم ہمکو دعا دو میاں کس قصے میں پھنسا ہے فقہ پڑھکر کیا کریگا طب و نجوم و ہیئت و منطق و فلسفہ پڑھو جو آدمی بنا چاہے خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہب حق والسلام والاکرام علی علی کیا کر اور فارغ البال رہا کر۔

✓ | بنام میر مہدی کے نام

واہ واہ سید صاحب تم تو بڑی عبارت آرائیاں کرنے لگے نثر میں

خود نمائیاں کرنے لگے کئی دن سے تمہارے خط کے جواب کی فکر میں ہوں مگر
جاڑے نے بے حس و حرکت کر دیا ہے آج جو بہ سبب ابر کے وہ سردی نہیں تو
میں نے خط لکھنے کا قصد کیا ہے مگر حیران ہوں کہ کیا سحر بازی کروں جو
سخن پردازی کروں بھائی تم اردو کے مرزا قتیل بن گئے ہو اور دو بازار میں
نہر کے کنارے رہتے رہتے رود نیل بن گئے ہو کیا قتیل کیا رود نیل یہ سب کہنے کی
باتیں ہیں لو سنو اب تمہاری دلّی کی باتیں ہیں چوک میں بیگم کے باغ کے دروازہ
کے سامنے حوض کے پاس جو کنواں تھا اس میں سنگ و خشت و خاک ڈال کر
بند کر دیا بلی ماروں کے دروازہ کے پاس کی کئی دکانیں ڈھا کر راستہ چوڑا
کر لیا شہر کی آبادی کا حکم عام و خاص کچھ نہیں ہے پنشنداروں سے حاکموں
کو کام کچھ نہیں تاج محل مرزا قیصر مرزا جواں بخت کے سالے ولایت علی بیگ
جیبپوری کی زوجہ ان سب کی الہ آباد سے رہائی ہو گئی پادشاہ مرزا جواں بخت
مرزا عباس شاہ زینت محل یہ کلکتہ پہنچے اور وہاں سے جہاز پر چڑھائی ہو گی
دیکھئے کیپ میں رہیں یا لندن جائیں خلق نے از روئے قیاس جیسا کہ دلّی
کی خبر تراشوں کا دستور ہے یہ بات اڑا دی ہے سو سارے شہر میں مشہور
ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ء میں لوگ عموماً شہر میں آباد کئے جائینگے
اور پنشن داروں کو جھولیاں بھر بھر روپے دیے جاویں گے خیر آج بدھ کا
دن ۲۲ دسمبر کی ہے اب شنبہ کو بڑا دن اور اگلے شنبہ کو جنوری کا پہلا دن

ہے اگر جیتے ہیں تو دیکھ لیں گے کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو میری جان سرفراز حسین تم کیا کر رہے ہو اور کس خیال میں ہو اب صورت کیا ہے اور آئندہ عزیمت کیا ہے میر اشرف علی صاحب آپ دائر سائر تھے پانی پت میں مقیم کیونکر ہوگئے کچھ لکھئے تو میں جانوں میر نصیر الدین کو صرف دعا اور اشتیاق دیدار میرن صاحب کہاں ہیں کوئی جا کے اُن کو بلا لائے حضرت آئیے سلام علیکم مزاج مبارک کہئے مولوی مظہر علی نے آپ کے خط کا جواب بھیجا یا نہیں اگر بھیجا تو کیا لکھا میں جانتا ہوں کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرفراز حسین تم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت آپ کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں کیا کروں میں کہیں تم کہیں وہاں ہوتا تو دیکھتا کہ کیونکر تم سے بے ادبیاں کر سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جب ایک جا ہونگے تو انتقام لیا جاویگا ہے ہے کیونکر ایک جا ہونگے دیکھئے زمانہ اور کیا دکھائے گا اللہ اللہ اللہ اللہ۔

ارادہ

۲۷ میر مہدی کے نام

میاں کیوں تعجب کرتے ہو یوسف مرزا کے خطوط کے آنے سے وہ وہاں اچھی طرح ہے حاکموں کے یہاں آنا جانا نوکری کی تلاش حسین مرزا صاحب بھی وہیں ہیں وہاں کے حکام سے ملتے ہیں وہاں کی پنشن کی

درخواست کر رہے ہیں ان دونوں صاحبوں کے ہر ہفتہ میں ایک دو خط مجھکو آتے ہیں جواب بھیجتا ہوں بھائی لکھنؤ میں وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندوستانی عملداری میں ایسا امن و امان ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری میں یہ چین ہوگا امرا اور شرفا کی ملاقاتیں بقدر رتبہ و تعظیم و توقیر پنشن کی تقسیم علی العموم آبادی کا حکم عام لوگوں کو کمال لطف و نرمی سے آباد کرتے جاتے ہیں اور ایک نقل سنو وہاں کے صاحب کمشنر بہادر اعظم نے جو دیکھا کہ عملہ میں ہنود بھرے ہوئے ہیں اہل اسلام نہیں ہیں ہنود کو اور علاقوں پر بھیجدیا اور اُن کی جگہ مسلمانوں کو بھرتی کیا یہ تو آفت دلّی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے لکھنؤ کے سوا اور سب شہروں میں عملداری کی صورت وہ ہے جو غدر سے پہلے تھی اب یہاں ٹکٹ چھاپے گئے ہیں میں نے بھی دیکھے فارسی عبارت یہ ہے [ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط اد خال جرمانہ] مقدار روپے کی حاکم کی رائے پر ہے۔ آج پانچ ہزار ٹکٹ چھپ چکا ہے کل اتوار یوم التعطیل ہے پرسوں دوشنبہ دیکھئے یہ کاغذ کیونکر تقسیم ہوں یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہے خصوصاً میرا حال سنو بائیس مہینے کے بعد پرسوں کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللہ خاں پنشن دار کی کیفیت لکھو کہ وہ بے مقدور اور محتاج ہے یا نہیں کوتوال نے موافق ضابطہ کے مجھسے چار گواہ مانگے ہیں سو کل چار گواہ

کوتوالی چبوترہ جائیں گے اور میری بے مقدوری ظاہر کر آئیں گے تم کہیں
یہ نہ سمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چڑھا ہوا روپیہ مل جائیگا اور آیندہ کو پنشن
جاری ہو جائے گی نہ صاحب یہ تو ممکن ہی نہیں بعد ثبوت افلاس مستحق
ٹھہروں گا چھ مہینے کا یا برس دن کا روپیہ علی الحساب پانے کا میرن صاحب
جو بلائے گئے ہیں اس طلب کے جواب میں یہی کیوں نہیں لکھتے کہ ٹکٹ
میرے نام کا حاصل کر کر بھیجدو تو میں آؤں دیکھو اب دس پانچ دن میں
سب حال کھلا جاتا ہے میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میری طرف سے
گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا میرن صاحب کو
مبارکباد کہنا۔

۶۵ میر مہدی کے نام

کیوں یار کیا کہتے ہو ہم کچھ آدمی کام کے ہیں یا نہیں تمہارا خط پڑھ کر
دو سو بار یہ شعر پڑھا شعر

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

کلّو کو مولوی مظہر علی صاحب کے پاس بھیجا کہلا بھیجا کہ آپ کہیں جائیے گا
نہیں میں آتا ہوں۔ بھلا بھائی اچھی حکمت کی کیا وہ میرے باپ کے نوکر تھے
کہ میں ان کو بلاتا انہیں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نہ کریں میں

حاضر ہوتا ہوں دو گھڑی کے بعد وہ آئے اِدھر کی بات اُدھر کی بات کوئی
انگریزی کاغذ دکھایا کوئی خط فارسی پڑھوایا اجی کیوں حضرت آپ میرن
صاحب کو کیوں نہیں بلاتے صاحب میں تو اُن کو لکھ چکا ہوں کہ تم چلے
آؤ اور ایک مقام کا اُن کو پتا لکھا ہے کہ وہاں ٹھہر کر مجھکو اطلاع کر دیں
شہر میں بلا لونگا صاحب اب وہ ضرور آئیں گے آخر کار اُن سے اجازت
لیکر اب تم کو لکھتا ہوں کہ ان سے مختصر یہ کلمہ کہدو کہ بھائی یہ تو مبالغہ ہے
کہ روٹی وہاں کھاؤ تو پانی یہاں پیو یہ کہتا ہوں کہ عید وہاں کرو تو باسی عید
یہاں کر دیا میرا حال سنو کہ بے رزق جینے کا ڈھب مجھکو آگیا ہے اِس طرف
سے خاطر جمع رکھنا رمضان کا مہینا روزہ کھا کھا کر کاٹا آیندہ خدا رزاق
ہے کچھ اور کھانے کو نہ ملا تو غم تو ہے بس جب ایک چیز کھانے کو ہوئی اگرچہ
غم ہی ہو تو پھر کیا غم ہے امیر سرفراز حسین کو میری طرف سے گلے لگانا اور
پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی
صاحب کو سلام کہنا میرن صاحب کو نہ سلام نہ دعا یہ خط پڑھا دو اور
اِدھر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی ہے کیوں وہ شہر سے باہر ٹھہریں
اور کیوں کسی کے بلانے کی راہ دیکھیں شکرم میں کرانچی میں چھپے ہیں
یعنی ڈاک میں آئیں بلی ماروں کے محلہ میں میرے مکان پر اُتر پڑیں
مرزا قربان بیگ کے مکان میں مولوی مظہر علی رہتے ہیں میرے اُنکے

مسکن میں ایک میر خیرات علی کی حویلی درمیان ہے ڈاک کو زنہار کوئی نہیں روکتا صلاح تو ایسی ہے اگر اس خط کے پہنچتے ہی چل دیں تو عید بھی یہیں کریں۔

۶۶ میر مہدی کے نام

برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تم نے دیکھا سچ مچ میرا حلیہ ہے واہ اب کیا شاعری رہ گئی ہے جس وقت میں نے یہ قطعہ وہاں کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھوں لڑکوں نے ستایا کہ دادا جان چلو کھانا تیار ہے ہمیں بھوک لگی ہے تین خط اور لکھے ہوئے رکھے تھے میں نے کہا کہ اب کیوں لکھوں اسی کاغذ کو لفافہ میں رکھ ٹکٹ لگا سرنامہ لکھ کلیان کے حوالہ کر گھر میں چلا گیا اور وہاں ایک چھیڑ لگی تھی کہ دیکھوں میرا میر مہدی خفا ہو کر کیا باتیں بناتا ہے سو وہی تم نے چلے پھپھولے پھوڑے لو اب بناؤ خط لکھنے بیٹھتا ہوں کیا لکھوں یہاں کا حال زبانی میرن صاحب کے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھ تم نے سنا ہوگا بے اصل باتیں ہیں پنشن کا مقدمہ کلکتہ میں نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر یہاں کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھ کر اپنے دفتر میں رکھ چھوڑی میرا اس میں کیا ضرر یہاں تک لکھ چکا تھا کہ دو ایک آدمی آگئے دن بھی تھوڑا رہ گیا میں نے

بکس بند کیا باہر تختوں پر آ بیٹھا شام ہوئی چراغ روشن ہوا منشی سید احمد حسین سرہانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہیں میں پلنگ پر بیٹھا ہوا ہوں کہ ناگاہ چشم و چراغ دودمانِ علم الیقین سید نصیر الدین آیا ایک کوڑا ہاتھ میں اور ایک آدمی ساتھ اُسکے سر پر ایک ٹوکرا اُس پر گھاس ہری بچھی ہوئی میں نے کہا اہا ہا سلطان العلما مولانا سرفراز حسین دہلوی نے دوبارہ رسد بھیجی ہے بارے معلوم ہوا کہ وہ نہیں ہے یہ کچھ اور ہے فیض خاص نہیں لطف عام شراب نہیں آم ہے خیر یہ عطیہ بھی بے خلل ہے بلکہ نعم البدل ہے ایک ایک آم کو ایک ایک سر بمہر گلاس سمجھا لمکور سے بھرا ہوا مگر وہ کس حکمت سے بھرا ہے کہ پینسٹھ گلاس میں سے ایک قطرہ گرا ہے میاں کہتا تھا کہ آتے آتے پندرہ بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے تا اُن کی بُرائی اوروں میں سرایت نہ کرے ٹوکرے میں سے پھینک دیے میں نے کہا بھائی یہ کیا کم ہے مگر میں تمہاری تکلیف اور تکلف سے خوش نہیں ہوا تمہارے پاس روپیہ کہاں جو تمنے آم خریدے خانہ آباد دولت زیادہ لمکور ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام بتلا دیکھو اس لغت کے معنے کسی فرہنگ میں نہ پاؤگے ہاں فرہنگ سروری میں ہوں تو ہوں مجتہد العصر اور حکیم میر اشرف علی کو کہ وہ ان کے علم کی کنجی ہیں اور ٹکے ٹکے کی کتابیں چالیس پچاس روپے کو لے گئے ہیں میری دعا کہنا۔

۶۷ میر مہدی کے نام

میری جان خدا تجھ کو ایک سو بیس برس کی عمر دے بوڑھا ہونے آیا
ڈاڑھی میں بال سفید آ گئے مگر بات سمجھنی نہ آئی پنشن کے باب میں اُلجھے ہو
اور کیا بیجا اُلجھے ہو یہ تو جانتے ہو کہ دلّی کے سب پنشن داروں کو مئی ۱۸۵۷ء
سے پنشن نہیں ملی یہ فروری ۱۸۵۹ء بائیسواں مہینا ہے چند اشخاص کو
اس بائیس مہینے میں سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا باقی چڑھے
ہوئے روپے کے باب میں اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ
حکم نہیں ہوا اب تو اپنے سوال کو یاد کرو کہ اس واقعہ سے اُس کو کچھ نسبت
ہے یا نہیں یہ حضرت کا سوال میر خسرو کی آن ملی ہے (چل لسو لالے گئی تو
کاہے سے پھٹکوں راب) علی بخش خاں پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے بائیس
مہینے کے گیارہ سو ہوتے ہیں اُن کو چھ سو روپے مل گئے باقی روپیہ
چڑھا رہا آیندہ ملنے میں کچھ کلام نہیں غلام حسین خاں سو روپے مہینے
کا پنشن دار بائیس مہینے کے بائیس سو روپیہ ہوتے ہیں اُس کو بارہ سو
ملے دیوان کشن لعل ڈیڑھ سو روپے مہینے کا پنشن دار بائیس مہینے کے
تینتیس سو روپیہ ہوتے ہیں اُس کو اٹھارہ سو ملے مثنا جمعدار دس
روپے مہینے کا سکہ دار سال بھر کے ایک سو بیس لے آیا اسی طرح

پندرہ سولہ آدمیوں کو ملا ہے آیندہ کے واسطے کسی کو کچھ حکم نہیں مجھکو پھر بھی
مدد خرچ نہیں ملا جب کئی خط لکھے تو آخیر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے
حکم دیا کہ سائل کو بطریق مدد خرچ سو روپے مل جائیں میں نے وہ سو روپے
نہیں لئے اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ میں ۶۲ ؎ مہینہ پانے والا ہوں
سال بھر کے ساڑھے سات سو روپے ہوتے ہیں سب پنشن داروں کو سال
سال بھر کا روپیہ ملا مجھکو سو روپے کیسے ملتے ہیں مثل اوروں کے مجھے بھی
سال بھر کا روپیہ مل جاے ابھی اُس میں کچھ جواب نہیں ملا آبادی کا یہ رنگ
ہے کہ ڈھنڈھورا پیٹواکر ٹکٹ چھپوا کر اجرٹن صاحب بہادر بطریق ڈاک
کلکتہ چلے گئے دلّی کے حمقا جو باہر پڑے ہوئے ہیں مُنہ کھول رہ گئے اب
جب وہ معاودت کرینگے تب شاید آبادی ہوگی یا کوئی اور صورت نکل آئے
میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میرن صاحب کو دعائیں پہنچیں

۹۵ میر مہدی کے نام

سید صاحب نہ تم مجرم نہ میں گنہگار تم مجبور میں ناچار لو اب کہانی سنو
میری سر گذشت میری زبانی سنو نواب مصطفےٰ خاں بہ میعاد سات برس
قید ہو گئے تھے سو ان کی تقصیر معاف ہوئی اور اُن کو رہائی ملی صرف
رہائی کا حکم آیا ہے جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلّی کی املاک اور پنشن

کے باب میں ہنوز کچھ حکم نہیں ہوا ہے ناچار رہ رہا ہو کر میرٹھ ہی میں ایک
دوست کے مکان میں ٹھہرے ہیں میں بہ مجرد اس خبر کی استماع کے ڈاک
میں بیٹھ کر میرٹھ گیا اُن کو دیکھا چار دن وہاں رہا پھر ڈاک میں اپنے گھر آیا
دن اور تاریخ آنے جانے کی یاد نہیں مگر ہفتہ کو گیا منگل کو آیا آج بدھ
دوم فروری ہے مجھکو آئے ہوئے نواں دن ہے انتظار میں تھا کہ تمہارا
خط آئے تو اُس کا جواب لکھا جائے آج صبح کو تمہارا خط آیا دوپہر کو میں
جواب لکھتا ہوں روز اس شہر میں ایک نیا حکم ہوتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں
آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے میرٹھ سے آکر دیکھا کہ یہاں بڑی شدت ہے اور یہ
حالت ہے کہ گوروں کی پاسبانی پر قناعت نہیں ہے لاہوری دروازہ
کا تھانہ دار مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھتا ہے جو باہر سے گورے کی آنکھ بچا کر
آتا ہے اُس کو پکڑ کر حوالات میں بھیج دیتا ہے حاکم کے یہاں سے پانچ پانچ
بید لگتے ہیں یا دو روپے جرمانہ لیا جاتا ہے آٹھ دن قید رہتا ہے اس سے
علاوہ سب تھانوں پر حکم ہے کہ دریافت کرو کون بے ٹکٹ مقیم ہے
اور کون ٹکٹ رکھتا ہے تھانوں میں نقشے مرتب ہونے لگے یہاں کا جمعدار
میرے پاس بھی آیا میں نے کہا بھائی تو مجھے نقشے میں نہ رکھ میری کیفیت
کی عبارت الگ لکھ عبارت یہ کہ اسد اللہ خاں پنشن دار ۱۸۵۰ء سے
حکیم پٹیالے والے کے بھائی کی حویلی میں رہتا ہے نہ کالوں کے وقت میں

کہیں گیا نہ گوروں کے زمانہ میں نکلا اور نہ نکالا گیا کرنیل بروں صاحب بہادر کے زبانی حکم پر اُس کی اقامت کا مدار ہے اب تک کسی حاکم نے وہ نہیں بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہے پرسوں یہ عبارت جمعدار نے محلے کے نقشے کے ساتھ کوتوالی میں بھیجدی کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ شہر سے باہر مکان یا دوکان کیوں بناتے ہیں جو مکان بن چکے ہیں اُنہیں ڈھادو اور آیندہ کو ممانعت کا حکم سنادو اور یہ بھی مشہور ہے کہ پانچ ہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہیں جو مسلمان شہر میں اقامت چاہے بقدر مقدور اُس کا اندازہ قرار دینا حاکم کی رائے پر ہے روپیہ دے اور ٹکٹ لے گھر برباد ہو جائے آپ شہر میں آباد ہو جائے آجتک یہ صورت ہے دیکھیے شہر کی بستی کی کون صورت ہے جو رہتے ہیں وہ بھی اخراج کیے جاتے ہیں یا جو باہر پڑے ہوئے ہیں وہ شہر میں آتے ہیں الملک اللہ والحکم اللہ نورچشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیر الدین کو دعا اور جناب میرن صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی اس میں سے وہ جو چاہیں قبول کریں۔

۱۹ میر مہدی کے نام

میر مہدی جیتے رہو آفرین صد ہزار آفرین اردو عبارت لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجھ کو رشک آنے لگا سنو دلی کے تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں گئی ہے یہ طرز عبارت خاص

میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلے کا رہنے والا لوٹ لے گیا مگر میں نے اُس کو بحل کیا اللہ برکت دے میری پنشن اور ولایت کے انعام کا حال کماحقہ سمجھ لو واللرحمٰن الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر تحریر ہوئی نواب گورنر بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دہلی سے فلانے شخص کی پنشن کے کل چڑھے ہوئے روپے کے یکمشت پانے کی اور آیندہ ماہ بماہ روپیہ ملنے کی رپورٹ منگوا کر اپنی منظوری لکھ کر ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم حکم منظوری دیکر تمہارے پاس بھیجدیں سو یہاں اُس کی تعمیل فوراً بطرز مناسب ہو گئی کم و بیش دو مہینے میں روپیہ سب مل جائیگا اور وہاں صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تم کو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانے سے منگوا لو میں نے کہا صاحب یہ کیسی بات کہ اوروں کو برس دن کا روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ دلواتے ہو فرمایا کہ تم کو اب چند روز میں سب روپیہ اور اجرا کا حکم مل جائے گا اوروں کو یہ بات برسوں میں میسر آئیگی ہیں جب چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہے دوپہر ہو جائے تو اپنا آدمی مع رسید بھیج کر سو روپیہ منگا لوں پر یار ولایت کے انعام کی توقع خدا ہی سے ہے حکم تو اسی حکم کے ساتھ رپورٹ کرنے کا بھی آیا ہے مگر یہ بھی حکم ہے کہ اپنی رائے لکھوا بھیجئے دیکھئے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی رائے کیا لکھتے ہیں حاکم پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہے کہ دستنبو منگا کر

اور تم دیکھ کر ہم کو لکھو کہ وہ کیسی ہے اور اُس میں کیا لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی
نے ایک کتاب مجھسے بھی کہکر مانگی اور میں نے دی اب دیکھوں حاکم پنجاب
کیا لکھتا ہے اُس وقت تمہارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک خط آیا مجھکو
باتیں کرنے کا مزا ملا دونوں کا جواب ابھی لکھ کر روانہ کیا اب میں روٹی
کھانے جاتا ہوں میر سرفراز حسین صاحب میر نصیر الدین کو دعا۔

بنام میر مہدی کے نام

مار ڈالا یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کج رفتار کا بُرا ہو ہم نے
اس کا کیا بگاڑا تھا ملک و مال جاہ و جلال کچھ نہیں رکھتے تھے ایک گوشہ
و توشہ تھا چند مفلس بے نوا ایک جگہ فراہم ہو کر کچھ ہنس بول لیتے تھے
وہ بھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکا اے فلک اور تو یاں کچھ نہ تھا ایک مگر دیکھنا
یاد رہے یہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مجھکو یہ کشش بہت یاد آتا ہے سو
صاحب اب تم ہی بتاؤ کہ میں تم کو کیا لکھوں وہ صحبتیں اور تقریریں
جو یاد کرتے ہو اور تو کچھ بن نہیں آتی مجھسے خط یہ خط لکھواتے ہو آنسو ؤں
پیاس نہیں بجھتی یہ تحریر تلافی اُس تقریر کا نہیں کر سکتی بہر حال کچھ لکھتا
ہوں دیکھو کیسا لکھتا ہوں پنشن کی رپورٹ کا ابھی کچھ حال نہیں معلوم
دیر آید درست آید کھیئی ہیں تم سے آزردہ ہوں میرن صاحب کی تندرستی

کے بیان میں نہ اظہار مسرت نہ مجھکو تہنیت بلکہ اس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اُن کا تندرست ہونا تم کو ناگوار ہوا ہے لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہوگئے جیسے آگے تھے اُچھلتے کودتے پھرتے ہیں اسکے یہ معنی کہ یہ ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیوں اچھے ہوگئے یہ باتیں تمھاری ہم کو پسند نہیں آتیں تم نے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا بہ تغیر الفاظ لکھتا ہوں شعر

کیوں نہ میرن کو مغتنم جانوں — دلّی والوں میں اک بچا ہے یہ

میر تقی کا مقطع یوں ہے شعر

میر کو کیوں نہ مغتنم جانیں — اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ

میر کی جگہ میرن اور رہا کی جگہ بچا کیا اچھا تصرف ہے ارے میاں تمنے اور کچھ بھی سُنا کل یوسف مرزا کا خط لکھنؤ سے آیا وہ لکھتا تھا کہ نصیر خاں عرف نواب جان والدان کا دائم الحبس ہو گیا حیران ہوں کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو جھوٹ کاہے کو لکھے گا خدا کرے اُس نے جھوٹ سنا ہو لو بھئی اب تم چاہو بیٹھے رہو چاہو اپنے گھر جاؤ میں تو روٹی کھانے جاتا ہوں اندر باہر سب روزہ دار ہیں یہانتک کہ بڑا لڑکا باقر علی خاں بھی صرف ایک میں اور ایک میرا پیارا بیٹا حسین علیخاں یہ ہم روزہ خوار ہیں وہی حسین علی خاں جس کا روزمرہ ہے کھلونے منگا دو میں بھی بجار جاؤنگا میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط اُن کو ضرور سنا دینا برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہنچے

عمر قید کی سزا

۱۷۔ میر مہدی کے نام

خوبی دین و دنیا روزی باد میر اشرف علی صاحب نے تمہارا خط دیا وہ جو تم نے لکھا تھا کہ تیرا خط میرے نام کا میرے ہمنام کے ہاتھ جا پڑا صاحب قصور تمہارا ہے کیوں ایسے شہر میں رہتے ہو جہاں دوسرا میر مہدی بھی ہو مجھکو دیکھو کہ میں کب سے دلّی میں رہتا ہوں نہ کوئی اپنا ہمنام ہونے دیا نہ کوئی اپنا ہم عرفت بننے دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہنچایا فقط پنشن کی صورت یہ ہے کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی اس نے اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن ساتویں اگست کی مجھکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا کچھ سہل سوال مجھسے کیے اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے اور جلد ملے اگر تردّد ہے تو اس میں ہے کہ پندرہ مہینے پچھلے بھی ملتے ہیں یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی ہے۔ غلام فخر الدین خاں کی دو ایک روبکاریاں ہوئی ہیں صورت اچھی ہے خدا چاہے تو رہائی ہو جائے صاحب ہم نے گھبرا کر اُس تحریر فارسی کو تمام کیا دفتر بند کر دیا اور لکھہ دیا کہ یکم اگست ۱۸۵۸ء تک میں نے پندرہ مہینے کا حال لکھا اور آیندہ لکھنا موقوف کیا تم کو آگے اس سے لکھا تھا کہ تم اپنے اوراق کا فقرۂ اخیر لکھ بھیجو اب پھر تمکو لکھا جاتا ہے کہ جلد لکھو تاکہ میں اُس کے آگے کی عبارت تمکو لکھکر بھیجدوں

ہاں صاحب میر اشرف علی صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ میر سرفراز حسین پانی پت آیا چاہتے ہیں اگر آجائیں تو مجھکو اطلاع کرنا۔

میر مہدی کے نام

سید صاحب تمہارے خط کے آنے سے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو لیکن زمانہ وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت میں خوشی ہی نہیں خط سے معلوم ہوا تو کیا معلوم ہوا کہ ڈھائی سو روپے ان دنوں میں ڈھائی روپے بھی بھاری ہیں ڈھائی سو کیسے سبحان اللہ باوجود اس تہیدستی کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کہ روپے گئے بلا سے آبرو بچی جان بچی اب میر سرفراز حسین کو چاہیے کہ الور چلے جائیں شاید نئے بند وبست میں کوئی صورت نوکری کی نکل آئے میری دعا کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصد اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھیں پنشن کا حال کچھ معلوم ہوا ہو تو کہوں حاکم خط کا جواب نہیں لکھتا عملہ میں ہر چند تفحص کیجئے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھ نہیں بتاتا بہر حال اتنا سنا ہے اور دلائل اور قرائن سے معلوم ہوا ہے کہ میں بے گناہ قرار پایا ہوں اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی رائے میں پنشن پانے کا استحقاق رکھتا ہوں بس اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم نہ کسی کو خبر میاں کیا باتیں کرتے ہو میں کتابیں کہاں سے

چھپوانا روٹی کھانے کو نہیں شراب پینے کو نہیں جاڑے آئے ہیں لحاف
توشک کی فکر ہے کتابیں چھپواؤں گا منشی امید سنگھ اندور والے دلی
آئے تھے سابقہ معرفت مجھسے نہ تھا ایک دوست اُن کو میرے گھر لے آیا
انہوں نے وہ نسخہ دیکھا چھپوانے کا قصد کیا آگرہ میں میرا شاگرد رشید
منشی ہرگوپال تفتہ تھا اُس کو میں نے لکھا اُس نے اِس کا اہتمام اپنے ذمہ
لیا مسودہ بھیجا گیا ۸/ فی جلد قیمت ٹھہری پچاس جلدیں منشی امید سنگھ
نے لیں پچیس روپے چھاپہ خانہ میں بطریق ہنڈوی بھجوا دیے صاحب مطبع
نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ چھاپنا شروع کیا آگرہ کے حکام کو دکھایا
اجازت چاہی حکام نے بہ کمال خوشی اجازت دی پانسو جلد چھاپی جاتی
ہے اُس پچاس جلد میں سے شاید پچیس جلد منشی امید سنگھ مجھکو دینگے
میں عزیزوں کو بانٹ دونگا پرسوں خط تفتہ کا آیا تھا وہ لکھتے ہیں کہ ایک
فرما چھپنا باقی رہا ہے یقین ہے کہ اِسی اکتوبر میں قصہ تمام ہو جائے بھائی
میں نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے اکتیسویں جولائی ۱۸۵۸ء تک کا حال لکھا
ہے اور خاتمہ میں اُسکی اطلاع دے دی ہے امین الدین خاں کی جاگیر
کے ملنے کا حال اور بادشاہ کی روانگی کا حال کیونکر لکھتا انکو جاگیر اگست
میں ملی بادشاہ اکتوبر میں گئے کیا کرتا اگر تحریر پر موقوف نہ کرتا منشی امید سنگھ
اندور جانے والے تھے اگر ختم کر کر مسودہ اُنکے سامنے آگرہ نہ بھیج دیتا تو

پھر چھپوانا کون اہلِ خطہ کا حال از روئے تفصیل مجھکو کیونکر معلوم ہو سنتا
ہوں کہ دعوی خون پیش کیا چاہتے ہیں سودا ہو گیا ہے مسودہ ہو رہا
ہے بلنگ صاحب کے جو پورپین ٹکڑے اڑ گئے گورنر مدعی نہ ہوئے
قصاص نہ لیا اب ایک ہندوستانی کے خون کا قصاص کون لیگا شعر

اے سبزۂ سر راہ از جور پا چہ نالی — درکیش روزگاراں گل خونبہا ندارد

خیر جو ہونا ہے ہو رہیگا بعد وقوع ہم بھی سن لیں گے تم اتنا کیوں دل
جلا رہے ہو

بھائی میر مہدی کے نام

میری جان وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ و جمشید و کیخسرو کے عہد میں
مروج تھی اُس میں خر بخائے مضموم نورِ قاہر کو کہتے ہیں اور چونکہ پارسیوں
کی دید و دانست میں بعد خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے
اسی واسطے آفتاب کو خر لکھا اور شید کا لفظ بڑھا دیا شید بشین مکسور و یائے
معروف بروزن عید روشنی کو کہتے ہیں یعنی یہ اُس نور قاہر ایزدی کی روشنی
ہے خر اور خرشید یہ دونوں اسم آفتاب کے ٹھہرے جب عرب و عجم مل گئے
تو اکابر عرب نے کہ وہ منبع علوم ہوئے واسطے رفع التباس کے خر میں واو
معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدہ کو پسند

کیا اور منظور کیا اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے فقیر خر جہاں بے اضافہ
لفظ شید لکھتا ہے موافق قانون عظماے عرب بہ واؤ معدولہ لکھتا ہے یعنی
خور اور جہاں باضابطہ لفظ شید لکھتا ہے وہاں بہ پیروی بزرگان پارسی
سر بسر لفظ خور کو بے واو لکھتا ہے یعنی خرشید خر کا قافیہ در اور بر کے ساتھ
جائز اور روا ہے خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا وہاں میں بے واو
کیوں لکھوں رہا خورشید چاہو بے واو لکھو چاہو مع الواو لکھو میں بے واو
لکھتا ہوں مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا اور خُر کو کبھی بے واو نہ لکھونگا
قافیہ ہو یا نہ ہو یعنی نظم میں وسط شعر میں آپڑے یا نثر کی عبارت میں
واقع ہو خور لکھونگا یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح خر ترجمہ
نور قاہر کا ہے اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافہ لفظ شید اسم شہنشاہ (آفتاب)
وقت قرار پایا ہے مجتہد العصر میر سرافراز حسین کو دعا پہنچے سچ کہتے ہیں
وہاں کوئی مجتہد العصر نہ کہتا ہوگا نہ کہو تمکو کیا میں نے تمنے مان لیا
اب کوئی کہے یا نہ کہے میاں بدر الدین سے ایک مہر کھد وا دونگا مصرعہ

جناب مجتہد العصر سرافراز حسین

پس تم یہ مہر خطوں پر محضروں پر تمسکوں پر کرنی شروع کرنا سب
کے سب تم کو مجتہد العصر کہنے لگیں گے حکیم میر اشرف علی کو اور اُن کے
فرزند کو دعا پہنچے میران صاحب کو دعا پہنچے بھائی میران اب وہ خس کا

پردہ کھول ڈالا صافیاں مجھ پر پیٹتا ہوں دمبدم بھگوتا ہوں وہ لوں اب کہاں جو پردے سے پست کر صافی کو لیکر اور پانی کو ٹھنڈا کرے وہ پانی جو میر مہدی اور تم اور حکیم جی پیا کیے ہو اب کہاں برف پندرہ دن کی اور باقی ہے آیندہ خدا رزاق ہے ۔

۱۷ میر مہدی کے نام

ہاں صاحب تم کیا چاہتے ہو مجنہد العصر کے مسودہ کو اصلاح دیکر بھیجدیا اب اور کیا لکھوں تم میرے ہم عمر نہیں جو سلام لکھوں میں فقیر نہیں جو دعا لکھوں تمہارا دماغ چل گیا ہے لفافہ کو کریدا کرو مسودہ کے کاغذ کو بار بار دیکھا کرو پاؤ گے کیا یعنی تم کو وہ محمد شاہی روشیں پسند ہیں یہاں خیریت ہے وہاں کی عافیت مطلوب ہے خط تمہارا بہت دن کے بعد پہنچا جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کے بھیجا جاتا ہے برخوردار میر سرفراز حسین کو دینا اور دعا کہنا اور ہاں حکیم اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا لازمۂ سعادت مندی یہ ہے کہ ہمیشہ اسی طرح سے خط بھیجتے رہو کیوں سچ کہیو اگلوں کے خطوط کی تحریر کے یہی طرز تھے ہائے کیا اچھا شیوہ ہے جب تک یوں نہ لکھو وہ خط ہی نہیں ہے چاہ بے آب ہے ابر بے باراں ہے نخل بے میوہ ہے خانہ بے چراغ ہے چراغ بے نور ہے ہم جانتے ہیں کہ تم زندہ ہو تم جانتے ہو کہ ہم زندہ ہیں امر ضروری کو لکھ لیا

زوائد کو اور وقت پر موقوف رکھا اگر تمہاری خوشنودی اس طرح کی نگارش پر منحصر ہے تو بھائی ساڑھے تین سطریں ایسی بھی میں نے لکھ دیں کیا نماز قضا نہیں پڑھتے اور وہ مقبول نہیں ہوتی خیر یہ بھی وہ عبارت جو مسودہ کے ساتھ لکھتے تھے اب لکھ بھیجی قصور معاف کرو خفا نہ ہو میر نصیر الدین ایک بار آئے تھے پھر نہ آئے فارسی نثر میں نے کہاں لکھی کہ تمہارے چچا کو یا تم کو بھیجدوں نواب فیض محمد خاں کے بھائی حسن علی خاں مر گئے حامد علیخاں کی ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپے کی ڈگری بادشاہ پر ہو گئی کالو داروغہ بیمار ہو گیا تھا آج اُس نے غسل صحت کیا باقر علی خاں کو مہینے بھر سے تپ آتی ہے حسین علی خاں کے گلے میں دو غدود ہو گئے ہیں شہر جب چاہئے کہیں پھاوڑا بجتا ہے نہ سرنگ لگا کر کوئی مکان اُڑایا جاتا ہے نہ آہنی سڑک آتی ہے نہ کہیں دمدمہ بنتا ہے دلی شہر خموشاں ہے کاغذ بھر گیا ورنہ تمہاری دل کی خوشی کے واسطے ابھی اور لکھتا۔

۷ میر مہدی کے نام

سید صاحب کل پہر دن رہے تمہارا خط پہنچا یقین ہے کہ اُسی وقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمہارے پاس پہنچ گئے ہوں حال سفر کا جو کچھ ہے اُن کی زبانی سُن لوگے میں کیا لکھوں میں نے بھی جو کچھ سُنا ہے اُنہیں سے

سنا ہے ان کا اس طرح ناکام پھر آنا میری تمنا اور میرے مقصود کے خلاف
ہے لیکن میرے عقیدہ اور میرے تصور کے مطابق ہے میں جانتا تھا کہ
وہاں کچھ نہ ہوگا سو روپے کی ناحق زیر باری ہوئی چونکہ یہ زیر باری میرے
بھروسے پر ہوئی تو مجھے شرمساری ہوئی میں نے اس چھیاسٹھ برس
میں اس طرح کی شرمساریاں اور روسیاہیاں بہت اٹھائی ہیں جہاں
ہزار داغ ہیں ایک ہزار ایک سہی میر سرفراز حسین کی زیر باری سے
دل کڑھتا ہے وبا کو کیا پوچھتے ہو قدر انداز قضا کے ترکش میں یہی ایک
تیر باقی تھا قتل ایسا عام لوٹ ایسی سخت کال ایسا پڑا وبا کیوں نہ ہو
لسان الغیب نے دس برس پہلے فرمایا ہے شعر

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام ایک مرگ ناگہانی اور ہے

میاں ۱۲۷۷ھ کی بات غلط نہ تھی مگر میں نے وبائے عام میں مرنا اپنے
لائق نہ سمجھا واقعی اس میں میری کسر شان تھی بعد رفع فساد ہوا سمجھ
لیا جائیگا۔ کلیات اردو کا چھاپہ تمام ہوا اغلب کہ اسی ہفتہ میں یا غایت
اس مہینے میں ایک نسخہ بہ سبیل ڈاک تم کو پہنچ جائے۔ کلیات نظم فارسی
کے چھاپنے کی بھی تدبیر ہو رہی ہے اگر ڈول بن گیا تو وہ بھی چھاپا جائیگا
قاطع برہان کے خاتمہ میں کچھ فوائد بڑھائے گئے ہیں اگر مقدور مساعدت
کریگا تو میں بے شرکت غیرے اس کو چھپواؤنگا مگر یہ خیال محال ہے جیسے

مقدور کی تیاری کا حال مجتہد العصر کو معلوم ہے واللہ علی کل شئی قدیر خدا کا بندہ ہوں علی کا غلام میرا خدا کریم میرا خاوند سخی علی دارم چہ غم دارم وبا کی آنچ مدھم ہو گئی ہے پانچ سات دن بڑا زور و شور رہا پرسوں خواجہ مرزا ولد خواجہ امان مع اپنی بی بی بچوں کے دلّی میں آیا کل رات کو اُس کا نو برس کا بیٹا ہیضہ کر کے مر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون الور میں بھی وبا ہے الگزنڈر ہدرلی مشتہر بہ الکہ صاحب مر گیا واقعی بے تکلف وہ میرا عزیز اور ترقی خواہ اور مزاج میں ایجہ میں متوسط تھا اسی جرم میں ماخوذ ہو کر مرا خیر یہ عالم اسباب ہے اس کے حالات سے ہم کو کیا۔

۱۶۷ میر مہدی کے نام

جان غالب اب کی ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ مجھ کو خود افسوس تھا پانچویں دن غذا کھائی اب اچھا ہوں تندرست ہوں ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ تک کچھ کھٹکا نہیں ہے محرم کی پہلی تاریخ سے اللہ مالک ہے میر نصیر الدین آئے کئی بار میں نے اُن کو دیکھا نہیں اب کی بار درد میں مجھکو غفلت بہت رہی اکثر احباب کے آنے کی خبر نہیں ہوئی جب سے اچھا ہوا ہوں سید صاحب نہیں آئے تمہارے آنکھوں کے غبار کی وجہ یہ ہے کہ جو مکان

دلّی میں ڈھائے گئے اور جہاں جہاں سڑکیں نکلیں جتنی گرد اڑی اُس کو آپ نے
ازراہ محبت اپنی آنکھوں میں جگہ دی بہرحال اچھے ہو جاؤ اور جلد آؤ
مجتہد العصر میر سرافراز حسین کا خط آیا تھا میں نے میرن صاحب کی
آزردگی کے خوف سے اُس کا جواب نہیں لکھا یہ رقعہ اُن دونوں صاحبوں
کو پڑھا دینا کہ میر سرافراز حسین صاحب اپنے خط کی رسید سے مطلع
ہو جائیں اور میرن صاحب میرے پاس الفت پر اطلاع پائیں۔

۷۔ میر مہدی کے نام

جان غالب تمہارا خط پہنچا غزل اصلاح کے بعد پہنچتی ہے مصرعہ

ہر کسی سے پوچھتا ہوں وہ کہاں ہیں

مصرعہ بدل دینے سے یہ شعر کس رتبہ کا ہو گیا اے میر مہدی تجھے
شرم نہیں آتی مصرعہ میاں یہ اہل دہلی کی زبان ہے۔
ارے اب اہل دہلی یا اہل ہندو ہیں یا اہل حرفہ ہیں یا خاکی ہیں یا
پنجابی ہیں یا گورے ہیں ان میں سے تو کس کی زبان کی تعریف کرتا ہے
لکھنؤ کی آبادی میں کچھ فرق نہیں آیا ریاست تو جاتی رہی باقی ہر فن کے
کامل لوگ موجود ہیں خس کی ٹٹی پڑوا ہوا اب کہاں لطف وہ تو اُسی
مکان میں تھا اب میر خیراتی کی حویلی میں وہ بہت و سمت بدلی ہوئی ہے

پھر جہاں میں گذرے مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنواں بند ہو گیا لال ڈگی
کے کنویں یک قلم کھاری ہو گئے خیر کھاری ہی پانی پیتے گرم پانی نکلتا ہے
پرسوں میں سوار ہو کر کنوؤں کا حال معلوم کرنے گیا تھا مسجد جامع ہوتا ہوا
راج گھاٹ دروازہ کو چلا مسجد جامع سے راج گھاٹ دروازے تک بے مبالغہ
ایک صحرا لق و دق ہے اینٹوں کے ڈھیر جو پڑے ہیں وہ اگر اٹھ جائیں
تو ہو کا مکان ہو جائے یاد کرو مرزا گوہر کے باغیچہ کی اس جانب کو کئی بانس
نشیب تھا اب وہ باغیچہ کے صحن کے برابر ہو گیا یہاں تک کہ راج گھاٹ
کا دروازہ بند ہو گیا فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہیں باقی سب اٹ گیا
کشمیری دروازہ کا حال تم دیکھ گئے ہو۔ اب آہنی سڑک کے واسطے کلکتہ دروازہ سے
کابلی دروازہ تک میدان ہو گیا پنجابی کٹرہ دھوبی واڑہ رامجی گنج سعادت خاں کا
کٹرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی رامجی داس گودام والے کے مکانات صاحب رام کا باغ حویلی ان میں سے
کسی کا پتا نہیں ملتا قصہ مختصر شہر صحرا ہو گیا تھا اب جو کنوئیں جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہو گیا تو
یہ صحرا صحرائے کربلا ہو جائیگا اللہ اللہ دلی نہ رہی اور دلی والے اب تک
یہاں کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہیں واہ رے حسن اعتقاد ارے بندۂ
خدا اُردو بازار نہ رہا اُردو کہاں دلی اب شہر نہیں ہے کیمپ چھاؤنی ہے
نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر الور کا حال کچھ اور ہے مجھے اور انقلاب سے
کیا کام الگزنڈر ہیدرلی کا کوئی خط نہیں آیا ظاہرا ان سے مصاحب

نہیں ورنہ مجھ کو ضرور خط لکھتا رہتا میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیر الدین کو دعا کہنا۔

(۶۷) میر مہدی کے نام

بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھوں دلی کی ہستی منحصر کئی ہنگاموں پر تھی قلعہ چاندنی چوک کرندہ بازار مسجد جامع کا ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی ہر سال میلہ پھول والوں کا یہ پانچوں باتیں اب نہیں پھر کہو دلی کہاں ہاں کوئی شہر قلمرو ہند میں اس نام کا تھا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵ دسمبر کو یہاں داخل ہونگے دیکھیے کہاں اترتے ہیں اور کیونکر دربار کرتے ہیں آگے کے درباروں میں سات جاگیردار تھے کہ ان کا الگ الگ دربار ہوتا تھا جھجر بہادر گڑھ بلب گڑھ فرخ نگر دوجانہ پاٹودی لوہارو چار معدوم محض ہیں جو باقی رہے اس میں سے دوجانہ و لوہارو تحت حکومت ہانسی حصار پاٹودی حاضر اگر ہانسی حصار کے صاحب کلکٹر بہادر ان دونوں کو یہاں لے آئے تو تین رئیس ورنہ ایک رئیس دربار عام والے مہاجن لوگ سب موجود اہل اسلام میں سے صرف تین آدمی باقی ہیں میرٹھ میں مصطفیٰ خاں سلطان جی میں مولوی صدرالدین بلی ماروں میں سگ دنیا موسوم بہ اسد تینوں مردود و مطرود و محروم و مغموم شعر

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا
آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے

تم آتے ہو چلے آؤ جان نثار کے چھتے کی سڑک خان چند کے کوچے کی سڑک دیکھ جاؤ بلاقی بیگم کے کوچے کا ڈھینا جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز گول میدان نکلا سن جاؤ غالب افسردہ دل کو دیکھ جاؤ جاؤ چلے جاؤ مجتہد العصر میر سرافراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب الملک میر نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا۔

۷۹۔ میر مہدی کے نام

میاں کیوں ناسپاسی و حق ناشناسی کرتے ہو چشم بیمار ایسی چیز ہے کہ جس کی کوئی شکایت کرے تمہارا منہ چشم بیمار کے لائق کہاں چشم بیمار میرن صاحب قبلہ کی آنکھ کو کہتے ہیں جس کو اچھے اچھے عارف دیکھتے رہتے ہیں تم گنوار چشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسی ہو چکی اب حقیقت مفصل لکھو تم تو رحیر کی عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے تم کو کیا علاقہ میرے نور چشم کی آنکھ کیوں دکھی اور یہ بال بال بچ گیا جو اس کے خلاف کہے اس کو غلط جانتا ہیں نے خط تمہیں جان کر نہیں لکھا تم نے لکھا تھا کہ بعد عید میں وہاں آؤں گا مجھ کو بھیجنے میں تامل ہوا لکھتے کچھ ہو کرتے کچھ ہو تنخواہ کی سنو تین برس کے روپے

دو ہزار دو سو پچاس ہوئے سو مد دخر یچ کے جو پائے تھے وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو
عملہ فعلہ کی نذر ہوے مختار کار دو ہزار لایا چونکہ میں اُس کا قرضدار ہوں
روپے اُس نے اپنے گھر میں رکھے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجئے حساب
کیا سود مول سات کم پندرہ سو ہوے ہیں نے کہا میرے قرض متفرق
کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو نکلے ہیں کہتا ہوں یہ گیارہ سو بانٹ دے
نو سو بچے آدھے تو لے آدھے مجھے دے وہ کہتا ہے پندرہ سو مجھکو دو پانسو
سات کم لو یہ جھگڑا مٹ جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا خزانہ سے روپیہ آگیا ہے
میں نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں بات رہ گئی پت رہ گئی حاسدوں
کو موت آگئی دوست شاد ہو گئے ہیں جیسا ننگا بھوکا ہوں جب تک جیونگا
ایسا ہی رہونگا میرا دارو گیر سے بچنا معجزہ اسداللہی ہے اِن پیسوں کا
ہاتھ آنا عطیۂ یداللہی ہے حاکم شہر لکھ دے کہ یہ شخص ہرگز پنشن پانے
کا مستحق نہیں حاکم صدر مجھکو پنشن دلوائے اور پورا دلوائے میرن صاحب
کو دعا کہتا ہوں اور مزاج کی خبر پوچھتا ہوں جواب ترکی بہ ترکی جواب
عربی عربی جو انہوں نے لکھا وہ میں نے بھی لکھا مجتہد العصر کو بندگی
لکھوں دعا لکھوں کیا لکھوں نہیں بھئی وہ مجتہد ہوں ہوا کریں میرے تو
فرزند ہیں ہیں دعا ہی لکھوں گا اور اسی طرح میر نصیر الدین کو بھی
دعا۔

میر مہدی کے نام

میری جان تم کو تو بیکاری میں خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات
لے بیٹھے اگر خط پہنچا ہے تو جواب ورنہ شکوہ و شکایت و عتاب و خطاب
لکھنے لگے کل حکیم میر اشرف علی آئے تھے سر منڈوا ڈالا ہے محلقین رؤسکم
پر عمل کیا ہے میں نے کہا کہ سر منڈوایا ہے تو داڑھی رکھو کہنے لگے کہ
دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم واللہ اُن کی صورت قابل دیکھنے کے
ہے کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب آئے اور بحال و برقرار رہے خدا کا
شکر بجا لایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی اچھی خبر سنی جائے میرا
سلام کہنا اور مبارکباد دینا خبردار بھول نہ جائیو تمہاری شکایتنامے
بیجا کا جواب یہ ہے کہ تم نے جو خط مجھکو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال
کی روانگی کی اطلاع دی تھی میں نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے
خط آئیگا تو میں جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۵ اکتوبر صبح کا وقت ابھی کھانا
پکا بھی نہیں تبرید پی کر بیٹھا تھا کہ تمہارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا
کلیان بیمار ہے ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا بولو تمہارا گلہ بیجا یا بجا
بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تم نے کرنال پہنچکر خط لکھنے میں کیوں دیر
کی اور یہاں یہ کیا ہے کہ بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمہارے

قلم سے نہیں نکلتا نہ اُن کی خیر و عافیت نہ اُن کی بندگی اگر وہ مجھ سے خفا
ہیں تو اُن کی بندگی نہ لکھتے خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتیں اچھی نہیں
میرن صاحب کے باب میں حیران ہوں تنہا تمہارے ساتھ گئے کیا
والدہ اُن کی پانی پت میں ہیں وہاں کوئی مکان لیکر والدہ کو وہیں
بلائیں گے یا خود بعد چند روز کے یہاں آجائیں گے یہ دو باتیں جواب
طلب ہیں میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب
کی بود و باش کی حقیقت لکھو رہا میرا پنشن اُس کا ذکر نہ کرو اگر ملیگی
تو تم کو دیجاویگی شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے لگے چار
پانسو گھر آباد ہوئے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا
دستور جاری ہوا ہے آیندہ کیا ہوگا سلطان العلما مجتہد العصر
مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ نظر اُنکے مدارج علم و عمل پر
بندگی چاہیئے مگر خیر میں تعزیہ داری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا
ہوں میرن صاحب کو دعا اور بعد دعا کے بہت سا پیار میر نصیر الدین
کو زیادہ کیا لکھوں۔

۱۸ میر مہدی کے نام

واہ حضرت کیا خط لکھا ہے اس خرافات کے لکھنے کا فائدہ

بات اتنی ہی ہے کہ میرا پلنگ مجھکو ملا میرا بچھونا مجھکو ملا میرا حجام مجھکو ملا میرا بیت الخلا مجھکو ملا راست وہ شور کوئی آئیو کوئی آئیو فرو ہو گیا میری جان بچی میرے آدمیوں کی جان بچی مصرعہ

اکنوں شب من شب ست و روزم روز ست

بھئی تم نے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا میں گمان کرتا ہوں کہ نہیں پہنچا اگر پہنچتا تو بیشک وہ خط تمہاری نظر سے گزرتا اور میرن صاحب اس کی اصل حقیقت تم سے پوچھتے اور اس صورت میں یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بدلے مجھکو وہ ارادات لکھتے جو میرن صاحب میں اور تم میں پیش آئی پس اگر جیسا کہ میرا گمان ہے خط نہیں پہنچا تو خیر جانے دو اگر خط پہنچا ہے تو میرن صاحب کے خط کے جواب لکھوانے میں تمنے میرا دم ناک میں کر دیا تھا اب اُن سے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیوں نہیں کرتے حسن بھی کیا چیز ہے نادر کا اتنا خوف نہیں جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے تم اُن سے خواہش وصال کرتے ہو ڈرو میرے خط کے جواب کے باب میں کیوں نہیں لکھتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہیں میرے خط کا جواب اُن سے لکھکر بھجواؤ یہاں کا حال وہ ہے جو دیکھ گئے ہو پانی گرم ہے اگرچہ تم میں مستولی اناج مہنگا بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا یعنی میر امداد علی آشوب کا بیٹا محمد میر

شب گذشتہ کو گذر گیا آج صبح اُس کو دفن کر آئے جوان صالح پرہیزگار
مومنین پیش نماز تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجتہد العصر کا حکم بجا
لاؤنگا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھونگا رئیس میرے
سوال کا جواب قلم انداز کر جائیگا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجے گا
مجتہد العصر کو دعا اور یہ خط پڑھا دینا میرن صاحب کو دعا اور کہنا کہ بھلا
صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب نہیں لکھا ہم بھی تمہارے طرز کا تتبع
کرینگے حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم میں اور اُن میں
راہ ورسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی
اُن کو معلوم ہو کہ حفیظ یہاں آیا ہوا ہے قبائل تمہارے نہیں ہیں اگر
وہاں کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ یہاں کیوں نہ چلے آؤ۔ شعر

میں بھولا نہیں تجھکو لے میری جان کروں کیا کہ یاں گر رہے ہیں مکان

برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا قہر ہے قاسم جان کی گلی سعادت خاں
کی نہر ہے میں جس مکان میں رہتا ہوں عالم بیگ خاں کے کٹرہ کی طرف
کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کے دالان کو جاتے ہوئے جو دروازہ
تھا گر گیا سیڑھیاں گرا چاہتی ہیں صبح بیٹھنے کا حجرہ جھک رہا ہے
چھتیں چھلنی ہو گئی ہیں مینہ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹہ بھر برسے
کتابیں قلمدان سب توشہ خانہ پر فرش پر کہیں لگن رکھا ہوا کہیں

چٹھی دھری ہوئی خط کہاں بیٹھ کر لکھوں پانچ چار دن سے فرصت
ہے مالک مکان کو فکر مرمت آج ایک امن کی صورت نظر آئی کہا کہ
آؤ میر مہدی کے خط کا جواب لکھوں اور کی ناخوشی راہ کی محنت کشی
تپ کی حرارت گرمی کی شرارت یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال
کی فکر مستقبل کا خیال تباہی کا رنج آوارگی کا ملال جو کچھ کہو وہ کم
ہے بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہے سنتے ہیں کہ نومبر میں مہاراجہ
کو اختیار ملیگا مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے سب کچھ
اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا آدمی کو بدنام کیا ہے بارے رفع مرض
کا حال لکھو خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہوگئی ہو
میر صاحب کہتے ہیں مصرعہ تندرستی ہزار نعمت ہے +
ہاے پیش مصرعہ مرزا قربان علی بیگ سالک نے کیا خوب بہم پہنچایا
ہے مجھکو پسند آیا ہے شعر

تنگ دستی اگر نہ ہو سالک تندرستی ہزار نعمت ہے

مجتہد العصر میر سرفراز حسین صاحب کو دعا ابا ہا میر افضل حسین
صاحب کہاں ہیں حضرت یہاں تو اس نام کا کوئی نہیں ہے لکھنؤ
کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا جے پور کے مجتہد العصر کے
بھائی میرن صاحب کیوں نہ کہلائیں ہاں بھائی میرن صاحب تمہارا بھلا انکو ہماری دعا کہنا

(۲۴) میر مہدی کے نام

شعر

سرد ست ہوا آتش بے دود کجائی   بارے نگند در کف من خامہ وائی

میر مہدی صبح کا وقت ہے جاڑا خوب پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے دو حرف لکھتا ہوں آگ تاپتا جاتا ہوں آگ میں گرمی نہیں مگر ہا آتش سیال کہاں کہ جب دو جرعہ پی لیے فوراً رگ و پے میں دوڑ گئی دل توانا ہوگیا دماغ روشن ہوگیا نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہنچا ساقی کوثر کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب میاں تم پنشن پنشن کیا کر رہے ہو گورنر جنرل کہاں اور پنشن کہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر جب ان تینوں نے جواب دیا ہو تو اس کا مرافعہ گورنمنٹ میں کروں مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہیں تم کو پنشن کی فکر ہے یہاں کے حاکم نے میرا نام فرد میں نہیں لکھا میں نے اس کا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے یہاں کیا ہے مصرعہ

دیکھیے کیا جواب آتا ہے

بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائیگا اجی وہ یوسف ہند سہی یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی ان کی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے

مجھے تو خبر نہیں کہیں حضرت کہہ گئے ہیں کہ میں ساڑھے سات روپیہ مہینہ بھیجے جاؤنگا اب ان کا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپھی جان بھوکی مرتی ہیں خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کی جائیگی اور تم کو گواہ قرار دیا جائیگا بہر حال میرن صاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا۔

۸۳ میر مہدی کے نام

سید صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا میں میر مہدی نہیں کہ میرن صاحب پر مرتا ہوں میر سرفراز حسین نہیں کہ اُن کو پیار کرتا ہوں علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہوں اس میں تم بھی آ گئے کمال ہے کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے دوست ہوں عاشق زار نہیں بندۂ مہر و وفا ہوں گرفتار نہیں تمہارے بھائی نے سخت مشوش بلکہ نقش در آتش کر رکھا ہے ایک سلام اصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے میں بھی آؤنگا میں نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک میں کیوں بھیجوں وہ آئیں گے تو میں اُن کو دونگا محرم تمام ہوا آج

سہ شنبہ غرۂ صفر ہے حضرت کا پتا نہیں ظاہرا برسات نے آنے نہ دیا برسات کا نام آگیا سو پہلے مجملاً سنو ایک غدر کالوں کا ایک ہنگامہ گوروں کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال کی اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکیسواں دن ہے آفتاب اس طرح نظر آجاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی اگر تارے دکھائی دیتے ہیں تو لوگ اُن کو جگنوں سمجھ لیتے ہیں اندھیری راتوں میں چوروں کی بن آئی ہے کوئی دن نہیں کہ دو چار گھر کی چوری کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان گر گئے سیکڑوں آدمی جابجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہ رہی ہے قصہ مختصر وہ اَن کال تھا کہ مینہ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے بہ گئے جنھوں نے ابھی نہیں بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سُن لیا دلّی کا حال اس کے سوا کوئی نئی بات نہیں ہے جناب میرن صاحب کو دعا زیادہ کیا لکھوں۔

۸۸ میر مہدی کے نام

میری جان تو کیا کہہ رہا ہے بیٹھے سے بیگا سو دیوانہ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھسے زیادہ اس کو کون سمجھے گا جو تم

مجھکو سمجھاتے ہو کیا میں یہ جانتا ہوں کہ ان لڑکوں کی پرورش میں کرتا
ہوں استغفر اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلی کی
طرح سے یہ خیال باندھتا ہوں کہ مرغی مول لونگا اور اُسکے انڈے بچے
بیچ کر بکری خرید ونگا اور پھر کیا کرونگا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو میں نے
اپنا راز دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یوں تھی اور اب وہ نقش باطل ہو گیا
ایک حسرت کا بیان تھا نہ خواہش کا دیکھا اِس پنشن قدیم کا حال میں تو
اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہوں لیکن جب تک جواب نہ پاؤں کہیں اور
کیونکر چلا جاؤں حاکم اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے دیکھیے کب آئے
آئے تو مجھے بھی دربار میں بلائے یا نہ بلائے خلعت ملے یا نہ ملے اس
بیچ میں ایک اور پیچ آپڑا ہے اُس کو دیکھ لوں اور پھر صرف اِسی کا
انتظار نہیں اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پنشن کے ملنے نہ ملنے
کا تردد بدستور رہیگا سبکسیر کیونکر بنجاؤں کہ یہ سب امور ملتوی چھوڑ
کر نکل جاؤں پنشن جاری ہونے پر بھی تو سوا رامپور کے کہیں ٹھکانا
نہیں ہے وہاں تو جاؤں اور ضرور جاؤں تین برس ثبات قدم اختیار
کیا اب انجام کار میں اضطراب کی کیا وجہ چپکے ہو رہو اور مجھکو بھی
عالم میں غمگین اور مضطر گمان نہ کرو ہر وقت میں جیسا مناسب ہوتا
ویسا دل میں آتا ہے صاحب یہ میرن صاحب نے جو دو سطریں دستخط

خاص سے لکھی تھیں واللہ میں کچھ نہیں سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے۔

۸۵ منشی ہرگوپال تفتہ تخلص کے نام

شعر

رکھیو غالب مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

بندہ پرور تم کو پہلے یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر مکرم حسین صاحب کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا ابتک جیتا ہوں اور اس سے زیادہ میرا حال مجھکو بھی معلوم نہیں مرزا حاتم علی صاحب مہر کی جناب میں میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے پڑھ دینا شعر

شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب
اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اُس کے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہنچا سنو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہو اور وہ اُس میں بے تکلف عمر بسر کرے اس کا نام عیش ہے تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن کے تمہاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل ہے اور بھائی یہ جو تمہاری سخن گستری ہے اس کی شہرت میں میری بھی

تو نام ہم اوری ہے میرا حال اس فن میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش
اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا مگر ہاں اپنے ہندی کلام
میں سے ڈیڑھ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرعہ یاد رہ گیا ہے سو گاہ
گاہ جب دل اُلٹنے لگتا ہے تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہے

شعر

زندگی اپنی اسی ڈھب سے جو گذری غالب ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

پھر جب سخت گھبراتا ہوں اور تنگ آتا ہوں تو یہ مصرعہ پڑھ کر چپ ہو جاتا
ہوں مصرعہ اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے

یہ کوئی نہ سمجھے کہ میں اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم میں مرتا ہوں جو
دُکھ مجھکو ہے اُس کا تو بیان تو معلوم مگر اُس بیان کی طرف اشارہ
کرتا ہوں انگریزی کی قوم میں سے جو ان روسیاہ کالوں کے ہاتھ سے
قتل ہوئے اُس میں کوئی میرا امید گاہ تھا اور کوئی میرا شفیق تھا اور
کوئی میرا دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیوں
میں کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد کچھ معشوق سو وہ سب کے سب
خاک میں مل گئے ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے عزیزوں
کا ماتم دار ہو اُس کو زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہائے اتنے یار مرے کہ جو اب
میں مروں گا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہ ہوگا انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۱۲۶۸ مرزا حاتم علی مہرؔ تخلص کے نام

نظم

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے — غلام ساقی کوثر ہوں مجھکو غم کیا ہے

سخن میں خامۂ غالب کی آتش افشانی — یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اُسمیں دم کیا ہے

علاقۂ محبت ازلی کو برحق مان کر اور حقوق غلامی جناب مرتضیٰ علی کو سچ جان کر ایک بات اور کہتا ہوں کہ بینائی اگرچہ سب کو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے مانا کہ روشناسی اس کے اجارے میں آئی ہے یہ بھی دلیل آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جب تک دید وا دید نہ ہولے اپنے کو بیگانۂ یکدگر سمجھیں البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہیں اگر سمجھیں سلام کے جواب میں خط بہت بڑا احسان ہے خدا کرے وہ خط جس میں میں نے آپ کو سلام لکھا تھا آپ کی نظر سے گزر گیا ہو ورنہ اگر نہ دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجئے گا اور خط کے لکھنے کے احسان کو اُس خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجئے گا ہاے میر جان جاکوب کیا جوان مارا گیا ہے سچ ہے اُس کا یہ شیوہ تھا کہ اردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان میں شعر کہنے کی رغبت دلواتا بندہ پرور یہ بھی انہیں میں سے ہے کہ جن کا میں ماتمی ہوں ہزارہا دوست مر گئے کس کو یاد کروں اور کس سے

فریاد کروں جیوں تو کوئی غمخوار نہیں اور مروں تو کوئی عزادار نہیں غزلیں آپکی دیکھیں سبحان اللہ چشم بد دور اردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو فارسی سے بھی خوبی میں کم نہیں مشق شرط ہے اگر کہے جاؤ گے لطف پاؤ گے میرا تو بقول طالب آملی اب یہ حال ہے **بیت**

لب از گفتن چناں بستم کہ گوئی　　دہن بر چہرہ زخمی بود و بہ شد

جب آپ نے بغیر خط کے بھیجے مجھکو خط لکھا ہو تو کیونکر مجھکو اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو پہلے تو اپنا حال لکھیے کہ میں نے سنا تھا آپ کہیں کے صدر امین ہیں پھر آپ اکبر آباد میں کیوں خانہ نشین ہیں اس ہنگامہ میں آپ کی صحبت حکام سے کیسی رہی۔

۷ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

راجہ بلوان سنگھ کا حال بھی لکھنا ضرور ہے کہ کہاں ہیں اور وہ دو ہزار مہینا جو اُن کو سرکار انگریزی سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہے یا نہیں ہاے لکھنؤ کا حال کچھ کھلتا کہ اُس بہارستان پر کیا گذری اموال کیا ہو اشخاص کہاں گئے خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہے گمان کرتا ہوں کہ بہ نسبت میرے تم کو کچھ زیادہ آگہی ہوگی امیدوار ہوں کہ جواب یہ

معلوم ہے وہ مجھ پر مجہول نہ رہے پتا مسکن مبارک کشمیری بازار سے زیادہ نہیں معلوم
ہوا خط اہر اسی قدر کافی ہوگا ورنہ آپ زیادہ لکھتے مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اُنکے
اُس خط کے پہنچنے کی اطلاع دیجیے گا جس میں آپ کے خط کی انہوں نے تو یہ لکھی تھی۔

مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپ کا مہربانی نامہ آیا آپ کی مہر انگیز اور محبت آمیز باتوں
نے غم بیکسی بھلایا کہاں وہ بیان لڑا ہے کہاں سے وسعتوں کی مناسبت کے
واسطے یہ سجنا ڈھونڈھ نکالا ہے آفرین صد ہزار آفرین تیسرا مصرعہ اگر
یوں ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے مصرعہ تا مہ و سال خویش و اقران
مرزا تفتہ کا خط بنارس سے آیا ان کے لڑکے بالے اچھے ہیں اب تغیر آئیں نہیں
وہ آئینی کے آئینی ہیں اگر تمہیں بغیر ان کے آرام نہیں تو ان کو بغیر تمہارے
چین کہاں ۱۲۔ صاحب اثنا عشری ہوں ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا
ہندسہ کرتا ہوں خدا کرے میرا بھی خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو ہم تم ایک آقا
کے غلام ہیں تم جو مجھ سے محبت کروگے یا میری غمگساری میں محنت کروگے
کیا تم کو غیر جانوں جو تمہارا احسان مانوں تم سراپا مہر و وفا ہو واللہ اسم
بامسمی ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح میں اس واسطے کرتا ہوں کہ عبارت
کا ڈھنگ نیا ہے صحیح کا درست پڑھنا بڑی بات ہے اگر غلط ہو جائے تو پھر

وہ عبارت نری خرافات ہے بارے بسبب التفات بھائی منشی نبی بخش صاحب کی صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے متوقع ہوں کہ وہ تکلیف سہیں اور ختم کتاب تک متوجہ رہیں منشی شیو نراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی سب طرح میرے پسند آئی چنانچہ ان کو لکھ بھیجا ہے اگر ہو سکے تو سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲۔ حضرت چار جلدیں یہاں کے حکام کو دونگا اور دو جلدیں ولایت کو بھیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت ہے اور کیا اعتماد ہے زندگی پر بہر حال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ ان چھ جلدوں کی کچھ تزئین اور آرائش کی جاوے آپ اور بھائی صاحب اور ان کا فرزند رشید منشی عبد اللطیف اور منشی شیو نراین یہ چاروں صاحب فراہم ہوں اور باجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاوے مجھ کو دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ چار جلدیں چھ روپے میں اور دو جلدیں چھ روپے میں تیار ہوں پھر سوچتا ہوں کہ یارب آرائش کی گنجایش کہاں ناچار چار کتابوں کی جلد ڈیڑھ روپیہ کی اور دو کتابوں کی جلد تین تین روپے کی بنائی جائے قصہ مختصر کچھ کیا جاوے یا یہی کہہ دیا جاوے کہ تیری رائے کونسل میں مقبول اور صرف جلدوں کی تیاری منظور ہوئی بارہ روپیہ بھیج دے ۱۲۔ مطالب اور مقاصد تمام ہوئے اور ہم تم بزبان قلم ہمدگر ہم کلام ہوئے ۱۲۔

۵۹۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب از روئے تحریر مرزا تفتہ آپ کا چھ کتابوں کی تزئین
کی طرف متوجہ ہونا معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دوبارہ
لکھا کہ میں باجمال لکھتا ہوں مفصل مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہوگا
یارب وہ خط ان کے آگئے مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا تو ان کا خط
کیوں نہ آتا آپ نے حسن اعتقاد سے یوں سمجھا کہ نہ لکھنا بمقتضائے
یکدلی ہے جب اپنا کام سمجھ لیے تو مجھکو لکھنا کیا ضرور ہے مگر اس کو کیا کروں
کہ جواب طلب باتوں کا جواب نہیں مطلع اخبار آفتاب عالمتاب میں
یکم ستمبر ۱۸۵۸ء حال سے حکیم احسن اللہ خاں کا نام لکھوا دینا اور
دو نمبروں کا ایک بار بھجوا دینا اور آئندہ ہر ہفتہ اس کے ارسال کا طور
ٹھہرا دینا۔ کیوں صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا اور
دشوار تھا تو اس کی اطلاع دینی کیا دشوار تھی ابھی شکایت نہیں کرتا
پوچھتا ہوں کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہیں یا نہیں مرزا تفتہ کے ایک
خط میں یہ قصہ لکھ چکا ہوں کیا انہوں نے بھی وہ خط تم کو نہیں پڑھایا
ہرچند عقل دوڑائی کوئی درنگ کی وجہ خیال میں نہ آئی اب حصول مدعا
سے قطع نظر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ دیکھوں چھ مہینے بعد برس دن بعد

اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہیں تو اس امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہیں
میں بھی شاعر ہوں اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے بھی خیال میں آجاتا
کوئی عذر ایسا میرے ذہن میں نہیں آتا کہ قابل سماعت کے ہو میں بھی
تو دیکھوں تم کیا لکھتے ہو ۱۲

۹۰۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرا بسادہ دلیہاے من تواں بخشید
خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم

کل دوشنبہ کا دن ۲۰ ستمبر کی نہی صبح کو میں نے آپ کو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک میں بھیجدیا دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمہارا خط اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا جواب میں آپ سے مانگتا ہوں وہ نہیں پہنچا کچھ شکوہ سے شرمندگی اور کچھ خط کے نہ پہنچنے سے حیرت ہوئی دوپہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھ کر ٹکٹ لگانے لگا بکس میں سے وہ تمہارے نام کا خط نکل آیا اب میں سمجھا کہ خط لکھ کر بھول گیا ہوں اور ڈاک میں نہیں بھیجا اپنے نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہوں کہ میرا قصور معاف ہو بعد چاہنے عفو جرم کے آپ کے کل کے خط کا جواب لکھتا ہوں ۱۲ - سبحان اللہ جلد دل

کی آرایش کی ان میں کیا اچھی فکر کی ہے میرے دل میں بھی ایسی ہی ایسی باتیں تھیں یقین ہے کہ متاع شاہوار ہوجائیں گی ابار جھرہ اگر ہوجائیگا تو حرف خوب چمک جائیں گے اِس کا خیال اُن چار جلدوں میں بھی رہے بارہ روپے کی ہنڈوی پہنچتی ہے روپیہ وصول کرکر مجھکو اطلاع دیجئے گا ورنہ میں مشوش رہونگا ۱۲۔ حضرت یہاں دو خبریں مشہور ہیں ان کے باب میں آپ سے تصدیق چاہتا ہوں ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ آگرہ میں اشتہار جاری ہوگیا ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے کہ کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان میں ہوگیا دوسری خبر یہ ہے کہ جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کے چیف سکرتر اکبرآباد کے لفٹنٹ گورنر بہادر ہوگئے خبریں دونوں اچھی ہیں خدا کرے سچ ہوں اور سچ ہونا ان کا آپ کے لکھنے پر منحصر ہے ۱۲۔ ہاں صاحب ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے میں نے حضرت ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح میں ایک قصیدہ ان دنوں میں لکھا ہے تہنیت فتح ہند اور عملداری شاہی ساٹھ بیت ہے منظور یہ تھا کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ ایک اور کاغذ مذہب پر لکھ کر بھیجوں پھر یہ خیال آیا کہ دس سطر کے مسطر پر کتاب لکھی گئی ہے یعنی چھاپہ ہوئی ہے اگر یہ چھ صفحے یعنی تین ورق اور چھپ کے اُس کتاب کے آغاز میں شامل جلد ہوجائیں تو بات اچھی ہے آپ

اور منشی نبی بخش صاحب اور مرزا تفتہ منشی شیونراین صاحب سے کہکر اسکا
طور درست کریں اور پھر مجھکو اطلاع دیں تو میں مسودہ آپ کے پاس
بھیجدوں جب کتاب سب چھپ چکے تو یہ چھپ جائے دو باتیں ایسی
ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اور الگا یا جائے پہلے کتاب سے۔ دوسرے
یہ کہ اس کی سیاہ قلم کی لوح الگ ہو اور پہلے صفحہ پر جس طرح کتاب کا
نام چھاپتے ہیں اس طرح یہ بھی چھاپا جائے کہ (قصیدہ در مدح
جناب ملکۂ انگلستان خلد اللہ ملکھا) میرا نام کچھ ضرور نہیں کتاب کے پہلے
صفحہ پر تو ہوگا ۱۲۔ ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب
باصواب یعنی نوید قبول جلد لکھیے ۱۲۔

۹۱ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب خدا تم کو دولت و اقبال روز افزوں عطا کرے
اور ہم تم ایک جگہ رہا کریں خدا کرے قصیدے کے چھاپنے کی منظوری
اور ہنڈوی کی رسید آئے گویا صفر کے مہینے میں عید آئے ہنڈوی
کا روپیہ جب چاہو تب منگواؤ اور کتابوں کی لوحیں اور جلدیں موافق
اپنی رائے کے بنوا لو ۱۲۔ اب آپ دو ورقہ کا ڈاک میں بھیجنا موقوف
رکھیں اور کتابوں کی درستی پر ہمت مصروف رکھیں قصیدے کے

مسودے کا ورق مرزا تفتہ کے خط میں پہنچ گیا ہوگا آپ نے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکھا ہوگا قصیدے کا شامل کتاب ہونا بہت ضروری ہے پر دیکھا چاہیے صاحب مطبع کو کیا منظور ہے اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کرینگے تو ہم پانچ سات روپے سے اور بھی ان کا بھرنا بھرینگے ۱۲ جناب ادمنسٹن صاحب بہادر سے میں صورت آشنا نہیں کبھی میں نے ان کو کہیں دیکھا نہیں خطوں کی میرے اُن کے ملاقات ہے اور نامہ و پیام کی یوں بات ہے کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہیں تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہے بذریعہ جناب صاحب بہادر اجنٹ دہلی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھجواتا ہوں اور صاحب سکرتر بہادر گورنمنٹ کا خط اُس کی رسید میں بہ سبیل ڈاک پاتا ہوں جب جناب لارڈ کیننگ بہادر نے کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا تو میں نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک میں بھجوایا ادمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر کا جو مجھکو خط آیا تو انہوں نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑھایا قبل ازیں خان صاحب بسیار مہربان دوستان میرا القاب تھا اس قدر شناس نے ازراہ قدر افزائی صاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکھا اب فرمائیے ان کو کیونکر اپنا محسن اور مربی نہ جانوں

کیا کافر ہوں جو احسان نہ مانوں ۱۲۔ برخوردار مرزا تفتہ کو دعا کہتا ہوں
بھائی اب میں اس کا منتظر ہوں کہ تم اور مرزا صاحب مجھکو لکھو کہ
لو صاحب دستنبو کا چھاپہ تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپکر ابتدا میں لگا
دیا گیا مادّہ تاریخ میں کیا بُرائی ہے جو تمہارے جی میں یہ بات آئی
ہے کہ مجھ سے بار بار پوچھتے ہو مادّہ اچھا ہے قطعہ لکھو اور خاتمہ کتاب
پر لگادو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دونوں قطعے رہیں
اگر وہاں کوئی اور صاحب شاعر ہوں تو وہ بھی کہیں اس عبارت سے
یہ نہ سمجھنا کہ روے سخن ساری خدائی کی طرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ
بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اس باب میں چاہیئے اور ان کا
نام بھی اس کتاب میں چاہیے ۱۲۔ اس خط کو لکھ کر بند کر چکا تھا کہ ڈاک
کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیونراین صاحب کا خط لایا بارے
قصیدہ کا مسودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے اُس کا چھاپنا قبول کیا
یہ تشویش رفع ہو گئی آپ اُن سے میرا سلام کہیے گا اور یہ کہیے گا مصرع

شکر را فتہائے تو چندانکہ را فتہائے تو

اور یہ اُن کو اطلاع دیجیے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجھکو نہیں پہنچا ورنہ
کیا امکان تھا کہ میں اُس کی رسید نہ لکھتا ۱۲۔

۹۲۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب آپ کے خامۂ مشکبار کی صریر نے کتابوں کی لوح طلائی کا آوازہ یہاں تک پہنچایا بلکہ مجھکو ان کی لوحوں کا ہر خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھنا ہے اور کیا کہنا ہے مجھکو تو بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست
دل میں خوش ہو کر چپ رہنا ہے حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے مجھکو آپ کے حکم کا بجالانا منظور ہے اس نذر کے پہنچنے کے بعد جب کوئی ان کا عنایت نامہ آئیگا تو بندہ درگاہ مدح گستری کا جوہر دکھائیگا اس نظم میں آپ کا ذکر خیر بھی آجائیگا اب یہ تو فرمائیے کہ مدت انتظار کب انجام پائے گی اور کتابوں کی روانگی کی خبر مجھکو کب آئیگی آپ کی فرط توجہ کا سبب طرح یقین ہے۔ سیاہ قلم کی پانچوں لوحیں بھی اگر بن گئی ہوں تو کچھ عجب نہیں ہے جلدوں کا بنانا البتہ چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیو نرائن صاحب کی ہمت اس کے انجام ہونے پر مصروف ہے یارب اسی اکتوبر کے مہینے میں یہ کام انجام پاجائے اور چالیس جلدوں کا پشتارہ میرے پاس آجائے ۱۲۔

مرزا تفتہ کو کیا دوں اور کیا لکھوں مگر دعا دوں اور دعا لکھوں صاحب
اب ڈھیل نہ کرو کام میں تعجیل کرو مصرعہ

اے زفرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش

خدا کرے نثر کی تحریر انجام پا گئی ہو اور قصیدہ کے چھاپنے کی نوبت
آ گئی ہو قصیدہ کا نثر سے پہلے لگانا از راہ کرم وا عزاز ہے ورنہ نثر میں
صنعت اور نظم کا اور انداز ہے یہ اس کا دیباچہ کیوں ہو بلکہ صورت
ان دونوں کے اجماع کی یوں ہو کہ سررشتہ آمیزش توڑ دیا جاے
اور قصیدے کے اور دستنبو کے بیچ میں ایک ورق سادہ چھوڑ دیا
جائے ۱۲ - راے امید سنگھ کا اگر کوئی خط اندور سے آیا ہو
تو مجھکو بھی آگہی دو چاہو تمہیں ابتدا کرو اور ایک خط ان کو لکھو اور
اُس کا پرداز اِس بات پر رکھو کہ اب وہ کتابیں تیار ہونے کو آئی ہیں
آپ کی خدمت میں کہاں بھیجی جائیں اور کیا پتا لکھا جائے یہ خط جواب
طلب ہو جائیگا اور ان کو جواب لکھنا پڑیگا -

۹۳ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا
دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتیں کیا کرو ہجر میں وصال کے مزے

لیا کرو کیا تم نے مجھ سے بات کرنے کی قسم کھائی ہے اتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمہارے جی میں آئی برسوں ہوگئے کہ تمہارا خط نہیں آیا نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابوں کا بیورا بھجوایا ہاں مرزا تفتہ نے ہاترس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچ کتابوں کے آغاز کے ان کو دے آیا ہوں اور انہوں نے سیاہ قلم کی لوحوں کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوئے جو تم نے خبر دی ہے کہ دو کتابوں کی طلائی لوح مرتب ہوگئی ہے پھر اب ان دو کتابوں کی جلدیں بن جانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچ کتابوں کے تیار ہونے میں درنگ کس قدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسوں آیا تھا وہ لکھتے ہیں کہ "تمہاری چالیس کتابیں بعد منہائی لینے سات جلدوں کے اسی ہفتہ میں تمہارے پاس پہنچ جائیں گی" اب حضرت ارشاد کریں کہ یہ سات جلدیں کب آئیں گی ہر چند کاریگروں کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھوں کی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کرے ان تینتیس[۳۳] جلدوں کے ساتھ یا دو تین روز آگے پیچھے یہ سات جلدیں آپ کی عنایتی بھی آئیں تا خاص و عام کو جا بجا بھیجی جائیں میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہیں رہا ضیاء الدین خاں اور حسین مرزا جمع کر لیتے تھے جو میں نے کہا انہوں نے لکھ لیا ان دونوں کے گھر لٹ گئے ہزاروں

روپے کے کتاب خانے برباد ہوئے اب میں اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہوں کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری کہیں سے لکھوا لیا اُس نے وہ کاغذ جو مجھکو دکھایا یقین سمجھنا کہ مجھکو رونا آیا غزل تم کو بھیجتا ہوں اور صلہ میں اس کے اِس خط کا جواب چاہتا ہوں۔

غزل

درد منت کش دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو — اک تماشا ہوا گلہ نہ ہوا

رہزنی ہے کہ دلستانی ہے — لیکے دل دلستاں روانہ ہوا

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما — کام گر رک گیا روا نہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب — گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی — بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی — حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں

آج غالب غزل سرا نہ ہوا

۹۴ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب مطبع میں سے سادہ کتابیں یقین ہے کہ آج کل بھیجی جائیں اور پس و پیش سات جلدیں آپ کی منگوائی ہوئی بھی آئیں بالفعل ایک اور عقدہ سر رشتہ خیال میں پڑا ہے یعنی از روے اخبار مفید خلایق ذہن یوں لڑا ہے کہ اس ہفتہ میں جناب ادمنسٹن صاحب بہادر آگرہ آئیں گے اور وسادۂ لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائیں گے اس صورت میں اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر ان کی جگہ چیف سکرتر بن جائیں گے پھر دیکھیے کہ یہ محکمہ لفٹنٹ گورنری میں اپنا سکرتر کس کو بنائیں گے میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی غلام غوث خاں رہیں گے دیکھیے ہمارے منشی مولوی قمرالدین خاں کہاں رہیں گے بہرحال آپ سے یہ استدعا ہے کہ پہلے کتابوں کا حال لکھیے اور پھر جدا جدا جواب ہر سوال کا لکھیے جب تک ادمنسٹن صاحب بہادر چیف سکرتر تھے تو یہ خیال میں تھا کہ ان کی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنی دو کتابیں مع اپنے خط کے ان کے پاس بھیجوں گا اب حیران ہوں کہ کیا کروں آیا ان کی جگہ سکرتر کون ہوا اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوے تو انھوں نے سکرتر کس کو کیا میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا

اور گورنر جنرل کا میر منشی کون ہے جو آپ کو معلوم ہو وہ اور جو نہ معلوم ہو وہ دریافت کر کر لکھیے قمر الدین خاں کا حال ضرور میر منشی غلام غوث خاں کا حال پر ضرور لکھنا بھائی میرے سر کی قسم اِس خط کا جواب ضرور لکھنا اور مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھ سا کند ذہن اچھی طرح اُس کو سمجھ لے زیادہ کیا لکھوں۔

۹۵ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تھا گویا میرے حق میں روز عید تھا۔ چار گھڑی دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقت شام

بیت

سات جلدوں کا پارسل پہنچا　　واہ کیا خوب بر محل پہنچا

آدمی کو موافق اس کی تمنا کے آرزو بر آنی بہت محال ہے میری آرزو ایسی بر آئی کہ برتر از وہم و خیال ہے بنائی تو میرے تصور میں بھی نہیں گذرتا تھا میں تو صرف اسی قدر خیال کرتا تھا کہ جلدیں بندھی ہوئی دو کی لوحیں زریں اور پانچ کی لوحیں سیاہ قلم کی ہونگی واللہ اگر تصور میں بھی گذرتا ہو کہ کتابیں اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان میں رہو ائمہ اطہار علیہم السلام کی امان میں رہو میرا مقصود

یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اُن چار کے بن جائے نہ یہ کہ دو کتابوں کا سا رنگ دکھلائے اب میں حیران ہوں کہ آیا شمار ائمہ نے اُن بارہ روپے میں برکت دی یا کچھ تمہارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلوں کا محصول دو رجسٹریوں کا معمول تین کتابوں کی لوحیں طلائی یہ ساری بات اُس روپے میں کس طرح بن آئی اور کیونکر معلوم کروں کس سے پوچھوں خدا کرے تم تکلّف نہ کرو اور اس امر کے اظہار میں توقف نہ کرو حقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوئے آرام نہیں آتا جہاں محبتیں دینی اور روحانی ہوں وہاں تکلّف کام نہیں آتا زیادہ اس سے کہ شکر گزار ہوں اور شرمسار ہوں کیا لکھوں مصرعہ

چارہ خاموشیست چیزے راکہ از تحسیں گذشت

۹۶ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپ کا خط کل پہنچا آج جواب لکھتا ہوں داد دینا کتنا شتاب لکھتا ہوں مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے پہلے تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی خطوں میں تم کو غم و اندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے پس اگر کسی بے درد پر دل آیا ہے تو شکایت کی کیا گنجایش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب دوستاں درخورِ افزایش ہے

بقول غالب علیہ الرحمۃ **بیت**

کسی کو دیکے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو

نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر مُنہ میں زباں کیوں ہو

ہے ہے حسن مطلع یہ فقرہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے **مصرعہ**

ہوا تو دوست جس کا اُس کا دشمن آسماں کیوں ہو

افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے ۱۲- اور اگر خدا نخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بھائی ہمارے ہمدرد ہو ہم اِس بوجھ کو مردانہ اُٹھا رہے ہیں تم بھی اُٹھاؤ اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم **شعر** ولا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے سحر ہو گی - خبر ہو گی - اس زمین میں یعنی وہ شعر **شعر**

تمہارے واسطے دل سے مکاں کوئی نہیں بہتر

جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہو گی

کتنا خوب ہے اُردو کا کیا اچھا اسلوب ہے قصیدے کا مشتاق ہوا خدا کرے جلد چھپا پایا جائے تو ہمارے دیکھنے میں بھی آئے کیا کہیے بھ کہیے - یہ زمین ایک بار یہاں طرح ہوئی تھی مگر بحر اور ہی تھی غالب

اشعار

کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کہیے تمہیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے

رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے
سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالبؔ خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

اور وہ جو فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہے اس میں ایک میرا قطعہ ہے کہ وہ میں نے کلکتہ میں کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے انہوں نے ایک مجلس میں چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھ کر مجھ سے کہا کہ اس کی کچھ تشبیہات نظم کیجئے میں نے وہاں بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ کہہ کر ان کو دیا اور صلہ میں وہ ڈلی اُن سے لی اب سوچ رہا ہوں جو شعر یاد آتے جاتے ہیں لکھتا جاتا ہوں **قطعہ**

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے
خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے
اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے
خالِ مشکینِ رخِ دل کشِ لیلیٰ کہیے
حجر الاسود دیوارِ حرم کیجے فرض
نافہ آہوئے بیابانِ ختن کا کہیے

صومعہ میں اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز
میکدے میں اسے خشت خم صہبا کہیے
مسی آلودہ سر انگشت حسیناں لکھیے
سر پستان پریزادہ سے مانا کہیے

غرض کہ بیس بائیس پھبتیاں ہیں اشعار سب کب یاد آتے ہیں آخیر کی بیت یہ ہے

بیت

اپنے حضرت کے کف دست کو دل کیجے فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

لو حضرت آپ کے خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا درد دل سنو برخوردار منشی شیو نراین نے میرے دو خطوں کا جواب نہیں لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے تم اُن کو میری دعا کہیو اور کہیو کہ میاں میرا کام بند ہے اُس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہے تو جلد بھیجو اور اگر اُس کے بھیجنے میں دیر ہی ہو تو یہہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہے یا طلائی ۱۲۔

۹۷ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں مرزا تفتہ

خط جو آپ نے نقل کر کر بھیجدیا ہے میں نے منشی شیو نرائن کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہے اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت اُس سے پسند آیا کرے وہ خط میں لکھ دیا کرو خط مفت میں تمام ہو جایا کریگا اور تمہارے خط کے آنیکا نام ہو جایا کریگا اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اُس کا دیکھنا مشاہدہ اخبار پر موقوف رہا **مصرعہ**

برات عاشقاں بر شاخ آہو

واقعی جو اخبار آگرہ سے دلّی آتے ہیں وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہیں صاحب ہوش میں آؤ اور مجھکو بتاؤ کہ یہاں جو پارسیوں کی دوکانوں میں فرنچ اور شام پین کے درجن دھرے ہوئے ہیں یا ساہوکاروں کے اور جوہریوں کے گھر روپے اور جواہر سے بھرے ہوئے ہیں میں کہاں وہ شراب پینے جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اُٹھاؤنگا بس اب زیادہ باتیں نہ بنائیے اور وہ قصیدہ مجھکو بھجوائیے میں نے کتابیں جا بجا بسبیل پارسل ارسال کی ہیں اگرچہ پہنچنے کی خبر پائی ہے مگر نوید قبول ابھی کہیں سے نہیں آئی ہے **شعر**

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

دیکھنا بھائی اس غزل کا مطلع کیا ہے

غزل

جور سے باز آئیں پر باز آئیں کیا — کہتے ہیں ہم تجھکو مُنہ دکھلائیں کیا
موج خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے — آستان یار سے اُٹھ جائیں کیا
لاگ ہو تو اسکو ہم سمجھیں لگاؤ — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا
پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے — کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

غزل

غزل ناتمام

ہے بسکہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گذرتا ہے گماں اور
تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم جب اُٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اور
لوگوں کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور
ابرو سے ہے کیا اُس نگہ ناز کو پیوند
ہے تیر مقرر مگر اُس کی ہے کماں اور
یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل اُن کو جو نہ دے مجھکو زباں اور
ہر چند سبکدست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہیں سنگ گراں اور

پاسے تھیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور
مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اُڑ جاے
جلاّد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اور
ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھّے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے انداز بیاں اور
دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہے انگیٹھی رکھی ہوئی ہے
آگ تاپ رہا ہوں اور خط لکھ رہا ہوں یہ اشعار یاد آ گئے تم کو لکھ بھیجے
والسلام۔

۹۵ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا اصل خط تمہارا لفافہ میں لپیٹ کر مرزا تفتہ کو بھیجدیا تاکہ حال اُن کو مفصل معلوم ہو جائے بعد اس رپورٹ کے تم کو تہنیت دیتا ہوں پروردگار بہ تصدق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تم کو مبارک کرے اور منصبہاے خطیر اور مدارج عظیم کو پہنچاوے واقعی تم نے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلے تھے بات پیدا کی مگر اپنی مردی و مردانگی سے

دولت کا ہاتھ آنا مع نیک نامی اس سے بہتر کوئی بات نہیں اب یقین ہے
کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو ایسا کہ سال آیندہ تک چشم بد دور
صدر الصدور ہو جاؤ انشاء اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مغل نے تمہارا ذکر
مجھ سے کیا تھا اور وہ اشعار جو تم نے اُس کے حسن کے وصف میں
لکھے تھے تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے مجھکو دکھائے تھے اب ایک
یہ زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہیں انشاء اللہ
تعالیٰ وہ دن بھی آجائیگا کہ ہم تم باہم بیٹھیں اور باتیں کریں قلم بیکار
ہو جائے زبان بر سر گفتار آئے ۱۲- انشاء اللہ خاں کا بھی قصیدہ
میں نے دیکھا ہے تم نے بہت بڑھکر لکھا ہے اور اچھا سماں باندھا
ہے زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے معانی نازک مطالب کا بیان
دل نشین ہے زیادہ کیا لکھوں -

۹۵ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر

خود شکوہ دلیل رفع آزار بس است آید بزبان ہر آنچہ از دل برود

بندہ پرور فقیر شکوہ سے برا نہیں مانتا مگر شکوہ کے فن کو سوا میرے
کوئی نہیں جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے منہ نہ موڑے

اور معہذا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھکو آپ کا فرخ آباد جانا معلوم ہو گیا تھا اس واسطے آپ کو خط نہیں لکھا تھا کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اِس عرصہ میں کئی خط بھجوائے اور وہ اُلٹے پھر آئے اب شکوہ کا ہے کو کرتے ہیں اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہیں نہ جاتے وقت لکھا کہ میں کہاں جاتا ہوں نہ وہاں جا کر لکھا کہ میں کہاں رہتا ہوں کل آپ کا مہربانی نامہ آیا آج میں نے اُس کا جواب بھجوا دیا کہیے اپنے دعوی میں صادق ہوں یا نہیں بس دردمندوں کو زیادہ ستانا اچھا نہیں مرزا تفتہ سے آپ فقط ان کے خط نہ لکھنے کے سبب سرگراں ہیں میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ان دنوں میں وہ کہاں ہیں آج توکلت علی اللہ سکندرآباد خط بھیجتا ہوں دیکھوں کیا دیکھتا ہوں۔

بنام مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر

شرط اسلام بود ورزش ایماں بالغیب
اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان من ست

حلیۂ مبارک نظر افروز ہوا جانتے ہو کہ مرزا یوسف علی خاں عزیز نے جو کچھ

تم سے کہا اُس کا منشا کیا ہے کبھی میں نے بزم احباب میں کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہوں کہ وہ طرحدار آدمی ہیں اور بھائی تمہاری طرحداری کا ذکر میں نے مغل جان سے سنا تھا جس زمانے میں کہ وہ نواب حامد علی خاں کی نوکر تھی اور ان میں مجھ میں بے تکلفانہ ربط تھا تو اکثر مغل سے پہروں اختلاط ہوا کرتے تھے اُس نے تمہارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجھکو دکھائے ہیں بہر حال تمہارا حلیہ دیکھ کر تمہارے کشیدہ قامت ہونے پر مجھکو رشک نہ آیا کس واسطے کہ میرا قد بھی درازی میں انگشت نما ہے تمہارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا کس واسطے کہ جب میں جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تھا اور دیدہ ور لوگ اُس کی ستایش کیا کرتے تھے اب جو کبھی مجھ کو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے تو چھاتی پر سانپ سا پھر جاتا ہے ہاں مجھ کو رشک آیا اور میں نے خون جگر کھایا تو اس کلمہ پر کہ (ڈاڑھی خوب گھٹی ہوئی ہے) وہ مزے یاد آگئے کیا کہوں جی پر کیا گذری بقول شیخ علی حزیں شعر

تا دسترسم بود زدم چاک گریباں　　شرمندگی از خرقۂ پشمینہ ندارم

جب ڈاڑھی مونچھ میں سفید بال آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے گالوں پر نظر آنے لگے اس سے بڑھ کر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے ناچار مسی بھی چھوڑ دی اور ڈاڑھی بھی مگر یہ اور رکھیے کہ اس بھونڈے

شہر میں ایک عام وردی ہے ملّا حافظ۔ بساطی۔ نیچہ بند۔ دھوبی۔ سقہ۔ بھٹیارا۔ جولاہا۔ کنجڑا۔ مُنہ پر ڈاڑھی سر پر بال فقیر نے جس دن ڈاڑھی رکھی اُسی دن سر منڈایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہوں ۱۲۔ بندہ نے وستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریڈرک اولمنسٹن صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر غرب وشمال کی نذر بھیجی تھی سو اُنکا فارسی خط محررۂ دہم مارچ مشتمل بر تحسین وآفرین واظہار خوشنودی بطریق ڈاک آگیا پھر میں نے تہنیت میں لفٹننٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بھیجا اُس کی رسید میں نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بہ سبیل ڈاک مرقومۂ چہاردہم آگیا پھر ایک قصیدہ فارسی مدح اور تہنیت میں جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں بواسطۂ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اُن کا مُہری خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا پنشن کے باب میں ابھی کچھ حکم نہیں اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہیں دیر آید درست آید۔ اناج کھاتا ہی نہیں ہوں آدھ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو مل جاتی ہے **شعر**

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے ۔۔۔ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

اگر ہم فقیر سمجھے ہیں اور اِس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہنچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اب پہنچا وہیں گے۔

بنام مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

جناب مرزا صاحب آپ کا غم افزا نامہ پہنچا میں نے پڑھا یوسف علی خاں عزیز کو پڑھوا دیا انہوں نے جو میرے سامنے اُس مرحومہ کا اور آپ کا معاملہ بیان کیا یعنی اُس کی اطاعت اور تمہاری اُس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا میں فردوسی اور فقرا میں حسن بصری اور عشاق میں مجنوں یہ تین آدمی تین فن میں سر دفتر اور پیشوا ہیں شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہو جاوے فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھاوے عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنوں کی ہمطرحی نصیب ہوئے لیلیٰ اُس کے سامنے مری تھی تمہاری محبوبہ تمہارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھ کر ہوئے کہ لیلیٰ اپنے گھر میں اور تمہاری معشوقہ تمہارے گھر میں مری بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہیں جس پر مرتے ہیں اُس کو مار رکھتے ہیں میں بھی مغل بچہ ہوں عمر بھر میں ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو میں نے بھی مار رکھا ہے خدا اُن دونوں کو بخشے اور ہم تم دونوں کو بھی کہ زخم مرگ دوست کھائے ہوئے ہیں مغفرت کرے چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے باآنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا اس فن سے بیگانہ

بیگانۂ محض ہو گیا لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائیں یاد آتی ہیں اُس کا مرنا زندگی بھر نہ بھولونگا جانتا ہوں کہ تمہارے دل پر کیا گذرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامہ سازی عشق مجازی چھوڑو۔ بیت

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی — عشق محمدؐ بس ست و آل محمدؐ

اللہ بس ماسوا ہوس۔

۱۰۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب ہم کو یہ باتیں پسند نہیں پینسٹھ برس کی عمر ہے پچاس برس عالم رنگ و بو کی سیر کی ہے ابتداے شباب میں ایک مرشد کامل نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہم کو زہد و ورع منظور نہیں ہم مانع فسق و فجور نہیں پیو کھاؤ مزے اُڑاؤ مگر یہ یاد رہے کہ مصری کی مکھی بنو شہد کی مکھی نہ بنو سو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہے کسی کے مرنے کا وہ غم کرے جو آپ نہ مرے کیسی اشک فشانی کہاں کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجالاؤ غم نہ کھاؤ اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو تو چنا جان نہ سہی منا جان سہی میں جب بہشت کا تصوّر کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اگر مغفرت ہو گئی اور ایک قصر ملا اور ایک حور ملی اقامت جاودانی ہے اور اُسی ایک نیکبخت کے ساتھ زندگانی ہے اس تصوّر سے جی گھبراتا

ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے ہے ہے وہ حور اجیرن ہو جائیگی طبیعت کیوں
نہ گھبرائیگی وہی زمرّدین کاخ اور وہی طوبیٰ کی ایک شاخ چشم بددور
وہی ایک حور بھائی ہوش میں آؤ کہیں اور دل لگاؤ۔ بیت

زن نو کن اے دوست در ہر بہار — کہ تقویم پارینہ ناید بکار

مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدّس دیکھکر فکر سراپا پسند ہُوا بہر
جہت ناپسند اپنے نام کا خط مع اُن اشعار کے مرزا یوسف علی خاں
عزیز کے حوالہ کیا ۱۲۔ مکرمی نواب محمد علی خاں صاحب کی خدمت
میں سلام عرض کرتا ہوں پروردگار ان کو سلامت رکھے ۱۲۔ مولوی
عبدالوہاب صاحب کو میرا سلام دو ویکے مجھسے فارسی عبارت میں
خط لکھوایا میں منتظر رہا کہ آپ لکھنؤ جائیں گے وہ عبارت جناب
قبلہ وکعبہ کو دکھائیں گے ان کے مزاج اقدس کی خیر وعافیت مجھکو
رقم فرمائیں گے میں کیا جانوں کہ حضرت میرے وطن میں جلوہ افروز ہیں

مصرعہ: یار در خانہ وما گرد جہاں میگردیم

اب مجھے ان سے یہ استدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجھکو خط
لکھیں اور لکھنؤ نہ جانے کا سبب اور جناب قبلہ وکعبہ کا حال
جو کچھ حال معلوم ہو اس خط میں درج کریں۔

۱۳۰۔ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

صاحب میرے عہدۂ وکالت مبارک ہو موکلوں سے کام لیا کیجیے
پریوں کو تسخیر کیا کیجئے مثنوی پہنچی جھوٹ بولنا میرا شعار نہیں کیا خوب
بول چال ہے انداز اچھا بیان اچھا روزمرہ صاف جنتیوں کا استغنا
کیا کہوں کیا مزہ دے رہا ہے ؎

بلم صاحب پھسوڑے میں پھنسایا چھٹا بیگم نے بے حرمت کرایا

اس مثنوی نے اگلی مثنویوں کو تقویم پارینہ بنا دیا ۱۲۔ بیان بخشایش
ہم گنہگاروں تک کیوں پہنچے گا مگر ہاں اس راہ سے مصرعہ

کہ مستحق کرامت گناہگارانند

بخشش کا متوقع ہوں میں ابھی تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ وہ نسخہ
نظم ہے یا نثر ہے اور مضمون اس کا کیا ہے مرزا یوسف علی خاں آٹھ
دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی شہر میں مقیم ہیں ایک ہندو امیر
کے گھر پر مکتب کا سا طور کر لیا ہے میرے مسکن کے پاس ایک مکان
کرایہ کو لے لیا ہے اس میں رہتے ہیں اگر ان کو خط بھیجو تو میرے مکان
کا پتا لکھ دینا اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر
محلہ کا نام لکھنا ضرور نہیں شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام ہاں یا

عزیز کے خط پر میرے مکان کے قریب کا پتا ضرور ہے دور وز سے شعاع مہر کو دیکھ رہے ہیں اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے وہ تو اب ہر وقت نہیں تشریف رکھتے ہیں رات کو تو پھر چھ گھڑی کی نشست روز رہتی ہے ابھی یہیں سے اٹھکر مکتب کو گئے ہیں تم کو سلام کہتے ہیں اور شعاع مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہیں۔

۱۰۴۔ نواب انور الدولہ بہادر شفق کے نام

شعر

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خداوند نعمت آج دوشنبہ ۱۷ رمضان کی اور ۱۵ فروری کی ہے اس وقت کہ بارہ پر تین بجے ہیں عطوفت نامہ پہنچا ادھر پڑھا اُدھر جواب لکھا ڈاک کا وقت نہ رہا خط کو معنون کر رکھتا ہوں کل سہ شنبہ ۱۶ فروری کو ڈاک میں بھیجوا دونگا سال گذشتہ مجھپر سخت گذرا ۱۲ ۔ ۱۳ مہینے صاحب فراش رہا اُٹھنا دشوار تھا چلنا پھرنا کیسا نہ تپ نہ کھانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پانوں تک

بارہ پھوڑے ہر پھوڑا ایک زخم اور ہر زخم ایک غار ہر روز بے مبالغہ ۱۲
۱۳ پھائے اور پاؤ بھر مرہم درکار۔ نو دس مہینے بے خور و خواب
رہا ہوں اور شب و روز بیتاب راتیں یوں گذری ہیں کہ اگر کبھی
آنکھ لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہونگا کہ ایک آدھ پھوڑے میں ٹیس
اُٹھی جاگ اُٹھا تڑپا کیا پھر سو گیا پھر ہوشیار ہو گیا سال بھر میں
تین چھے دن یوں گذرے پھر تخفیف ہونے لگی دو تین مہینے میں لوٹ
پوٹ کر اچھا ہو گیا نئے سر سے روح قالب میں آئی اجل نے میری
سخت جانی کی قسم کھائی اب اگرچہ تندرست ہوں لیکن ناتوان
اور سست ہوں حواس کھو بیٹھا حافظہ کو رو بیٹھا اگر اُٹھتا ہوں تو اتنی
دیر میں اُٹھتا ہوں کہ جتنی دیر میں ایک قد آدم دیوار اُٹھے آپ کی پرسش
کے کیوں نہ قربان جاؤں کہ جب تک میرا مرنا نہ سنا میری خبر نہ لی میری
مرگ کے مخبر کی تقریر اور مثلہ میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ درصورت
مرگ نیم مردہ اور در حالت حیات نیم زندہ ہوں۔ شعر

در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن — اینکہ من نمیرم ہم ز ناتوانیہاست

اگر ان سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خاں بہادر میر منشی
لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کے پاس بھیج دیجئے تو ان کو خوش اور مجھکو
ممنون کیجئے گا۔

۱۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست جو غالب
کہلاتا ہے وہ کیا کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے
بند اور میں سادہ دل فتوح جدید کا آرزومند اُس پنشن کا احاطۂ پنجاب
کے حکام پر مدار ہے سو ان کا یہ شیوہ اور یہ شعار ہے کہ نہ روپے دیتے ہیں
نہ جواب نہ مہربانی کرتے ہیں نہ عتاب خیر اُس سے قطع نظر کی اب سنیے اودھر کی
۱۸۵۷ء سے بموجب تحریر وزیر عطیۂ شاہی کا امیدوار ہوں تقاضا
کرتے ہوئے شرماؤں اگر گنہگار رہوں گنہگار ٹھہرتا تو گولی یا پھانسی سے
مرتا اس بات پر کہ میں بے گناہ ہوں مقید اور مقتول نہ ہونے سے آپ
اپنا گواہ ہوں پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ میں جب کوئی کاغذ بھجوایا ہے بقلم
چیف سکرتر بہادر اس کا جواب پایا ہے اب کی بار دو کتابیں بھیجیں
ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہے نہ اُس کے قبول کی
اطلاع نہ اُس کے ارسال سے آگاہی ہے جناب ولیم میور صاحب
بہادر نے بھی عنایت نہ فرمائی اُن کی بھی کوئی تحریر مجھکو نہ آئی یہ سب
ایک طرف اب خبریں ہیں مختلف کہتے ہیں کہ چیف سکرتر بہادر
لفٹنٹ گورنر ہوئے یہ کوئی نہیں کہتا کہ ان کی جگہ کون سے صاحب

عالیشان چیف سکرتر ہوئے مشہور ہے کہ جناب ولیم میور صاحب بہادر صدر بورڈ میں تشریف لے گئے یہ کوئی نہیں بتاتا کہ لفٹنٹ گورنری کی سکرتری کا کام کس کو دیگئے آپ کا حال کوئی نہیں کہتا کہ آپ کہاں ہیں ہاں از روے قیاس جانتا ہوں کہ آپ اسی منصب اور اسی دفتر میں شاد و شادمان ہیں جو آپ لفٹنٹی کے سکرتر ہوے ہونگے ان سے علاقہ رہتا ہوگا میور صاحب بہادر سے کاہے کو ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونوں محکمے الہ آباد آگئے یا آئیں گے پھر حال آپ اب کیوں آگرہ کو جائیں گے نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی بھی خبر میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ ۲۰ جنوری کو گئے کوئی کہتا ہے فروری میں کوچ فرمائیں گے میں تو ادھر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہوں کہ حقیقت واقعی یہ کماحقہ اطلاع حاصل ہو تاکہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب نہ مجمل بلکہ مفصل نہ دیجیے بلکہ جلد مرحمت کیجیے گا تو گویا مجھکو مول لے لیجیے گا زیادہ اس سے کیا لکھوں۔

۱۰۶ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد یہ خط ہے یا کرامت ہے صاف صفاے ضمیر کشف

حجاب کی علامت ہے مدعا ضروری التحریر اور اندیشہ نشان مسکن و منگیر
اگر یہ خط نکل نہ آجاتا تو آج کیونکر لکھا جاتا سبحان اللہ جس دن یہاں مجھکو
وہ مطلب خطیر درپیش آیا ہے اُسی دن آپ نے وہاں خط لکھنے کو قلم
اُٹھایا ہے آپ کو عارف کامل کیونکر نہ کہوں اور کیا کہوں لی اگر لکھوں مدعا بیان
کرتا ہوں مگر یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ خط پہنچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سربستہ
آپ پر کھل جائیگا یعنی یکشنبہ ۲۸- نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک میں
دستنبو کا ایک مجلد اور ایک میں تین معایہ سبیل ڈاک روانہ کر چکا ہوں
خطوں کا چوتھے پانچویں دن اور پارسل کا چھٹویں ساتویں دن پہنچنا
خیال کر رہا ہوں پارسلوں کے عنوان پر خطوں کی معیت رقم کی ہے
اور خطوں کے سرنامے پر پارسلوں کے ارسال کی اطلاع دی ہے
تین کتاب والی پارسل اور ایک خط بجناب سکرٹر بہادر اول کا نام
نامی ہے اور ایک کتاب والی پارسل اور ایک خط بجناب چیف سکرٹر
بہادر دوم کا اسم سامی ہے آج پانچواں دن ہے خط اگر دونوں پہنچ گئے
ہوں تو کیا عجب ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ اگر نہ پہنچے ہوں تو بڑا عجب
ہے اگلے عرائض کے نہ پہنچنے میں کچھ شک نہیں جواب امر آخری دفتر
میں اُس کا پتا آجتک نہیں یارب کارپردازان ڈاک کو نہ بچائیں
اور میرے ان دونوں خطوں اور پارسلوں کو باحتیاط پہنچائیں

صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پائیں گے کہ وہ خط اور پارسل
پہنچ جائیں گے ابھی تو آپ سے مجھکو اُن کے نہ پہنچنے کا سوال ہے
اِس واسطے کہ جب تک آپ اطلاع نہ دینگے ان کے نہ پہنچنے کی بھی خبر مجھ تک
پہنچنی محال ہے بہر حال یہ نیاز نامہ جس دن پہنچے اُس کے دوسرے
دن جواب لکھیے جیسا میں نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھیے
آپ کے عنایت نامہ میں کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جس کا جواب لکھا جائے
یا اُس باب میں کچھ اور عرض کیا جائے لوہارو کی روانگی کا خط جب آئیگا
لوہارو کو بھیجدیا جائیگا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب منشی
اظہار حسین صاحب میں اور آپ میں اگر ربط بے تکلف ہو تو ان دونوں
صاحبوں کی خدمت میں میرا سلام نیاز پہنچانے میں نہ توقف ہو

مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک ۔۱۲

۱۰۷ۃ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ اس نامۂ مختصر نے وہ کیا جو پارۂ ابر کشت خشک سے کرے
یعنی خط اور پارسل کا پہنچ جانا ایسا نہیں کہ اُس کی خبر پاکر بخت کی
رسائی کا سپاس گزار نہ ہوں یہ تو حضرت کو لکھ چکا ہوں کہ دوسرا
پارسل اور خط معاً اس پارسل اور اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور

ہرگونہ توقع کا خیال اُسی پارسل پر ہے کس واسطے کہ اُس خط میں حاکم اعظم کے نام کی عرضی ملفوف ہے جانتا ہوں کہ محکمہ ایک ڈاک ایک دونوں پارسل اور دونوں لفافے ایک دن پہنچے ہونگے مگر دل نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ نہ مانوں گا جب تک کہ حضرت اُس سر رشتہ سے معلوم کر کر نہ لکھیں گے اب آپ جانیے اور یہ دل سوداز دہ میں اِس کی سپارش کرنے والا اور اُس کے مدعا کا گزارش کرنے والا کون ہاں اتنی بات ہے کہ آپ لکھ سکتے ہیں بلکہ یہ بھی آپ مجھپر حالی کر سکتے ہیں کہ نذر ولایت کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہیں میری جگر کاوی کی قدر دانی ہوئی یا نہیں پیشگاہ حکام سے موافق دستور قدیم کے خط کا امیدوار ہوں یا نہیں اپنے حسن طبع کا شکر گزار ہوں یا نہیں اِس خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیے گا مجھکو جلا لیجیے گا لوہارو کا خط ایک معتمد کے ہاتھ بھیجدیا گیا ۱۲-

بنام خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات عطوفت نامہ کے آنے سے آپ کا بھی شکر گزار ہوا اور اپنے بخت اور قسمت کو بھی آفرین کہی اور ڈاک کے کارپردازوں کا بھی احسان مانا بارے دونوں پارسل اور دونوں لفافے پہنچ گئے

شعر

تا نہال دوستی کے بر دہد　　حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

یہ کتاب جو مرسل الیہ کے مطالعہ میں ہے پھر بہ نسبت اُس دوسری کتاب کے قسمت کی اچھی ہے یعنی خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اگر کہیں کچھ پوچھنا ہوگا تو یقین ہے کہ آپ سے پوچھیں گے دوسری کتاب دیکھیے مجھکو کیا دکھائے جن کو اُس کے دیکھنے کا حکم ہوا ہے وہ اہل علم و فضل میں سے ہیں لیکن یہ طرز تحریر میں نہیں کہتا کہ یہ نادر ہے مگر بیگانہ و نا آشنا ہے خدا کرے وہ جو اُس کے سہر پر مامور ہیں ان اوراق کو بمشورت آپکے دیکھا کریں اور کہیں کہیں آپ سے پوچھ لیا کریں کیونکہ لکھوں نہیں لکھ سکتا تم سب کچھ جانتے ہو جہاں گنجایش پاؤگے جیسا مناسب جانوگے جو کچھ کرسکوگے وہ کروگے لوہارو کو خط بکمال احتیاط روانہ ہو گیا خاطر اقدس جمع رہے جواب طلب زیادہ حد ادب۔

۱۰۹۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی آج دوشنبہ ۳ جنوری ۱۸۵۹ء کی ہے پہر دن چڑھا ہوگا ابر گھر رہا ہے ترشح ہو رہا ہے ہوا سرد چل رہی ہے پینے کو کچھ میسر نہیں ناچار روٹی کھائی ہے

بیت

سفالینہ جام من از مے تہی　　　افقہا پر از ابر بہمن ہمی

غم زدہ و درد مند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا سر نامہ کو دیکھکر اس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھکر اس رو سے کہ حصول مدعا کے ذکر سے حاوی نہ تھا افسردگی حاصل ہوئی

شعر

پیغام خوش از دیار ما نیست　　　ما خانہ رمیدگان ظلمیم

اسی افسردگی میں جی چاہا کہ حضرت سے باتیں کروں باآنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سنیے کہ آپ کے دوست کو آپ کا خط پہنچ گیا مگر وہ دو بار مجھکو لکھ چکا ہے کہ میں جواب اس کا نشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک میں بھیج چکا ہوں جواب الجواب کا منتظر ہوں ۱۲ آپ جانتے ہیں کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے بس اب اس سے زیادہ یاس کیا ہو گی کہ بامید مرگ جیتا ہوں اس راہ سے کچھ مستغنی ہوتا چلا ہوں دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے ہر طرح گذر جائیگی جانتا ہوں کہ تم کو ہنسی آے گی کہ یہ کیا بکتا ہے مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے چاہے الہام سمجھیے چاہے اوہام سمجھیے بیس تیس برس سے یہ قطعہ لکھ رکھا ہے :-

قطعہ

من کہ باشم کہ جاودان باشم | چون نظیری نماند و طالب مرد
در بگویند در کدامین سال | مرد غالب بگو کہ غالب مرد

۱۲۷۷

اب بارہ سو پچھتر ہیں اور غالب مرد کے بارہ سو ستہتر ہیں اس عرصہ میں جو کچھ مسرت پہنچتی ہو پہنچ لے ورنہ پھر ہم کہاں ۱۲-

منشی خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات قطعہ میں جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بہ سبیل دعا ہے مگر ہاں یہ کشف یقینی ہے اور مخدوم کی روشن دلی اور دور بینی ہے کہ جو سوالات میں نے ۳۰- جنوری کو کیے ان کے جواب تم نے ۲-۷ کو لکھ کر بھیجے ہیے کیونکر نہ کہوں کہ روشن ضمیر ہو اگرچہ جوان ہو مگر میرے پیر ہو خلاصۂ تقریر یہ کہ تیسویں کو آخر روز میں نے خط ڈاک میں بھجوایا اور اکتیسویں کو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑھے تمہارا خط لایا سوالات میں ایک سوال کا جواب باقی رہا ہے یعنی جناب اوسلشٹن صاحب بہادر کی جگہ چیف سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا یہ دل میں پیچ و تاب باقی رہا کتاب کے باب میں جو کچھ لکھا ہے واقعی کہ یہ درست اور بجا ہے جو کچھ واقع ہو اس کو مفید مطلب فرض

کروں لیکن اگر اجازت پاؤں تو اسی باب میں یہ عرض کروں کہ پیشگاہ
گورنمنٹ میں بتوسط چیف سکرتر بہادر سابق اور لفٹنٹ گورنر بہادر
حال دو مجلد پیش کی ہیں ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کے واسطے
یہ سوال کہ میری عزت بڑھائی جاوے اور یہ مجلد حضور حضرت
شاہنشاہی میں بھجوائی جاوے اچھا نذر گورنمنٹ میں تو مولوی
اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے نذر سلطانی کے ارسال عدم
ارسال میں کیا دار و مدار ہے دو نسخے جو اُن دونوں صاحبوں کے
پیشکش مقرر ہوے اُن میں سے ایک صدر بورڈ کے حاکم اور
لفٹنٹ گورنر ہوئے رد و قبول و نفرین و آفرین کچھ بھی نہیں قیاس
جو چاہوں سو کروں یقین کچھ بھی نہیں ۱۷۔ دسمبر ۱۸۵۵ء کا لکھا ہوا
حکم وزیر اعظم کا ولایت کی ڈاک میں مجھکو آیا ہے کہ اُس قصیدہ کے
صلہ و جائزہ کے واسطے کہ جو بتوسط لارڈ الن برا سائل نے بھجوایا
ہے خطاب و خلعت و پنشن کی تجویز ضرور ہے جو حکم صادر ہوگا سائل
کو بتوسط گورنمنٹ اُس کی اطلاع دینی ضرور ہے یہ حکم مورخہ ۱۷
دسمبر ۱۸۵۶ء آخر جنوری ۱۸۵۶ء میں میں نے پایا فروری مارچ
اپریل مئی خوشی اور توقع میں گذری مئی ۱۸۵۶ء میں فلک نے یہ
فتنہ اُٹھایا اب اس کتاب اور دوسرے قصیدے کی جا بجا نذر کرنے

یہ سبب ہے کہ سائل محکمہ ولایت کو یاد وہی کرتا اور گورنمنٹ سے تحسین طلب ہے جب یہاں سے نوید تحسین نہیں تو ولایت کو نذر کے ارسال کا بھی یقین نہیں تحسین و آفرین سے گزرا نذر کے ولایت جانے کا یقین کیونکر حاصل ہو جہاں یہ تفرقہ اور بے اتفاقی اور یہ دشواری اور یہ مشکل ہو جی میں آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک عریضہ جدا لکھوں پھر یہ سوچتا ہوں کہ انگریزی لکھواؤں فارسی لکھوں اور دونوں صورت میں کیا لکھوں کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آج کا خط یقین ہے یہ دونوں معاً ایک وقت میں پہنچیں وہ تو جواب طلب نہیں اس کا جواب لکھیے اور بہت شتاب لکھیے ۱۲

۱۱۱۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی ایک شعر استاد کا مدت سے تحویل حافظہ چلا آتا ہے

شعر

ظالم تو میری سادہ دلی پہ تو رحم کر
روٹھا تھا تجھ سے آپ ہی اور آپ من گیا

میں نے ازراہ تصرف اس شعر کی صورت بدل ڈالی :-

شعر

ان دلفریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے
روٹھا جو بے گناہ تو بے عذر من گیا

تم اخوان الصفا میں سے ہو تمہاری آزردگی اوروں کی مہربانی سے خوشتر ہے ہاں حضرت کہیے ممتاز علی خاں کی سعی بھی مشکور ہوگی وہ مجموعۂ اُردو چھپا یا چھپا ہی رہیگا احباب اُس کے طالب ہیں بلکہ بعض نے طلب کو بسر حد تقاضا پہنچا دیا ہے میرا حال سنیے لارڈ کیننگ صاحب نے بعد فتح دہلی میرا قصیدہ مجھکو واپس بھیجدیا صاحب سکرٹر نے مجھسے کہہ دیا کہ تم ایام غدر میں بادشاہ باغی کے مصاحب رہے اب گورنمنٹ کو تم سے راہ و رسم آمیزش منظور نہیں ناچار چپ ہو رہا بے حیا ہوں لارڈ ایلجن صاحب بہادر کے وقت میں پھر موافق معمول قصیدہ شملہ کے مقامات پر بھیجدیا خلاف تصور بحسب دستور قدیم چیف سکرٹر بہادر کا خط آ گیا وہی افشانی کاغذ وہی القاب وہی تحسین کلام وہی اظہار خوشنودی اب جو یہ امیر کبیر والیسرائے قلمرو ہند ہوئے ہیں خدمت میں تہنیت بجا لایا ۱۳- فروری ۱۸۶۴ع حال کو قصیدہ مع عرضداشت ارسال کیا آجتک کہ ۷- مارچ کی ہے جواب نہیں پایا باوجودیکہ سوالِ معرفت

رسم قدیم کا عمل میں نہ آنا خاطر آشوب کیوں نہ ہو مصرعہ
بیدل نیم ہنوز بہ بینم چہ میشود

۱۱۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر ہیں کلکتہ میں مولوی عبد الغفور خاں ان کا نام اور نساخ ان کا تخلص ہے میری ان کی ملاقات نہیں انھوں نے اپنا دیوان چھاپے کا موسوم بہ دفتر بے مثال مجھکو بھیجا اُسکی رسید میں یہ خط میں نے اُن کو لکھا چونکہ یہ خط مجموعۂ نثر اُردو کے لائق ہے آپ کے پاس ارسال کرتا ہوں اور ہاں حضرت وہ مجموعہ چھپے گا بالفتح یا چھپے گا بالضم چھپ چکا ہو تو حق التصنیف کی جتنی جلدیں منشی ممتاز علی خاں صاحب کی ہمت اقتضا کرے فقیر کو بھیجیے والسلام ۱۲

۱۱۳ مولوی عبد الغفور خاں نساخ کے نام

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم بہ اسد اللہ اور متخلص بہ غالب ہے بکرمت حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بے مثال کو عطیۂ کبری اور موہبت عظمی سمجھ کر یاد آوری کا احسان مانا پہلے اس قدر افزائی کا شکر کرتا ہوں کہ حضرت نے اس

ہیچمیرز ہیچمدان کو قابل خطاب و لائق عطاے کتاب جانا میں دروغ گو
نہیں خوشامد میری خو نہیں دیوان فیض عنوان اسم بامسمے ہے دفتر
بے مثال اس کا نام بجا ہے الفاظ متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش
دل پسند ہم فقیر لوگ اعلان کلمۃ الحق میں بیباک و گستاخ ہیں شیخ
امام بخش طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روشوں کے ناسخ تھے
آپ اُن سے بڑھ کر بصیغۂ مبالغہ بے مبالغہ نساخ ہیں تم دانائے رموز
اُردو زبان ہو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان ہو خاکسار نے ابتدائے
سن تمیز میں اُردو زبان میں سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر میں بادشاہ
دہلی کا نوکر ہو چند روز اُسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم و نثر فارسی
کا عاشق اور مائل ہوں ہندوستان میں رہتا ہوں مگر تیغ اصفہانی
کا گھائل ہوں جہانتک زور چل سکا فارسی زبان میں بہت کچھ بکا
اب نہ فارسی کی فکر نہ اُردو کا ذکر نہ دنیا میں توقع نہ عقبیٰ کی امید
میں ہوں اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ لغت کی
تشبیب میں کہتا ہوں

شعر

چشم کشودہ اند بہ کردار ہاے من زانید و ناامیدم و از رفتہ شرمسار

ایک کم ستر برس دنیا میں رہا اب اور کہانتک رہونگا ایک اردو کا دیوان
ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا

تین رسالہ نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہو گئے اب اور کیا کہونگا مدح کا صلہ نہ ملا غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی میں ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ

شعر

لب از گفتن چناں بستم کہ گوئی دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد

سچ تو یوں ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم میں وہ زور نہ رہا طبیعت میں وہ مزہ سر میں وہ شور نہ رہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہ گیا ہے اس سبب سے فن کلام میں گفتگو کر لیتا ہوں جو اس کا بھی بقیہ اس قدر ہے کہ معرض گفتار میں مطابق سوال جواب دیتا ہوں روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہاں کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو ابدا کے بادی اور مجھکو ارسال نامہ کی سبیل کے بادی ہوے ہیں جب تک میں جیتا رہوں نامہ و پیام سے شاد اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیے گا والسلام بالوف الاحترام

بنام ظہیر الدین کی طرف سے اُن کے چچا کے نام

جناب فیض مآب چچا صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان کے حضور میں کورنش و تسلیم پہنچاتا ہوں اور سو ہزار زبان سے اس توپ سے

مرحمت فرمانے کا شکر بجالاتا ہوں سبحان اللہ کیا توپ ہے جس کی آواز
سے رعد کا دم بند اور رنجک کے رشک سے بجلی کو رنج گولہ اُس کا خدا
کا قہر دھواں اُس کا دریائے آتش کی لہر استغفر اللہ کیا باتیں کرتا ہوں
جھوٹ سے دفتر بھرتا ہوں کیسی رنجک کیسا دھواں کیسا گولہ کیسا
چھرہ کیسا اگر آپ یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوارض کے صرف اُسکی
آواز سے رستم کا زہرہ آب ہو جائے بارود ہو تو رنجک اُڑے آگ
دکھائیں تو دھواں ہو گولہ چھرہ کچھ اس میں بھرئیں تو ظاہر ہیں
کہیں نشان ہو صرف آواز پر مدار ہے نئی ترکیب اور نیا کاروبار
ہے ایک آواز اور اُس میں یہ اعجاز کہ دوست کو فتح کے شکست کی
صدا سنائے دشمن سُنے تو ہیبت سے اُس کا کلیجا پھٹ جائے آواز
کا صدمہ اگرچہ صدائے صور سے دونا ہے مگر ہمیں یہی کہتے بن آتی
ہے کہ صور کا نمونہ ہے کیا خدا کی قدرت ہے دیکھو تو یہ کیسی ندرت
ہے توپ کا گولہ توپ ہی میں رہ جائے اور جو قلعہ اوپر آئے وہ ڈھے
جائے دانا آدمی زنجیری گولہ اُس کو کہتا ہے کہ توپ میں سے نکل کر
پھر وہیں اُلجھ رہتا ہے اچھے میرے چچا جان یہ توپ کس نے بنائی
ہے اور تمہارے ہاتھ کہاں سے آئی ہے جو دیکھتا ہے وہ حیران ہوتا ہے
اب شہر میں ہر جگہ اسی کا بیان ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ آپ کو ہمارے

سر پر سلامت رکھے اور ہمیشہ بدولت و اقبال و عز و کرامت رکھے۔

۱۱۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بندہ پرور اگر ایک بندۂ قدیم کہ عمر بھر فرمان پذیر رہا ہو بڑھاپے
میں ایک حکم بجا نہ لاوے تو مجرم نہیں ہو جاتا مجموعۂ نثر اردو کا
انطباع اگر میرے لکھے ہوئے دیباچہ پر موقوف ہے تو اُس مجموعہ
کا چھپ جانا بالفتح میں نہیں چاہتا بلکہ چھپ جانا بالضم چاہتا
ہوں سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **بیت**

رسم ست کہ مالکان تحریر　　　آزاد کنند بندۂ پیر

آپ بھی اسی گروہ یعنی مالکان تحریر میں سے ہیں پھر اِس شعر پر عمل کیوں
نہیں کرتے حضرت وہ شعر بنگالی زبان کا جو سنہ ۱۸۲۹ء میں ضیافت
طبع احباب کے واسطے کلکتہ سے ارمغاں لایا ہوں صحیح یوں ہے ع
تم کہے تھے رات میں آئیں گے سو نہیں آئے مہ قبلہ بندہ رات بھر اس غم سے کچھ کھائے نہیں
والسلام بالوف الاحترام ۱۲۔

۱۱۶۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میرا ایک شعر ہے **شعر**

خود پیش خود کفیل گرفتاری من ست
ہر دم بہ پرسش دل مایوس میرسد

یہ معاملہ میرا اور آپ کا ہے خارج سے مسموع ہوا کہ میں نے جو اغلاط
برہان قاطع کے نکال کر ایک نسخہ موسوم بہ قاطع برہان لکھا ہے اور
ایک مجلد اُس کا آپ کو بھی بھیجا ہے آپ اُس کی تردید میں کوئی
رسالہ لکھ رہے ہیں اگرچہ باور نہیں آیا لیکن عجب آیا ایک مولوی
نجف علی صاحب ہیں باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی میں اُنکا
نظیر نہیں وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اہل دہلی میں سے میرے
کلام کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان
انہوں نے اس کی توہین اور مسودے کی تفضیح میں دو جزو کا ایک
نسخہ مختصر لکھا ہے اور ایک طالبعلم مسمے بہ عبدالکریم نے سعادت علی
مؤلف محرق قاطع سے سوالات کیے ہیں اور ایک محضر اُسنے بفتوی
علمائے شہر مرتب کیا ہے ایک میرے دوست نے بصرف زر اُسکو
چھپوایا ہے ایک نسخہ اُس کا آج اسی خط کے ساتھ بہ سبیل پارسل
ارسال کیا ہے اس شہر میں ایک میلہ ہوتا ہے پھول والوں کا میلہ
کہلاتا ہے بھادوں کے مہینے میں ہوا کرتا ہے امرائے شہر سے لے کر
اہل حرفہ تک قطب صاحب جاتے ہیں دو تین ہفتہ تک وہیں رہتے ہیں

مسلمین و ہنود دونوں فرقے شہر میں دکانیں بند پڑی رہتی ہیں بھائی ضیاء الدین خاں اور شہاب الدین خاں اور میرے دونوں لڑکے سب قطب گئے ہوئے ہیں اب دیوان خانے میں ایک میں ہوں اور ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمتگار بھائی صاحب جب وہاں سے آئیں گے تو مقرر آپ کو خط لکھیں گے بڑے پہاڑ سے اُترے چھوٹے پہاڑ پر چڑھ گئے عدم تحریر کی وجہ یہ ہے ۱۲۔

۷ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

میں سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہوں یعنی سبق شوق مکرر نہ ہوا تھا پیر و مرشد خفا نہیں ہوا کرتے یوں سُنا ہے مجھے یا ورنہ آپ کا پہاں تو میں مورد عتاب نہیں ہو سکتا جھگڑا استعجاب پر ہے محل استعجاب وہ ہے کہ آپ کا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میرے شاگرد ہیں اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہے ہیں اولیا کا یہ حال ہے وائے بر حال ہم اشقیا کے یہ حکایت ہے شکایت نہیں ہے میں دنیا داری کے لباس میں فقیری کر رہا ہوں لیکن فقیر آزاد ہوں نہ شیاد کیا و ستر برس کی عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہوں ستر ہزار آدمی نظر سے گذرے ہونگے زمرہ خواص میں سے عوام کا شمار نہیں

دو مخلص صادق الولا ء دیکھیے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوسرا المنشی غلام غوث سلمہ اللہ العلی العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہیں رکھتا تھا اور خلوص اخلاص اُس کا خاص میرے ساتھ تھا اللہ اللہ دوسرا دوست خیر خواہ خلق حسن وجمال چشم بد دور کمال مہر و وفا صدق وصفا نور علیٰ نور میں آدمی نہیں ہوں آدم شناس ہوں

شعر

نگہم نقب ہمی زد بہ نہانخانۂ دل مژدہ باد اہلِ ریا را کہ ز میدان رفتم

غایت مہر و محبت جس کے ملنے کا تم کو مالک سمجھتا ہوں وہ بہ نسبت اپنے اس قدر یقین کرتا ہوں کہ پہلے آدمیوں کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھا ہوا تھا ایک کو میں رو لیا اب اللہ آمین کا ایک دوست رہ گیا دعائیں مانگتا ہوں کہ خدایا اُس کا داغ نہ مجھے دکھائیو اُس کے سامنے مروں میاں تمہارا عاشق صادق ہوں بھائی ابھی قطب سے نہیں آئے دافع ہذیان کی دو مجلد اور بھیجدونگا - ۱۲

۱۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میں نہیں جانتا کہ ان روزوں میں بقول ہندی اختر شناسوں کے کون سی کوئی گرہ آئی ہوئی ہے کہ ہر طرف سے رنج و

زحمت کا ہجوم ہے مولوی صاحب سے میری ایک ملاقات ہوئی تھی جب
وہ دلی آئے تھے اور میر خیراتی کے گھر میں اترے تھے شرفا میں تعارف
بنائے محبت اور مودت ہے چہ جائے آنکہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ
واقع ہوا ہو روز ملاقات سے اس دن تک کہ حضرت دکن کو روانہ
ہوں کوئی امر ایسا باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہیں آیا اور میرے
اس قول کے اس راہ سے کہ مولوی صاحب آپ کے ہم نشین و
ہمدم تھے اور مجھ میں آپ میں پیوند ولائے روحانی متحقق ہے آپ بھی
گواہ ہو سکتے ہیں اگر خدانخواستہ مجھ میں ان میں رنج پیدا ہوتا تو آپ
بہت جلد اصلاح بین الذاتین کی طرف متوجہ ہوتے اب سنیے حال
منشی حبیب اللہ کا میں نے ان کو دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں تین چار
برس ہوئے کہ ناگاہ ایک خط حیدرآباد سے آیا اس میں دو غزلیں خط کا
مضمون یہ کہ میں مختار الملک کے دفتر میں نوکر ہوں آپ کا تلمذ اختیار
کرتا ہوں ان دونوں غزلوں کو اصلاح دیجیے اس امر کے وہ باور
نہیں بریلی اور لکھنؤ اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات
نظم و نثر فارسی و ہندی بھیجتے رہتے ہیں میں خدمت بجا لاتا ہوں
اور وہ صاحب میری حک و اصلاح کو مانتے ہیں کلام کا حسن و قبح
میری نظر میں رہتا ہے اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر میں معلوم

ہو جاتا ہے عادات و عقدیات عدم ملاقات ظاہری کے سبب ہیں
کیا جانوں آدم بر سر مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے اشعار آتے رہے
اور میں اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد وارد ہوئے مولوی صاحب کے
ایک غزل اُن کی آئی اور اُنھوں نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید
اکبر آبادی کی غزل پر یہ غزل لکھکر بھیجتا ہوں میں نے حسب معمول
غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبر آباد کے نہیں
لکھنؤ اور الہ آباد کے ہیں اس کلمہ سے زیادہ کوئی بات میں نے نہیں
لکھی اس میں سے توہین کے معنی مستنبط ہوں تو میں ان کا مستہن سہی
اب میں نہیں جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور
مولوی صاحب نے آپ کو کیا لکھا۔ ۱۲

۱۱۹۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کل خط آیا آج جواب لکھتا ہوں پہلے آپ کا ایک فقرہ لکھ کر
اتنا ہنسوں کہ پیٹ میں بل پڑ جائیں اور آنکھ سے آنسو نکل آئیں فقرہ
بڑھاپے میں کیا چاہیئے کہاں کی حرارت مزاج میں آ گئی ہے فقط
کیوں صاحب تم نے بڈھوں میں اپنا نام لکھوایا تو مجھکو لازم ہے
میں اپنے کو اموات میں گنوں تمہاری عمر میرے نزدیک پچاس سے

متجاوز نہ ہوگی اگر تجاوز کیا ہوگا تو دو تین برس سے وہ تجاوز زیادہ نہ ہوگا بھائی ضیاء الدین خاں اور تم ہم عمر ہو وہ کچھ کم پچاس تم کچھ اوپر پچاس ابھی تم دونوں صاحبوں کو ایک سو بیس برس میں سے ستر برس یا کچھ کم ستر برس باقی ہیں ۱۲۔ بنا بہ آب رسیدن لازمی اور بنا بہ آب رساندن متعدی باجماع جمہور اضداد میں سے ہے ہم بمعنی استحکام و ہم بمعنی انہدام درصورت استحکام نیو کا گھر کھودنا ملحوظ ہے اور درصورت انہدام لطمۂ امواج سیلاب مدنظر ہے آپ کے لکھے ہوئے دونوں شعر مقید معنی خرابی ہیں صا مصرعہ

بناے عمر مسیح و خضر بآب رسید

یعنی ویران ہوگئی ڈھے گئی حال آنکہ یقیناً وہ جاودانی تھی مصرعہ

ہنوز تشنۂ خونست تیغ مژگانش

باآنکہ تیغ مژہ سے دو زندہ جاوید کو مارا ابھی تک تشنۂ خون ہے تشنہ بمعنی مشتاق اور خون بمعنی قتل اور بناے عمر بآب رسیدن استعارہ اہلاک

شعر

ہزار میکدہ را محتسب بآب رساند | بناے صومعۂ شیخ ہمچنان برپاست

بناے میکدہ غلط ہزار میکدہ صحیح ہے کلیم کے دیوان میں موجود یعنی محتسب نے ہزار میکدہ ڈھا دیئے دریا برد کر دیئے صومعۂ

ارزق و دریا اینک معمور اور موجود ہے بمعنے استحکام نعمت خان عالی کہتا ہے

شعر

نیست گر محکم رسد بنیاد دنیا تا بآب چون حباب این خانہ بے بنیاد میدانیم ما

صائب کہتا ہے

شعر

چگونہ شمع تجلی زرشک نگدازد رخ تو خانہ آئینہ را بآب رساند

یہ قول موقوف ۱۲ - غالب کہتا ہے کہ اساتذہ کے کلام کے مشاہدہ میں اگر توغل رہے تو ہزار ہا بات نئی معلوم ہوتی ہے میں نے سات شعر امیر خسرو کی غزل پر لکھ کر ایک مطرب کو دیے وہ مجلسوں میں گانے لگا اکبرآباد و لکھنؤ تک مشہور ہوئے وہ غزل جس کا مطلع یہ ہے

مطلع

از جسم بجان نقاب تا کے این گنج درین خراب تا کے

ایک صاحب آگرہ میں اور ایک صاحب لکھنؤ میں معترض ہوئے کہ گنج در خرابہ باید نہ در خراب ہرچند کہا کہ خرابہ ہ مزید علیہ اور اصل لغت خراب عربی الاصل بمعنے ویران و ویرانہ ہے جس کی ہندی اوجڑ معترض مصر رہا صائب کے دیوان میں سے یہ مطلع نکلا

مطلع

بہ فکر دل نہ فتادی بہ ہیچ باب دریغ
بہ گنج راہ نبردی درین خراب دریغ

نمبر ۱۲ نواب مصطفیٰ خاں بہادر شیفتہ کے نام

جناب بھائی صاحب و قبلہ یقین ہے کہ آپ مع الخیر اپنی دارالریاست میں پہنچ گئے ہوں اور جمعیت خاطر روزہ رکھتے ہوں سوا پان کے اور خیال مولوی الطاف حسین کے فراق کے سوا کوئی وجہ ملال نہ ہو خدا کرے تم کو یاد آجائے کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا مزید علیہ مسلم نہیں جانتے تھے سکندر نامہ میں دیکھا

بیت

بسے در شگفتی نمودن طواف
عنان سخن را کشد در گزاف

صہبائی شفق صبح کو غلط اور اس رنگ کو مخصوص بشام جانتا تھا محمد سعید اشرف ماژندرانی کے کلام میں نظر پڑا **مصرعہ**

ہمچو صبح شفق آلودہ رخش سرخ و سفید

اب جو فقیر کا یہ مطلع مشہور ہوا **شعر**

از جسم بجان نقاب تا کے
این گنج درین خراب تا کے

حضرات کو اس میں تامل ہے خرابہ کی جگہ خراب کو نہیں مانتے آیا یہ نہیں جانتے کہ لغت عربی اصل خراب اور خرابہ مزید علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ مزید علیہ موج لغت عربی اصل اور موجہ مزید علیہ ہے مزید علیہ جائز اور لغت اصلی ناجائز کیوں ہو یہ ایک مصرعہ قدما میں سے

کسی کا ہے مگر پیش مصرعہ مجھے یاد نہیں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کس کا ہے

مصرعہ چوں مہر در کسوف و چون گنج در خراب

میں جو کہتا ہوں کہ اس کو نہ مانو اس راہ سے کہ میں قائل کا نام نہیں
بتا سکتا یہ مطلع مرزا محمد علی صائب علیہ الرحمۃ کا ہے اور اُس کے دیوان
میں موجود ہے

شعر

بہ فکر دل نہ فتادی بہیچ باب دریغ — بگنج رہ نبردی درین خراب دریغ

گنج و خراب گنج و خرابہ گنج و ویران گنج و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہے
اِس بات میں متردد ہونا محض عدم اعتنا ہے والسلام صبح سہ شنبہ
دہم ماہ صیام سال غافر پئے اہل اسلام ۱۲

(۱۲۱) خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ آج تیسرا دن ہے کہ میں بنا بہ آب رسیدن و بآب رساندن
کی حقیقت باستناد اشعار اساتذہ لکھ کر بسبیل ڈاک بھیج چکا ہوں آج
اس وقت بھائی ضیاء الدین خاں صاحب آئے اور اس امر خاص میں
کلام کے بادی ہوئے میری تقریر سُنکر کہنے لگے کہ آب در بنا رسیدن
و آب در بنا رساندن کے باب میں متردد ہیں کہ آیا یہ ترکیب جائز ہے یا
نہیں اب میں متنبہ ہوا کہ واقعی جو میں نے لکھا وہ سوال دیگر جواب دیگر

تھا ستر برس کا پیر جرح اس معترض تالف اگرچہ سوال کو غلط سمجھا
لیکن جواب غلط نہیں لکھا رسیدن بنا بآب ہم بمعنے استحکام بنا وہم بمعنے
انہدام بنا درست فقط اب آب ور بنا رسیدن و رساندن کی کیفیت
سنئے فقیر نے اساتذہ کے کلام میں کہیں یہ ترکیب نہیں دیکھی پس میں
اس کی صحت اور غلطی میں کلام نہیں کرسکتا جانب غلطی میرے نزدیک
راجح ہے آپ جب تک کلام اہل زبان میں نہ دیکھ لیں اس کو جائز
نہ جانیے گا مگر کلام سعدی و نظامی و حزین اور ان کے امثال و نظا
کا معتمد علیہ ہے نہ آرزو اور واقف اور قتیل وغیرہم کا میرا ایک مطلع ہے

شعر

از جسم بجان نقاب تا کے   این گنج درین خراب تا کے

ایک گروہ معارض ہوا کہ گنج کو خرابہ کہو نہ خراب میں متحیر کہ یا رب کس سے
کہوں خرابہ مزید علیہ خراب ہے مثل ویران وویرانہ وموج وموجہ الحاق
ہائے ہوز سے لغت دوسرا نہیں پیدا ہوا بارے صائب کے دیوان
میں ایک مطلع نظر آیا

بیت

بفکر دل نہ فتادی بہیچ باب دریغ   بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ

یہ مطلع لکھ کر معترض صاحبوں کو بھیجا کہ غالب کو در دسر نہ دیجیے جو
پوچھنا ہو وہ صائب سے پوچھ لیجئے عارف علی شاہ خنر اسانی نے

اِسی مطلع پر

شعر

از جسم بجان نقاب تا کے — این گنج درین خراب تا کے

تین اعتراض کیے تھے پہلا نقاب کے ساتھ عارض و رخ کا ذکر بھی ضرور تھا وہ نہیں ہے دوسرا گنج تو ویرانے ہی میں ہوتا ہے پھر اس پر تاسف کیا جو کہتے ہیں تا کے تیسرا ویرانہ کو خرابہ کہتے ہیں نہ خراب اور ان اعتراضوں کے بعد انہوں نے دخل کیا تھا ہ

از جسم بجان حجاب تا کے — گل بر رخ آفتاب تا کے

خراب اور خرابہ کا جواب تو صاحب مطلع اوپر کے خطوں میں لکھ چکے یہ خط بقیہ اعتراضوں کے جواب اور دخل کے بیجا ہونے کے اظہار میں ہے۔

۱۲۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ دیکھیے ہم عارف ہیں ورود نامہ سے پہلے جواب نامہ لکھتے ہیں دن بھول گیا ہوں غالب ہے آج تیسرا دن ہو صبح کو میں نے آپ در بنارسیدن کی بحث میں خلاصۂ تحقیق لکھکر ارسال کیا اُسی دن شام کو آپ کا خط آیا بقیۂ جواب اب لکھتا ہوں نقاب اُس شعر میں بمعنے حائل ہے حول کو وجہ و رخ کی خصوصیت نہیں دو چیزوں کے

بیچ میں جو شے آجائے بلکہ اُس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جو چیز ایک
چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے اُس شئے نامرئی کی رخ کا رخ
بمناسب نقاب مقدر ہے اور یہ تقدیر جائز اور بلیغ ہے حجاب کا
یہاں اوپری یعنی بے محل اور ناملائم ہونا بالشرط عقل سلیم و طبع
لطیف ظاہر ہے گلِ خاک باآب آمیختہ کو کہتے ہیں وہ رخ آفتاب
تک کہاں پہنچے یاں گرد و غبار میں آفتاب چھپ جاتا ہے اُس کا استعمال از روئے
مجاز جائز ہے گنج در ویرانہ تا کے یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس
کیا جاتا ہے اُس گنج کے بیکار ہونے کا گنج سے غرض یہی تو نہیں کہ جنگل
میں مدفون رہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ مدفن سے نکلے اور صرف ہو اور لوگ
اُس کے وجود سے تمتع پائیں یہاں ایک اور دقیقہ ہے کہ اس شعر میں گنج
مشبہ بہ اور روح انسانی مشبہ ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ روح کا تعلق جسم
سے جاودانی نہیں پس کیا قباحت ہے اگر ایک شخص ستم زدہ قطع تعلق
روح کا منتظر اور مشتاق ہو مثلاً ایک میعادی محبوس حسرت مندانہ کہے
کہ الٰہی وہ دن کب آئیگا کہ میں قید سے نجات پاؤں کب تک سڑک کا قول
کب تک رنج اُٹھاؤں فاخر مکین ایک شاعر تھا شجاع الدولہ و آصف الدولہ
کے عہد میں اس نے سعدی و نظامی و حزیں کے اشعار کو اصلاحیں دی
ہیں جب ایک ہندوستانی بے علم تنگ مایہ اساتذۂ نامی عجم کے کلام کو

اصلاح دے اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کے مطلع میں تصرف کیا تو کیا قباحت لازم آئی خدا کا شکر کہ مجھکو ستر برس کی عمر میں پچاس برس کی مشق کے بعد اُستاد میسّر آیا ۱۲ -

۱۲۳ مرزا حاتم علی مہرؔ کے نام

جناب مرزا صاحب دلّی کا حال تو یہ ہے شعر

گھر میں تھا کیا جو ترا غم اُسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو ہے

یہاں دھرا کیا ہے جو کوئی لوٹیگا وہ خبر محض غلط ہے اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ چند روز گوروں نے اہل بازار کو ستایا تھا اہل قلم اور اہل فوج نے بانصاف رائے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ گیا اب امن و امان ہے ۱۲ ناسخ مرحوم جو تمہارے اُستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے مگر یک فنی تھے صرف غزل کہتے تھے قصیدہ اور مثنوی سے اُن کو کچھ علاقہ نہ تھا سبحان اللہ تم نے قصیدہ میں وہ رنگ دکھایا کہ انشا کو رشک آیا مثنوی کے اشعار جو میں نے دیکھے کیا کہوں کیا حظ اُٹھایا

بیت

خدا سے میں بھی چاہتا ہوں از رہ مہر
فروغ میرزا حاتم علی مہر

اگر اسی انداز پر انجام پائیگی تو یہ مثنوی کارنامۂ اردو کہلائیگی خدا تم کو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے صاحب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ معیار الشعرا میں تم نے اپنا خط کیوں چھپوایا تمہارے ہاتھ کیا آیا سنو تو سہی اگر سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا رہے ۱۲

۱۲۴ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی کل میرے شفیق مکرم منشی نواب جان کلبۂ احزان میں تشریف لائے آپ کا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدر الدین صاحب لشکر کے ساتھ گئے ہیں اور آپ یہیں ہیں اس فصل میں کہ ابھی سے رات دن آگ برستی ہے اچھا ہوا کہ زحمت سفر نہ کھینچی اجی حضرت یہ منشی ممتاز علی خاں کیا کر رہے ہیں رقعے جمع کئے اور نہ چھپوائے فی الحال پنجاب احاطہ میں ان کی بڑی خواہش ہے جانتا ہوں کہ وہ آپ کو کہاں ملیں گے جو آپ ان سے کہیں مگر یہ تو حضرت کے اختیار میں ہے کہ جتنے میرے خطوط آپ کو پہنچے ہیں وہ سب یا ان سب کی نقل بطریق پارسل آپ مجھکو بھیجدیں جی یوں چاہتا ہے کہ اس خط کا جواب وہی پارسل ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک۔

۱۲۵۔ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضور پہلے خدا کا شکر پھر آپ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ آپ نے خط لکھا اور میرا حال پوچھا پرسش حکیم نشتر کا رکھتی ہے اب رنگ قلم کی خونفشانی دیکھیو گورنر اعظم نے میرٹھ میں دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر دہلی نے سات جاگیرداروں میں سے جو تین بقیۃ السیف تھے انکو حکم دیا دربار عام سے سوائے میرے کوئی باقی نہ تھا یا چند تھا مجھ کو حکم نہ پہنچا جب میں نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہیں ہو سکتا جب یہ سرزمین مخیم خیام گورنری ہوئی میں اپنی عادت قدیم کے موافق خیمہ گاہ میں پہنچا مولوی اظہار حسین خاں صاحب بہادر سے ملا چیف سکرتر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہیں ہمیں سمجھا کہ اس وقت فرصت نہیں دوسرے دن پھر گیا میری اطلاع کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر میں تم باغیوں سے اخلاص رکھتے تھے اب گورنمنٹ سے کیوں ملنا چاہتے ہو اُس دن چلا آیا دوسرے دن میں نے انگریزی خط اُن کے نام کا لکھ کر ان کو بھیجا مضمون یہ کہ باغیوں سے میرا اخلاص مظنۂ محض ہے امیدوار ہوں کہ اس کی تحقیقات ہو تاکہ میری صفائی اور بے گناہی ثابت ہو یہاں سے مقامات

پر جواب نہ ہوا اب ماہ گذشتہ یعنی فروری میں پنجاب کے ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ہم تحقیقات نہ کرینگے پس یہ مقدمہ مٹ ہوا دربار خلعت پر موقوف ہے پنشن مسدود وجہ لا معلوم لا موجود الا اللہ و لا مؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲ ۱۸۵۵ء میں نواب یوسف علی خاں بہادر والی رامپور کہ میرے آشنائے قدیم ہیں اس سال یعنی ۱۸۵۵ء میں میرے شاگرد ہوئے ناظم ان کو تخلص دیا گیا بیس پچیس غزلیں اردو کی بھیجی میں اصلاح دیکر بھیجدیتا گاہ گاہ کچھ روپیہ اُدھر سے آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کھلی ہوئی ان کی عطا یا فتوح گنی جاتی تھی جب وہ دونوں تنخواہیں جاتی رہیں تو زندگی کا مدار ان کے عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میرے مقدم کے خواہاں رہتے تھے اور میں عذر کرتا تھا جب جنوری سنہ ۶۰ء میں گورنمنٹ سے وہ جواب پایا جو اوپر لکھ آیا تو میں آخر جنوری میں رامپور گیا چھ سات ہفتہ وہاں رہکر دلی آیا یہاں آ پہنچا خط محررۂ ۸ مارچ پایا استفتا کا جواب بھیجا جاتا ہے ۱۲

۱۲۶ اخواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بیت پایان شب سیہ سپید است ؎ در نومیدی بسے امید است

قبلہ آج آپ کی خوشی اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہوں
نوطیبہ ۱۸۶۰ء میں لارڈ صاحب بہادر نے میرٹھ میں دربار کیا
صاحب کمشنر بہادر دہلی اہالی دہلی کو ساتھ لے گئے میں نے کہا
میں بھی چلوں فرمایا کہ نہیں جب لشکر میرٹھ سے دلی آیا میں موافق اپنے
دستور کے روز ورود لشکر مخیم میں گیا میر صاحب سے ملا اُن کے
خیمہ میں سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر کے پاس بھیجا
جواب آیا کہ تم غدر کے دنوں میں بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے
تھے اب گورنمنٹ کو تم سے ملنا منظور نہیں ہے گداسے میر ہم اس حکم پہ
ممنوع نہ ہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہنچے میں نے قصیدہ
حسب معمول قدیم بھیج دیا سع اس حکم کے واپس آیا کہ اب یہ چیزیں
ہمارے پاس نہ بھیجا کرو میں مایوس مطلق ہو کر بیٹھ رہا اور حکام شہر
سے ملنا ترک کیا واقع اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری ۱۸۶۳ء میں
نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب دلی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر و صاحب کمشنر بہادر کے پاس دوڑے اور اپنے نام لکھوائے میں تو بیگانہ محض
اور مطرود حکام تھا جگہ سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا دربار ہوا ہر ایک
کامگار ہوا شنبہ ۸ فروری کو آزادانہ منشی پھول سنگھ صاحب کے
خیمہ میں چلا گیا اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر پاس بھیجا

بلالیا مہربان پاکر نواب صاحب کی ملازمت کی استدعا کی وہ بھی
حاصل ہوئی دو حاکم جلیل القدر کی وہ عنایتیں دیکھیں جو میرے تصور
میں بھی نہ تھیں یہاں تک کہ حضرت میر منشی لفٹنٹ گورنری سے سابقہ معرفت
نہ تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہاں ہوئے تو میں گیا جب حکام
بے عجز و استدعا مجھ سے بے تکلف ملے تو میں قیاس کرسکتا ہوں کہ میر منشی
کی طرف سے حسن طلب بایماے حکام ہوگا و للہ الحمد الطاف خفیہ

روداد یہ ہے کہ دوشنبہ مارچ کو سواد شہر مخیم خیام گورنری ہوا آخر
روز میں اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خاں بہادر
کے پاس گیا اثناے گفتگو میں فرمایا کہ تمہارا دربار اور خلعت بدستور
بحال و برقرار ہے متحیرانہ میں نے پوچھا کہ حضرت کیونکر حضرت نے
کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمہارے علاقہ کے سب کاغذ
انگریزی و فارسی دیکھے اور باجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خاں
کا دربار اور نمبر اور خلعت بدستور بحال و برقرار ہے میں نے پوچھا
کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں
بس اتنا جانتے ہیں کہ یہ حکم دفتر میں لکھوا کر ۱۴ دن یا ۱۵ دن
ادھر کو روانہ ہوئے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ شعر

کارساز ما بہ فکر کار ما   فکر ما در کار ما آزار ما

سہ شنبہ ۳۔ مارچ کو ۱۲ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجھکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لارڈ صاحب بہادر کے یہاں کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے انبالے جاؤگے تو دربار اور خلعت پاؤگے عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا میں نہال ہو گیا اب انبالے کہاں جاؤں جیتا رہا تو اور دربار میں کامیاب ہو رہونگا۔

شعر

کار دنیا کسے تمام نکرد   ہرچہ گیرید مختصر گیرید

۱۲۷ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضرت پیر و مرشد اس سے آگے آپ کو لکھ چکا ہوں کہ منشی ممتاز علی خاں صاحب سے میری ملاقات ہے اور وہ میرے دوست ہیں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ میں صاحب فراش ہوں اٹھنا بیٹھنا نا ممکن ہے خطوط لیٹے لیٹے لکھتا ہوں اس حال میں دیباچہ کیا لکھوں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ تفتہ کو میں نے خط نہیں لکھا اشعار ان کے آئے اصلاح دیدی فلشاء اصلاح جابجا حاشیہ پر لکھدیا کل جو عنایت نامہ آیا اُس میں بھی دیباچہ کا اشارہ اور تفتہ کے خطوط کا حکم مندرج پایا ناچار تحریر سابق کا اعادہ کرکے حکم بجالایا ناظرین قاطع برہان پر روشن ہوگا کہ ناصرادا اور

بے مراد کا ذکر مبنی اس پر ہے کہ عبدالواسع ہانسوی بے مراد کو صحیح
اور نامراد کو غلط لکھتا ہے میں لکھتا ہوں کہ ترکیبیں دونوں صحیح لیکن
بے مراد غنی کو کہتے ہیں اور نامراد محتاج کو اب آپ کے نزدیک اگر ان
دونوں کا محل استعمال ایک ہی ہو تو میرا مدعاے اصلی یعنی نامراد کی ترکیب
کا علی الرغم عبدالواسع کے صحیح ہونا فوت نہیں شعر میرزا صائب شعر

نامرادی زندگی بر خویش آسان کردنست

ترک جمعیت دل خود را بسامان کردنست

یہاں نامرادی بے مرادی کے معنے کیونکر دیگی اغنیا خواہ اہل توکل خواہ
اہل تمول متمولین پر کبھی کام آسان نہیں ہوتا بلکہ مفلسوں سے زیادہ
ان پر مشکلیں ہیں رہے اہل توکل ان کی صفتیں اور ہیں وہ اہل اللہ ہیں
مقربان بارگاہ کبریا ہیں دنیا پر لیشت پا مارے ہوے ہیں کام اُن پہ
کب مشکل تھا کہ انہوں نے اس کو آسان کر دیا نامراد صیغہ مفرد ہے
مساکین کا اصناف مساکین کی شرح ضرور نہیں تہی کیسی و بینوائی و
تہیدستی و گدائی یہ اوصاف ہیں مساکین کے اِن صفات میں سے ایک
صفت جس میں پائی جاوے وہ مسکین وہ نامراد البتہ مساکین پر نہ
ایک کام بلکہ سب کام آسان ہیں نہ پاس ناموس و عزت نہ حب جاہ
و مکنت نہ کسی کے مدعی نہ کسی کے مدعا علیہ دن رات میں دو بار روٹی

بلی بہت خوش ایک بار ملی بہرحال خوش خدا کے واسطے مولانا صاحب
کے شعر میں سے نامراد بمعنی کسے کہ ہیچ مراد نداشتہ باشد کیونکر ثابت ہوتا
ہے مساکین کی زندگی جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں آسان گذرتی ہے
یا اغنیا کی رہا مولوی معنوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بیت

عاقلاں از بے مرادیہاے خویش　　　با خبر گشتند از مولاے خویش

میں نے مثنوی کے ایک نسخہ میں عاقلاں کی جگہ عاشقاں دیکھا ہے
بہرصورت معنی یہ ہیں کہ عشاق یا عقلا بعد ریاضت شاقہ ماسوائے
اللہ سے اعراض کرکے بے مراد اور بے مدعا ہوگئے یہ پایۂ تسلیم و
رضا ہے البتہ اس رتبہ کے آدمی کو خدا سے لگاؤ پیدا ہوگا مصرعہ

با خبر گشتند از مولاے خویش

یہاں بھی بے مرادی سے نامرادی کے معنی نہیں لیے جاتے مگر ہاں
مصرعہ بے مرادی مومناں از نیک و بد

دوسرا مصرع مصرعہ در یکی بے مرادت داشتی
ان دونوں مصرعوں میں نامراد اور بے مرادی کے معنے میں خلط واقع
ہوگیا ہے خیر بے مراد اور نامراد ایک سہی ہرچند دوسرے مصرع
مولوی میں بے مراد کے معنے بے حاجت کے درست ہوتے ہیں مگر
مصرعہ من کہ رندم شیوۂ من نیست بحث

زیادہ تکرار کیوں کروں معہذا مصرعۂ اول کی کچھ توجیہ بھی نہیں کرسکتا نامراد کی ترکیب کی صحت علی الزعم عبدالواسع ثابت ہوگئی فثبت المدعا کمال یہ کہ مانند ناچار و بیچارہ اور نا انصاف اور بے انصاف کے نامراد اور بے مراد کا بھی مورد استعمال مشترک رہا والسلام ۱۲

۱۳۸ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد سہل ممتنع میں کسرۂ لام توصیفی ہے سہل موصوف اور ممتنع صفت اگرچہ بسبب ضرورت وزن کسرۂ لام مشبع ہوسکتا ہے لیکن مخل فصاحت ہے اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے سہل ممتنع اس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اس کا جواب نہ ہوسکے بالجملہ سہل ممتنع کمال حسن کلام ہے اور بلاغت کی نہایت ہے ممتنع درحقیقت ممتنع النظیر ہے شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اس صفت پر مشتمل ہیں اور رشید وطواط وغیرہ شعرائے سلف نظم میں اس شیوہ کی رعایت منظور رکھتے ہیں خود ستائی ہوتی ہے سخن فہم اگر غور کریگا تو فقیر کی نظم و نثر میں سہل ممتنع اکثر پائیگا

ہے سہل ممتنع یہ کلام ادق مرا برسوں پڑھے تو یاد نہ ہو وے سبق مرا

یہ مصرعہ حیرت آور ہے کلام ادق سہل ممتنع کے منافی ہے پھر یاد نہ ہوتا

اور حافظہ پر نہ چڑھ جاتا ہر گز سہل ممتنع کی صفت نہیں ہو سکتی
کلام ادق جس کا حفظ دشوار ہو شاید کوئی قسم اقسام کلام میں سے
ہو ہاں کلام ادق کلام مغلق کو کہتے ہیں سو کلام مغلق اور کلام
سہل ممتنع ضد یکدیگر ہے مغلق اور ادق سہل ممتنع اور سہل ممتنع مغلق
اور ادق کیونکر ہو سکیگا اور حافظہ میں محفوظ رہنا کلام مغلق اور ادق
کی صفت کیونکر پڑیگی ہاں مغلق عسیر الفہم ہوگا پڑھا نہ جائیگا معنی
سمجھ میں نہ آئیں گے سہل ممتنع کی صفت وہ تھی جو فقیر اوپر لکھ آیا
اس شعر سے مجھکو کچھ علاقہ نہیں ختم ــــ

آب در بنا رسیدن بمعنے خراب بنیاد قیاسی ہے اساتذہ کے
کلام میں میں نے نہیں دیکھا اگر آیا ہو تو درست ہے ہاں بآب رسانیدن
بنا کہ بظاہر آب در بنا رسیدن کا متعدی منہ ہے بلغا کے کلام میں
آیا ہے لیکن اضداد میں سے ہے بمعنے ویرانی بنا مستعمل اور نیز
بمعنے استحکام بنا اگر اس کا لازم ڈھونڈھیے تو رسیدن بنا بہ آب ہے
نہ رسیدن آب در بنا جیسا کہ نعمت خان عالی کہتا ہے ؎

نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب ۔۔۔ چوں حباب این خانہ بے بنیاد میدان
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدن بنا تا بآب موجب استحکام ہے اور
شاعر باوجود دلیل استحکام بنا کو نا استوار چاہتا ہے صائب کہتا ہے

بیت

چگونہ شمع تجلی ز رشک نگذارد　　رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی　　بیت

بگوش عطایش رساند این خطاب　　کہ بنیاد کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفید معنی ویرانی ہیں قصہ مختصر بآب رسیدن بنا بر خرابی خانہ و بآب رساندن متعدی آں و رسیدن آب و رسانا مسموع میں الٰہی بیمار ہوں اور بیمار کے واسطے انجام کو غسل صحت ہے یا غسل میت والسلام ۱۲-

۱۲۵ مردان علی خاں رعنا کے نام

خاں صاحب عالی شان مردان علی خاں صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھکر دل بہت خوش ہوا آج اس فن میں تم یکتا ہو خدا تم کو سلامت رکھے بھائی جفا کے مؤنث ہونے میں اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے کبھی کوئی نہ کہیگا کہ جفا کیا ہاں بنگالہ میں جہاں بولتے ہیں کہ ہتھنی آیا اگر جفا کو مذکر کہیں تو کہیں ورنہ ستم و ظلم و بیداد اور جفا مؤنث ہے بے شبہہ و شک والسلام والاکرام ۱۲-

نمبر ۱۳۰ امروان علی خاں رعنا کے نام

خاں صاحب مشفق عالی شان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہنچا رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا کیا خدا اشعار میں نے دیکھ لیا کہیں اصلاح کی حاجت نہ تھی تالہ و رانچ شعر

رعنا گذرا ہے مرا نالہ و پرچرخ کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

نالۂ دل بنا دیا نواب صاحب اردو کا تذکرہ لکھتے ہیں فارسی غزل تم نے بے فائدہ لکھی دیکھو صاحب تم نے اپنے مسکن کا پتا لکھا سو میں نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نولکشور صاحب یہاں آئے تھے مجھ سے ملے بہت خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول پسند آدمی ہیں تمہارے مداح اور میں ان کا ثنا خواں خدا تم کو اور اُن کو سلامت رکھے ۱۲

۱۳۱ امرزا رحیم بیگ مصنّف ساطع برہان کے نام

بخدمت مشفقی مکرمی مرزا رحیم بیگ صاحب نور اللہ قلبہ بالاسرار وعلیہ بالانوار سخنے چند گفتہ میشود **بیت**

نہ در منطق پارسی دوری ہمیں ہندی سادہ و سرسری

جس طرح توحید میں نفی ما سوائے اللہ دستور ہے مجھکو تحریر میں حذف
زوائد منظور ہے عزم مقابلہ نہیں قصد مجادلہ نہیں سر تا سر دستاویز حکایت خاتمہ میں ایک شکایت
ہے شکوہ دردمندانہ منافی شیوۂ ادب نہیں مدعا اظہار درد دل مراد ہے
کوئی بات جواب طلب نہیں احسانمند ہوں آپ کا کہ آپ نے منشی
سعادت علی کی طرح آدھا نام میرا نہ لکھا اُن کے حسن ظن کے مطابق
مجھکو معشوق میرے استاد کا نہ لکھا اور اگر ایک جگہ یہ الفاظ کہ بقول
غالب (با کدام خرس در جوال شدہ ام) بہم پہنچا اور دو چار جگہ
کلمہ توہین رقم کیے میں نے اپنے لطف طبع اور حسن عقیدت سے پہلے
فقرے کا مفہوم یوں اپنے دل نشین کیا کہ حضرت نے محمد حسین دکنی
جامع برہان کو موافق میرے قول کے خرس یقین کیا یا خرس در جوال شدن
عبارت ہے صحبت سے خواہی مداہنت کے واسطے ہو خواہی محبت
سے مجھکو اُس کا قرب بہ سبیل آویزش ہے تم کو اُس کا قرب از روے
آمیزش ہے دوسرے فقرے کے معنی یہ ٹھہرائے بلکہ بے تکلف میرے
ضمیر میں آئے کہ خرس کی مدد دینے سے کوفت حاصل ہوئی اور وہ
کوفت باعث درد دل ہوئی شدت درد میں آدمی چیختا ہے چلاتا ہے
ہائے وائے کرتا ہے غل مچاتا ہے جیسا کہ سعدی بوستان کی اس حکا
یت میں جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے مصرعہ شبے زیت فکرت ہمی سوختم

فرماتا ہے مصرعہ کہ ناچار فریاد خیزد ز درد۔
جناب مرزا صاحب کیا تم نہیں جانتے کیونکر نہیں جانتے ہیں بے شبہہ جانتے
ہوگے کہ اکابر امت کو امور دینی میں کیا کیا منازعتیں باہم واقع ہوئی
ہیں کہ نوبت بہ تکفیر یکدیگر پہنچی ہے اگر فن لغت میں ایک شخص دوسرے
شخص کا معتقد نہ ہوا یہانتک کہ اس کی تحقیق بھی کی تو اور مدعیان
علم و عقل اس مسکین کے جگر تشنہ خون کیوں ہو جائیں اور جب تک
نقش ہستی صفحہ دہر سے نہ مٹائیں آرام نہ پائیں ظلم تو یہ ہے کہ جو کچھ
میں نے قاطع برہان میں لکھا ہے نہ اس کو سمجھتے ہیں اور نہ کچھ آپ
لکھتے ہیں نہ اس کے معنی سمجھتے ہیں سوال دیگر جواب دیگر پر مدار ہے
خارج از بحث اقوال کی تکرار ہے برہان قاطع والے کی محبت سے
دل بیقرار ہے فرط غیظ و غضب سے بدن رعشہ دار ہے منشی سعادت علی
نہ ناظم ہے نہ نثار ہے بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ

مقتضائے طبیعتش اینست

ناچار ہم کو معرض تحریر میں تحمل اور تامل چاہیے سخن پروری و جانبداری
میں توغل چاہیے بحسب اختلاف طبائع مانو نہ مانو مگر پہلے یہ تو جانو
کہ غالب سوختہ اختر کا فرہنگ نویسوں کے باب میں عقیدہ کیا ہے
اگرچہ قاطع برہان میں جابجا لکھتا آیا ہوں مگر اب ہندی کی چندی

کرکے لکھتا ہوں کہ یہ عقیدہ میرا ہے کہ فرہنگ لکھنے والے جتنے گذرے ہیں سب ہندی نژاد ہیں ہاں علم صرف و نحو و عربی میں بقدر تحصیل مسلم اور استاد ہیں علم صرف و نحو کی کتب درسی موجود ہیں جس نے چاہا ہے اس نے استاد سے ان کتب کو پڑھ لیا ہے فارسی کی جو فرہنگیں حضرت نے لکھی ہیں مطالب مندرجہ کس اصول پر منضبط کیے ہیں اور اس کا علم کس استاد سے حاصل کیا ہے آخر مقاصد صرف صرف و نحو عربی بھی تو صرف مطالعۂ کتب سے نہیں نکالے ہیں پہلے تعلیم تعلم ہے پھر کتب قواعد کے حوالے بجا بجا ہیں قواعد فارسی کا رسالہ اہل زبان میں سے کس نے لکھا ہے اور ان ہوس پیشہ فرہنگ لکھنے والوں نے وہ رسالہ کس فاضل عجم سے پڑھا ہے شیدائے ہندی سیکروی نے حاجی محمد جان قدسی علیہ الرحمۃ کے اس شعر پر اعتراض کیا ہے مرزا جلالائے طباطبائے علیہ الرحمۃ نے شیدا کو خط لکھا ہے سر آغاز خط کا ایک قطعہ جس میں صحرا و دریا قافیہ اور برساند ردیف شعر کا اخیر کا مصرع ثانی یاد رہ گیا ہے مصرعہ

یعنی بہا دیو مقوی برساند

خلاصہ مضمون خط یہ کہ تو صاحب زبان ہے زبان داں ہے یعنی مقلد اور کاسہ لیس اہل ایران ہے حاجی محمد جان کے کلام کو سند پکڑ

تجھے کس نے کہا ہے کہ اُس سے لڑ گیا تو نے سُنا نہیں جو عرفی و فیضی
میں گفتگو ہوئی ہے اور مؤتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کے روبرو ہوئی
ہے لغات فارسی اور ترکیب الفاظ میں کلام تھا مولانا جمال الدین
عرفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے
اور نطق آشنا ہو گیا ہوں اپنے گھر کی بڑھیوں سے لغات فارسی اور
بھی ترکیبیں سُنتا رہا ہوں فیضی بولا کہ جو کچھ تم نے اپنے گھر کی
بڑھیوں سے سیکھا ہے وہ ہم نے خاقانی و انوری سے اخذ کیا ہے
حضرت عرفی نے فرمایا کہ تقصیر معاف خاقانی و انوری کا ماخذ بھی
تو منطق گھر کی پیر زالوں کا ہے ہائے تمیز کہاں سے لاؤں جو دیکھے کہ یہ
حال قلمرو ہند کے صاحب کمالوں کا ہے قیاس مع الفارق کی بہار
دیکھو جبر و تقدم زمانے کا اعتبار دیکھو مانا کہ عرفی تحصیل علوم عربیہ
میں اُن سے کمتر ہے صاحب زبان اور ایرانی ہونے میں برابر ہے
کیا عرفی کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی ایک خاوری ایک شروانی
اگر مجھ سے کوئی کہے کہ غالب تیرا بھی مولد ہندوستان ہے میری طرف
سے جواب یہ ہے کہ بندہ ہندی مولد و پارسی زبان ہے ؎

ہر چہ از دستگہِ پارس بہ یغما بردند
تا بنالم ہم ازاں جملہ زبانم دادند

زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور یہ عطیۂ خاص منجانب اللہ ہے
فارسی زبان کا ملکہ مجھکو خدا نے دیا ہے مشق کا کمال میں نے اُستاد
سے حاصل کیا ہے ہند کے شاعروں میں اچھے اچھے خوشگو اور معنی
یاب ہیں لیکن یہ کون احمق کہے گا کہ یہ لوگ دعوے زبان دانی
کے باب میں رہے فرہنگ لکھنے والے خدا ان سے پیچ سے نکالے
اشعار قدما آگے دھر لیے اور اپنے قیاس کے مطابق چل دیے وہ کیا
نہ کوئی ہمقدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سو بسو پراگندہ و تباہ رہنما ہو تو راہ
بتائے اُستاد ہو تو شعر کے معنی سمجھائے نہ آپ شیرازی نہ استاد
رمضانی نہ ہے رگ گردن و شخصے دعوی زبان دانی میرا یہ قول خاص
ہے نہ عام ہے مجموع فرہنگ نگاروں سے محقق ہونے میں کلام
ہے یہ کیا بات ہے کہ جامع برہان کا ماخذ فرہنگ رشیدی و جہانگیری
ہے عبدالرشید کی کیا شیخی اور میاں انجو میں کیا پیری ہے قطب شاہ
و جہانگیر کے عہد میں ہوتا اگر منشا سے برتری ہے تو بیچارہ جعفر زٹلی
بھی فرخ سیری ہے' ایک لطیفہ لکھتا ہوں اگر خفا نہ ہو جاؤ گے تو
حظ اُٹھاؤ گے جتنی فرہنگیں اور جتنے فرہنگ طراز ہیں یہ سب کتابیں
اور یہ سب جامع مانند پیاز ہیں تو بتو اور لباس در لباس وہم در وہم
اور قیاس در قیاس پیاز کے چھلکے جس قدر اتارتے جاؤ گے [illegible]

ڈھیر لگ جائیگا مغز نہ پاؤ گے فرہنگ لکھنے والوں کے پردے
کھولتے چلے جاؤ لباس ہی لباس دیکھو گے شخص معدوم فرہنگیوں
کی ورق گردانی کرتے رہو ورق ہی نظر آئیں گے معنی موہوم ظرافت
پر مدار تحقیق نہیں ہے آپ کے خاطر نشین کرتا ہوں جو میرے دل نشین
ہے فرہنگ نویسوں کا قیاس معنی لغات فارسی میں نہ سراسر غلط ہے
البتہ کمتر صحیح اور بیشتر غلط ہے خصوصاً دکنی تو عجیب جانور ہے
لغو ہے پوچ ہے پاگل ہے دیوانہ ہے وہ تو یہی نہیں جانتا کہ باے
اصلی کیا ہے اور باے زائدہ کیا ہے حیران ہوں کہ اس کی جانبداری
میں فائدہ کیا ہے خدا جانتا ہے کہ میں یکرنگ ہوں مگر دکنی کے
جانب داروں کا چور رنگ ہوں مجھے جو چاہو سو کہو اوروں سے
تم کیوں لڑتے ہو کہیں جامع لطائف غیبی کو برا کہتے ہو کہیں نگارندہ
واقعہ ہذیان سے جھگڑتے ہو جانتا ہوں کہ دکنی کی عبارت کی خامی
اس کی راے کی کجی اسکے قیاس کی غلطی اگر نہ سب جگہ بلکہ بعض جگہ سچ جانتے
ہو مگر یہ میں نہیں جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور اس کے رفع تخلیہ کے واسطے
توجیہات بارد ڈھونڈھنی کس واسطے ایسا اس کو کیا مانتے ہو
تجھپر جدا منہ آتے ہو مولوی نجف علی اور میاں داد خاں سے جدا
بگڑتے ہو بھائی صاحب مغلچہ پن پر آگئے گو ہار لڑتے ہو سچ ہے

غالب آگندہ گوش ہے کسی کی نہیں سنتا اسی سے آپ کے مقرر کیے ہوئے قاعدہ کے موافق بخلاف کہتا ہوں کہ قاطع برہان و دافع ہذیان و لطائف غیبی کو ہرگز نہیں دیکھا آویزہ دا فسوس کے بیان میں مجھسے وہ سہو ہوا ہے کہ جیسے اُس کا اقرار اور میرا دوست میاں داد خاں شرمسار ہے جو کچھ اُس مصنف نے اس باب میں لکھا وہ قول فیصل اور کافی ہے مانیں یا نہ مانیں ناظرین کو اختیار ہے گلہری بکاف فارسی مکسور بروزن اکھری لغت ہندی الاصل اس کی شرح میں جداگانہ ایک فصل کاف فارسی مکسور کی جگہ کاف عربی مفتوح اعراب کا بوزن تشتری وضوع سمجھے اور میرے دوست سیف الحق کو دو سہو طبعی پر استعذار ہوا خواہان یو ہرہ دکنی کو اغلاط متواترہ کے جواز پر اصرار فاعتبروا یا اولی الابصار خروبے وا ویختے زر او خورہ مع الواو بمعنے جذام ایک ویزہ بمعنے پاک اور آویزہ بمعنے ناپاک ایک یہ اور ہزار ایسے اغلاط سند اور مقبول اور منظور گویا یہ مصرع جو ہے انہیں کے

مصرع کند ہر چہ خواہد برو حکم نیست

اس کی شان میں صادق سمجھ لیا ہے جسم بد دور اب چاہیے کہ اُس کے پوچھنے والے اُس کے نام کے بعد جل جلالہ لکھیں اور اگر اتنی جرأت نہ کریں تو بنظر بافادہ داستفادہ علم نوالہ لکھیں ستر برس کی عمر کانوں سے

بہرا جمعیت کم تفرقہ زیادہ اور پھر خودداری اور کسر نفس اور استغنا خداداد
بیہودہ بکتے ہیں اوقات کیوں صرف کروں پاسخ نگاری کیوں لفظ
بلفظ و حرف بحرف کروں آپ کو اپنی نمود اور شہرت منظور ہے خردہ
گیری و عیب جوئی سے مجھکو نفرت ہے اور حیا آتی ہے زیادہ گوئی
سے آپ کے حسن کلمات طیبات سے قطع نظر کرکے ناظرین مصنف کے
دھیان پر چھوڑ دیتا ہوں اور شکایت موعودہ سے پہلے تین امر ضرور کو
لکھ لیتا ہوں (صہیل بمعنے آواز اسپ زینہار نیست) اس کے ہیچ
ہوتے ہیں کیا کلام ہے جو صہیل سے آواز اسپ مراد رکھے وہ ناقص ہے
اور خام ہے کیا عرفی کا شعر عرفی کے خط سے لکھا ہوا کسی کو نظر پڑا
کہ ناظر سے سن کر تمہارا ذہن وقاد نقاد وہاں جا لڑا لغت کسی باطن
کے اندھے کے ہاتھ سے لکھا جائے اور پھر عرفی جیسا شاعر دیدہ ور
بازپرس میں پکڑا جائے تمہارا محبوب بوہرہ وکیل شین منقوط
مع الغنائی کے بیان میں شیہہ کو گھوڑے کے ہنہنانے کی فارسی بتاتا
ہے عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بہ وزن دلیل کہتے ہیں
شیہہ بہ وزن بیضہ عموماً بمعنے ہر صدائے ہولناک و مہیب آتا ہے
میں کیونکر فرہنگ نگاروں کے اور ان کے مددگاروں کے قیاس
کو وحی سمجھوں اور کیونکر کاتبوں کے املا کو مصحف مجید کی طرح سر پر

دھروں یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ میں اپنے کو جا و اور نبات قرض کر لوں
جرم و خطائے بلوغ بر گردن بندگان جناب است میں آپ کو
مخاطب بالفتح ٹھہرا کر یہی فقرہ پڑھ کر چپ رہتا ہوں بعد اس کے
تبدل جیم بہ تحتانی کو مسموع کہتا ہوں یعقوب کو بہ تغیر لہجہ انگریزی
زبان میں جاکوب کہتے ہیں کہاں مبدل منہ کہاں تغیر لہجہ حضرت
آپ جو کہتے ہیں خوب کہتے ہیں کودک کو ترجمہ طفل نہیں مانتے اور
پھر خاتمہ میں ریدگان بصیغۂ جمع لکھواتے ہو واقعی یوں ہے کہ جو کچھ
لکھواتے ہو یہ بر روے بصر نہیں بلکہ از روے سمع لکھواتے ہو خط
تمام ہوا اب مستغیث کی عرضی کی سماعت ہو لیکن سماعت از روے
انصاف بالاے طاعت ہو عرضی گذراننے سے پہلے مستغیث پوچھتا
ہے کہ آپ کے محکمۂ عالیہ کا سر رشتہ دار دیانت دار ہے یا نہیں سخن فہم
و ہوشیار ہے یا نہیں میں تو گمان کرتا ہوں کہ امین نہ ہو دلیل سن لیجیے
اگر یقین نہ ہو (صیحہ کھینچے آواز اسپ زنہار نیست) اسکے ماقبل اور
بھی عبارت ہے سنانے والے نے نہ پڑھی ہو کتنا بعید ہے لیکن اسلئے
کہ اُس عبارت کے مفہوم کو ملحوظ نہ رکھتا اور محمد اکرام پنجابی کا
شعر تو قابل التفات نہیں مگر مولنا جمال الدین عرفی شیرازی رحمتہ اللہ
علیہ کا شعر یہ تمنع کاتب غلط لکھوا دینا تم سے ایسا بعید ہے انشائیا

ناسخوں کی تحریف کو مانتے ہو املا میں کاتبوں کی غلطی کے کیوں نہ قائل ہو انشا و املا و لفظ و معنی میں تقلید چھوڑ کر تحقیق کے کیوں نہ مائل ہو تقصیر معاف یہ نہ استناد بہ کلام عرفی عالی مراتب ہے بلکہ پیروی خامۂ کج رفتار کاتب ہے کہہ چکا ہوں کہ نہ مجھکو مناظرہ کا دماغ نہ ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے فراغ آگے جو ہمت نہیں ہاری تھی اور غیب سے توقع مددگاری تھی تو یہ اپنا شعر اُردو میرے ورد زبان اور اس ہنجار سے میں زمزمہ سنج فغاں رہتا تھا

شعر

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

اب جو اصلاح حال و حصول مطالب سے دل مایوس ہے تو طبیعت اسی غزل کی اِس بیت کے ترنم سے مانوس ہے

شعر

عمر بھر دیکھا کیے مرنے کی راہ مرگئے پر دیکھیے دکھلائیں کیا

کوئی یہ نہ سمجھے کہ بڑا رونا رزق کا ہے جب معاش مقرر ہو تو پھر غم کیا ہے نہ صاحب یہ باتیں جانوروں کی ہیں کہ کچھ کھا لیا پانی پی لیا اور چین سے سو رہے آدمی عموماً اور صاحبان ننگ و ناموس خصوصاً باوجود فراغ معاش ایسی جانگداز بلاؤں میں مبتلا ہیں کہ کوئی کیا ہے یہ حال تو یا صاحب واقعہ جانے یا خدا جانے دوسرے سے

یہ کار افتادہ کیوں کہے اور بغیر کہے دوسرا کیا جانے مناظرہ کا تو ہرگز ارادہ نہیں اگر مروہ دل نہ ہوتا تو باتیں کہتا زیادہ نہیں وہ بھی نہ از رو بحث و تکرار نہ باندازِ استفسار اظہار سے مقصود نفس اظہار یہ جو آپنے مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب دیا ہے کتنے محققین نے آپ کو اپنا امام مان لیا ہے جب تک نہ اجماع محققین کا ہوگا یہ خطاب باجماع اہل عقل ناجائز و ناروا ہوگا وہ فرمانرواے عہد شاہنشاہ کہلائیگا کئی بادشاہ جس کے فرمان پذیر ہو جائیں گے ایک سید نے اپنے لڑکے کا نام میر شہنشاہ رکھ لیا یہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہجہاں جہانگیر ہو جائیں گے اگر حضرت بفتحۂ قاف ثانی بصیغۂ تثنیہ امام المحققین کہتے تو ایک ماموم آپ ہوتے اور نراین داس تنبولی دوسرا ہوتا ساطع برہان کے تیرھویں صفحہ کی نویں سطر میں آپ لکھتے ہیں (وہمچنین بہ افراط و تفریط توضیح را کار بند نشدہ اند کہ بدان حرف گیری تواند کرد) تواند تو انستن کے مضارع کی بحث میں سے صیغۂ واحد غائب ہے فاعل چاہتا ہے خواہی معرفہ جیسے احمد محمود خواہی نکرہ جیسے بہمان کسے یا شخصے مردے یا زنے اور اگر فاعل مذکور نہ ہو تو اُس صورت میں توان کرد چاہیے کہ توان مالم یسمّ فاعلہ ہے کرامت تو مجھے حاصل نہیں ہاں از روے حسن عقیدت کہتا ہوں کہ یا آپ نے یوں لکھا

ہے کہ (کسے بدان حروف گیری توانند کرد) یا توانند کی جگہ توان رقم فرمایا ہے دیکھیے آپنے بیل کے جوے کا بوجھ میری گردن پر رکھدیا اور میں نے ایک بیل کا بوجھ پشت مبارک سے اُٹھالیا اور اسد اللہ خواہ داد چلد آ اور اپنی عرضی لا حضرت آیا اور عرضی لایا پہلے پانچ کاغذوں کی نقلیں علی الترتیب پڑھی جاویں پھر سررشتہ دار صاحب بکمال امانت و دیانت عرضی سناویں

نقل عبارت برہان قاطع

اب وہ دست بکسر دال ابجد و ہاے ہوز اشارہ بحضرت رسول صلوات اللہ علیہ است خصوصاً و شخصے را نیز گویند کہ بزرگ مجلس بود و آرایش صدر و زینت از و باشد عموماً

نقل عبارت قاطع برہان

از خامی عبارت چشم می پوشم و می خروشم کہ آب وہ دست مرکب از آب و دہ کہ صیغۂ امر ست از دادن و دست کہ با وجود معانی دیگر مسند را نیز گویند معنی ترکیبی رونق دہندۂ مسند ہر آئینہ تا مسند را بطرف نبوت یا رسالت یا ہدایت مضاف نگردانند بمقام لغت فرونیارند بلکہ در مدح اکابر و صدور نیز بے اضافۂ لفظ امارت و شوکت و امثال اینہا نگارند کہ تنہا آب دہ دست افادۂ معنی شوپانندۂ دست میکند و آن خود اہانتی ست قبیح بیچارہ در نظم و نثر لغت آب دہ دست رسالت ویدہ است و نیمۂ مضمون را لغت اندیشیدہ است

نقل عبارت ساطع برہان آب ده دست خدا انگلند که این
اعتراض از جانب مرزای من باشد کو رسوا وے ہمچو من گفته باشد
بخاطر داشت آن درج کتاب کرد ورنه این کنایه قابل اعتراض نیست
چه آب ده دست جمله ترکیبی ست دست که در عربی و فارسی بمعنی مسند ست
مضاف و مضاف الیه که معنی محذوف باید دانست بلکه کلامیست مستقل
بتراوف بالادست مضاف و مضاف الیه کو معنی صدر و مسند بزرگ قوم
باشد صاحب مؤید الفضلا در لغت فارسی این لغت را بسند و کتاب
که آداب و قنیه باشد بهمین صورت و صحت بهمین معنی نگاشت و در مدار
نیز و صاحب رشیدی آورده که آب ده دست بمعنی بزرگ مجلس و معنی
ترکیبی آن رونق ده صدر و مسند **قوله** بیچاره در نظم و نثر لغت آب
ده دست رسالت دیده و نیمه مضمون را لغت اندیشیده است انتهی
اقوال جامع این کنایه را در نظم و نثر بے اضافه رسالت دیده است
و ہمچنان در رشته تحریر کشیده است خاقانی گوید **شعر**

دست آب ده مسیحا ور النثر — ارزن ده بهرج کوثر النثر

تبصره پس گردان جناب اگر فراموش نکنند در شرح کنایه ماهی
چشمه خضر در باب المسیح ہمی بینند که میگویند که آب ده دست استعاره
برای آنحضرت از خاقانی از رکاکت نیست وای برین عقیدت که

که اورا به پیمبرے برداشتند و باز به نسبت رکاکت سرنگون انداختند

نقل عبارت برہان قاطع ماہی چشمۂ خضر کنایہ از زبان و دہان معشوق ست **قاطع برہان** یارب ماہی چشمۂ خضر کدام لغت است من در کتاب مطبوعہ بدین صورت دیدہ ام مصرعہ

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

در ضمیر میگذرد کہ ماہی چشمۂ خضر خواہد بود و آن خود مضمونیست بطریق استعارہ بالکنایہ کہ سخنور بسا خون جگر خوردہ باشد تا در نظم و نثر خویش آوردہ باشد سپس ہر کہ این را در گفتار خویش آرد سرقہ خواہد بود و از لغات مستقلہ و کنایہای مشہورہ نیست کہ بکار دیگران روزگار آید شیر خدا کہ ترجمۂ اسد اللہ است گوئی یکے از نامہای جناب ولایت پناہ است صد ہزار کس در کلام خویش آوردہ باشد و سرقہ نیست و کسی در سنجش شین مع الیا شیر شرزۂ غالب اسم حضرت امیر علیہ السلام نوشتہ و آن مضمونیست کہ خاقانی در قصیدۂ قسمیہ بہم رساندہ شیر شرزہ خود صفتیست عام کہ بر ہر مرد شجاع و سرہنگ جنگ جو اطلاق توان کرد و غالب بمعنے بیشۂ نیستان است ہر آئینہ این صفت نہ سزاوار شان اسد اللہی باشد خاقانی خود بطریق تنزل گفتہ است این چنین صفت اسم کسیکہ بعد از خدا و رسول او را بہ بزرگی توان ستود چگونہ

رواتواند بود وہمچنین آب دہ دست در باب الف ممدودہ اسم حضرت
ختم المرسلین صلوات اللہ علیہ قرار دادہ است واین لفظیست
درغایت رکاکت صفت لفظ پس غالب منع کرتا ہے برہان دکنی کو
کہ رکیک آنحضرت کے حق میں صرف نکرچنانکہ ہمدروان فصل مفصل
نوشتہ ہم مقصود ما اینست کہ این چنین مضامین لغت مستقل وکنا یہ
مقبول چرا اقرار یابد وجز در شرح اشعارے کہ حاوی این کلمات
باشد چرا نگارش پذیرد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اب ترجمہ
ما ئکا ہندی جسکی پانی اور بمعنی رونق ولطف بھی آتا ہے اور اسلحہ
کی تیزی اور جواہر کی صفائی کوبھی کہتے ہیں دست ترجمہ یہ ہے جسکی
ہندی ہاتھ اور بمعنے قسم ونوع اور بمعنے مسند بھی مستقل ہے ہم کو
اس مقام میں آب بمعنی پانی اور دست بمعنے ہاتھ اوراس کی ترکیب
یعنی آبدست اور اسکی مقلوب یعنی دست آب کے باب میں کلام ہے
آب دست بحرکت وسکون موحدہ عموماً ترجمہ غسالہ یہ ہے اور خصوصاً
وضو کو کہتے ہیں تعمیم کی سند اُستاد کا شعر شعر

بے تکلف زو لساقی کن اگر دل خستۂ
کابدست او شفا بخش ہمہ بیمارہاست

تخصیص کی سند نام حق کی بیت

بیت

آبدست و نماز باید کرد دل مقام گداز باید کرد

عرف میں آبدست کس عضو کے غسالے کو کہتے ہیں ہم تو اتنا پوچھکر چپ ہو رہتے ہیں پس آب دہ دست اور دست آب دہ کے معنے وضو کروانے والا اور ہاتھ دھولانے والا آب بمعنے رونق اور دست بمعنے مسند کا یہاں ادخال محض جہل اور صرف اہمال یہ تو میرا قول ہے کہ آب دہ دست رسالت رسول کو کہہ سکتے ہیں ایک بے ادب فقط آب دہ دست کہتا ہے اور ہم مُنہ تکتے ہیں منشی سعادت علی کو نہ علم نہ فہم اس نے اس قباحت کو نہ جانا مرزا حکیم بیگ صاحب افسوس کی بات ہے تم نے اس بیابان خاص میں قاطع برہان والے کے قول کو کیونکر مانا ہے سراسر بے پردہ اشرف الانبیا علیہ و آلہ والسلام کی تذلیل اور توہین ہے اور جو پیمبر کو ایسا کہے وہ مجموع اہل اسلام کے نزدیک مرتد اور مردود و بے دین ہے بلکہ مخالفین بھی جو مسلمان اپنے پیمبر کو بُرا کہے اُس کو بُرا جانینگے یقین ہے پس پیمبر کا آب دہ دست نام رکھنے والا مورد لعنتہ اللہ و ملائکتہ والناس اجمعین ہے خاقانی کے شعر کے لکھنے سے آپ کی کیا مراد ہے یہ شعر قطعہ بند اور اس کا پہلا شعر مجھکو یاد ہے پہلے پوچھتا ہوں کہ دست آب دہ کا فاعل اور

ثبین کا مرجع تمنے کسکو ٹھہرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اس میں بطریق مذکور یا مقدر کہاں پایا جب اس مصرع کی رو سے

مصرع وست آبدہ مجاور النش

وست آبدہ پیمبر کا نام قرار پایا تو دوسرے مصرع کے مطابق مصرع

ارزن دہ برنج کوترالنش

ارزن دہ کا خطاب بھی حضرت پر صادق آیا سبحان اللہ جہاں مصطفےٰ و مجتبےٰ رحمۃ اللعالمین و خاتم المرسلین آپ کے القاب ہیں وہاں آبدہ دست بھی آپ کا لقب ٹھہرا مرزاجی میں ترک جاہل ہوں بجا ہے اگر مجھ کو گالیاں از روے عتاب دوگے خدا کے واسطے پیمبر کو کیا جواب دوگے بندہ پرور خاقانی کا شعر قطعہ بند ہے اور اس شعر کا پہلا شعر یہ ہے

اشعار

روح از پئے آبروے خود را | خلد از پے رنگ و بوے خود را
وست آبدہ مجاور النش | ارزن دہ برنج کوترالنش

اوپر کے دونوں مصرعوں میں را کا لفظ زائد پہلا مصرع تیسرے مصرع سے اور دوسرا مصرع چوتھے مصرع سے متعلق نثر اس کی فارسی میں یوں ہوتی ہے (روح از پئے آبروے خود دستابدہ مجاوران اوست و خلد از پئے رنگ و بوے خود ارزن دہ کبوتران اوست)

یہ دونوں شعر کعبۂ معظمہ کی تعریف میں اور دونوں شیئوں کی ضمیر
بطرف کعبہ راجع اس اظہار کی تصدیق تحفۃ العراقین سے کیجیے
اور ہندی کی چندی غالب سے سُن لیجیے "روح اپنی افزایش آبرو
کے واسطے وضو کا پانی دیتی ہے کعبہ کے مجاوران کو اور خلد اخذ رنگ
و بو کے واسطے دانہ کھلاتا ہے کعبہ کے کبوتروں کو" وضو کا پانی دینا
اور کبوتروں کو دانہ کھلانا ادنیٰ خدمت ہے خدا کے واسطے مخدوم
کونین کو خادم کہنا مدح ہے یا مذمت ہے معہذا خاقانی کے اِس
مصرع سے دست آبدہ پیمبر کو سمجھنا بے اعتنائی اور غفلت ہے
خاقانی نے روح کو آبدست دہ کا فاعل مانا تمنے پیمبر کو معاً اس
فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل سے متعلق ہونا کیونکر جائز
جانا قافلہ شد یعنی قافلہ رفت یعنی قافلہ سالار رفت یعنی رسول
مقبول رحلت کرد یہ قاف مع الالف میں کلام اُسی مستہجن رسول
کا ہے دست آبدہ کی شرح میں تحقیر اور قافلہ شد میں استہزا ہے
برہان قاطع والا اگر یہ قباحتیں نہیں سمجھا ہے تو احمق ہے اور اگر
سمجھ کر لکھتا ہے تو کافر مطلق ہے اب میرے خونناب زخم دل کی
روانی اور قلم کی خوننابہ فشانی دیکھیے تبصرہ مندرجہ حاشیہ
ساطع برہان کے حق میں کیا فرماتے ہو اور اس فقرۂ اخیر کو

(بازور نشیب رکاکت سر انداختند) کس کا لکھا بتاتے ہو سنو فخر الفضلا
وختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد
وہابیہ میں بزبان فارسی ایک رسالہ لکھا ہے اور اس عہد کے علما
کی اُس پر مہریں ہیں اُس رسالہ میں جناب مولوی صاحب مرحوم
لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت کو قوت مجامعت بہت تھی
حالانکہ یہ امر واقعی ہے یا یہ کہے کہ آپ کی روا میلی تھی اگرچہ اُس وقت
میں ہو لیکن چونکہ ایک گونہ سوء ادب اور اہانت ہے حاکم اہل اسلام
کو چاہیے کہ اس قول کے قائل کو سزا دے اور اگر حاکم سزا نہ دے تو
اہل شہر پر عزل حاکم واجب ہے اور اگر اہل شہر ایسا نہ کریں تو وہ
شہر دار الحرب ہے پس بموجب فتواے علماے اسلام فقرۂ مذکور
کا لکھنے والا کفر میں شداد سے اشد اور کذب میں مسیلمہ کذاب سے
سوا ہے خیر عقبیٰ میں وہ خالق کا مقہور اور دنیا میں اہل خلق کا
مطعون ہوگا مجھکو کیا مجھے تمپر ہنسی آتی ہے بعضی بات سمجھی نہیں
جاتی ہے خاقانی روح کو آبدست دہ مجاوران حرم کہتا ہے تم
کہتے ہو کہ خاقانی دست آب دہ اسم پیمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کہتا ہے مولوی امام بخش نے تم کو بہت کچھ پڑھایا مگر طریقہ
استنباط معنی نہ بتایا میرے حق میں جو کہتے ہو خود بھی نہیں سمجھتے کہ

کیا کہتے ہو میں نے اس کے سوا (کہ خاقانی بطریق تنزل گفتہ است) اور کیا کہا ہے جو مجھے بُرا کہتے ہو وہ بھی ذکر شیر شرزہ غاب میں نہ دستابہ کے باب میں اس نے جناب امیر المومنین کے واسطے ایک لفظ سہل سرسری لکھا میں نے قبول نہ کیا اور اس کے قول کا تنزل ظاہر کر دیا آنحضرت کو اس نے اب وہ دست یا دستاب وہ کہاں لکھا اور کیوں لکھتا نہ احمق تھا نہ بے ادب جب اس نے نہیں لکھا تو میں اس سے کیوں اُلجھوں اور کب اُلجھا نہ کج فہم ہوں نہ مغلوب الغضب آبدہ دست کے پردے کھل گئے بے اضافۂ لفظ آخر دست یعنی مسند نہ آئیگا آبدہ دست ہاتھ دھلانے والا کہلائیگا ہاں ایک طور ہے تم نے اس کو اور طور سے لکھا ہے میں بطریق ابلغ و احسن لکھتا ہوں یعنی تخت اورنگ سلاطین کے جلوس کے واسطے اور وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے موضوع ہے نظر اس اصل پر سلطان کو زیب افزاے اورنگ بے اضافۂ لفظ سلطنت اور امیر کو زینت بخش مسند بے افزایش لفظ امارت لکھو انبیا خصوصاً سید الانبیا مسند پر کب بیٹھے تھے اُن کے غلاموں کو امارت ننگ ہے اور زمزمۂ الفقر فخری بلند آہنگ ہے میرے خداوند کا فرش حصیر مسند گلیم رداے صحابہ سطح خاک میں مومن مجرم اپنے اس خداوند کو جس کی شان میں یہ مصرع اگرچہ مدح مجمل ہے

مصرعہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن قول فیصل ہے آبدہ دست وزینت بخش مسند کیونکر سمجھوں بلکہ
مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح وطبع سلیم گوارا نہ کرینگے کہ وہ صفت
عام جو دنیاداروں کے واسطے ہے قبلہ دین و دنیا پر صادق آئے لیکن (؟)
اور اس کے فضلہ خوار قابل خطاب نہیں ایہا الاخ المکرم فضلہ خوار
جواب ہے پس گردان جناب کا یہ کلمہ مستوجب عتاب نہیں یقین کہ
آپ نے اب تو از روے دلالت لفظ و معنی جان لیا ہوگا اور اس
فقیر حقیر کو نظر بہ قومیت ترک و پیشۂ آبائی سپاہ گری عسس (؟) المحققین
خطاب دیا ہوگا جاننا اس امر کا کہ آبدہ دست میں اگر آب سے پانی اور
دست سے ہاتھ مراد لیں تو اس کو اسم پیمبر سمجھنا کتنی بے ادبی ہے
اور اگر آب کو بمعنے رونق اور دست کو بمعنے مسند مانیں تو بے الحاق لفظ
نبوت و ہدایت حضرت کو اس ترکیب کا مشار الیہ سمجھنا کیسی بوالعجبی
ہے آبدہ دست رونق بخش مسند صفت ہے عموماً نعمان مالدار کی
یہانتک کہ اس اصطلاح سے تعریف کرسکتے ہیں صرافان و ساہوکاران
بلاد و امصار کی میں اب قطع کلام کرتا ہوں اور آپ کو بکمال تعظیم سلام
کرتا ہوں پیمبر کی تحقیر کو (؟) مسلم رکھتے ہو تم جا تو اور سید ابرار خاقانی پہ
بہتان کرتے ہو تم جا تو اور وہ میدان معنی کا شہسوار تجھکو کس قدر

تم نے لکھا ہے یا کوئی اور لکھ رہا ہے اگرچہ وہ سب لغو اور جھوٹ ہے معقول اور راست نہیں لیکن واللہ مجھکو عرصۂ محشر میں اُس کی بازخواست نہیں
شعر
زمین عشق بکو بین صلح کل کردیم تو خصم باش و زما دوستی تماشا کن

۱۳۲ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب مولوی صاحب اشرف الوکلا درویش گوشہ نشین غالب حزین کا سلام آپ کے عنایت نامہ کے ورود سے ہیں آپ کا احسان مند ہوا اور دل سے آپ کو دعائیں دیں کیوں حضرت آپ حیران ہوئے ہونگے کہ یہ شخص اتنا فضول اور لغو کیوں ہے خط کے پہنچنے سے اظہار منت پذیری اگر گزاف نہیں کیا ہے اب اس خوشی اور دعائیں دینے کی وجہ سُنئیے یعنی آپ کے سبب سے میں نے اپنے والا برادر از جان عزیزتر بدل نزدیک واز دیدہ دور نا مہربان بخود معزور میر قاسم علی خاں کا رقعہ اپنے نام کا پایا اللہ اللہ اگر آپ باعث نہ ہوتے تو بھائی صاحب کاہے کو مجھکو خط لکھتے انہیں سے پوچھیے کہ کبھی تم نے اسد کو خط لکھا ہے پس بعد اس توضیح کے آپ کی تحریر کا جواب لکھتا ہوں آپ کا واسطے اصلاح کلام کے

رجوع کرنا میری طرف موجب نازش کا ہے میرا طریق اس فن خاص میں یہ
یہ ہے کہ جو شعر بے عیب ہوتا ہے اُس کو بدستور رہنے دیتا ہوں اور جہاں
لفظ کے بدلے لفظ لکھتا ہوں اُس کی وجہ خاطر نشان کر دیتا ہوں تاکہ
آیندہ صاحب کلام اُس قسم کے کلام میں خود اپنے کلام کا مصلح رہے
مطلع کا یہ مصرع مصرعہ

سرخوش و سرشار مستم بلبلی

لسان فارسی میں سرشار صفت ہے پیالے کے معنی لفظی اسکے لبریز
پس شارب کو لبریز کیونکر کہیں گے اور یہ جو اردو مست و سرشار
مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں امر جداگانہ ہے فارسی میں تتبع
اردو کا ناجائز رند عالم سوز شعرائے عجم میں بمعنی رند بے نام و ننگ
آیا ہے جیسا کہ استاد کہتا ہے مصرعہ

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار

مطلع سست تھا میرے بربادہ الخ برشیشہ یہاں انسب ہے
از لحد ہوں خاک جسم خاک کو جسم سے کیا علاقہ (نقد جان را مہر مستم
بلبلی) نقد معنوی ہے طالب عہد الستم طالب عہد الست یعنی عہد الست
کس سے مانگتا ہے ہاں سرخوش عہد الست مجمل و بموقع ۱۲ متوقع
ہوں کہ میرا یہ رقعہ جو آپ کے نام کا ہے جناب میر قاسم علی خاں

صاحب کو پڑھا دیجیے گا اور اب جو آپ مجھے خط لکھیں تو یہ بھی لکھیے گا کہ ہنوز وہ صدر امین ہیں یا ترقی کی اور صدر الصدور ہو گئے اور اگر ترقی نہیں کی تو کیا وجہ ۱۲

۱۳۳ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی محمد عبدالرزاق صاحب شاکر کی خدمت میں بعد سلام یہ التماس ہے کہ مولوی صاحب عالیشان مولوی مفتی اسد اللہ خاں بہادر کی خدمت میں فقیر کا سلام پہنچائیے میں تو آپ سے عرض کرتا ہوں مگر آپ مفتی صاحب سے کہیے کہ مجھکو باوجود شدت نسیان آپ کا تشریف لانا یاد ہے چھاپے کے اجزا اٹھا کر میں نے آپ کے سامنے ایک غزل اپنی پڑھی تھی جس کے دو شعر قطعہ بند ہیں

قطعہ

ارزندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست | خود را بخاک رہگذر حیدر افگنم
منصور فرقۂ علی اللہیاں منم | آوازۂ انا اسد اللہ در افگنم

خدا کرے حضرت کو بھی یہ واقعہ یاد ہو اتحاد اسمی دلیل وحدت روحانی ہے اخی مکرمی میر قاسم علی خاں کو سلام پہنچے سال گذشتہ کی تعطیل کی طرح دلی آکر مجھسے بے ملے نہ چلے جائیے گا پھر حضرت مکتوب الیہ

سے کلام ہے اشعار بعد حک و اصلاح کے پہنچتے ہیں یہ رتبہ میری
ارزش کے فوق ہے کہ میں آپ کے کلام میں دخل و تصرف کروں
بندہ نواز زبان فارسی میں خطوں کا لکھنا پہلے سے متروک ہے پیرانہ
سری و ضعف کے صدقوں سے محنت پژوہی و جگر کاوی کی قوت
مجھ میں نہیں رہی حرارت عزیزی کو زوال ہے اور یہ حال ہے شعر
مضمحل ہو گئے قویٰ غالب   وہ عناصر میں اعتدال کہاں
کچھ آپ ہی کی تخصیص نہیں سب دوستوں کو جن سے کتابت رہتی
ہے اردو ہی میں نیاز نامے لکھا کرتا ہوں جن جن صاحبوں کی
خدمت میں آگے میں نے فارسی زبان میں خطوط و مکاتیب لکھے اور
بھیجے تھے ان میں جو صاحب الی الآن ذی حیات و موجود ہیں ان سے
بھی عند الضرورت اسی زبان مروج میں مکاتبت و مراسلت کا
اتفاق ہوا کرتا ہے پارسی مکتوبوں و رسالوں و نسخوں و کتابوں کے
مجموع شیرازہ بستہ چھاپا ہو کر اطراف و اقصائے عجم میں پھیل گئے
حال کی نثروں کو کون فراہم کرنے جائے جان کنی کے خیالات نے
مجھکو ان کی تحریر و تعلق و بار سے دست بردار و آزاد و سبکدوش
کر دیا جو نثریں کہ مجموع و یکجا ہو کر جہاں جہاں منتشر ہو گئی ہیں اور
آیندہ ہوں انہیں کو جناب احدیت جلت عظمتہ مقبول قلوب

اہلِ سخن و مطبوع طبائع اربابِ فن فرمائے اور میں اب انتہائے عمرِ ناپائدار کو پہنچکر آفتابِ لب بام اور ہجوم امراضِ جسمانی و آلام روحانی سے زندہ درگور ہوں کچھ یادِ خدا بھی چاہیے نظم و نثر کی قلمرو کا انتظام ایزدِ دانا و توانا کی عنایت و اعانت سے خوب ہو چکا اگر اس نے چاہا تو قیامت تک میرا نام و نشان باقی و قائم رہیگا پس امیدوار ہوں کہ آپ انہیں نذورِ محقرہ یعنی تحریرات روزمرہ اُردوے سادہ و سرسری کو تا امکان غنیمت جانکر قبول فرماتے رہیں اور درویش دلریش و فرو ماندہ کشاکشِ معاصی کے خاتمہ بخیر ہونے کی دعا مانگیں اللہ بس ماسواے ہوس ۱۲ تنقید معنوی کو حضور خود جانتے ہونگے اسکی توضیح و تفصیل میں تحصیل حاصل و تطویل لاطائل کی صورت نظر آتی ہے لہذا خامہ فرسائی بروے کار نہیں آئی ۱۲

۱۳۲ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت تین دوستوں نے مؤلفِ محرق پر جس کا نام صاحب تیغِ محرق رکھا گیا ہے جوتی پیزار کی ہے ایک رسالہ موجود تھا بھیجا جاتا ہے وہ دو نسخے بھی اگر بہم پہنچ گئے تو بھجوادونگا غزل بعد اصلاح جاتی ہے طرز فقیر مبارک ہو ۱۲۔

۱۳۵۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

حضرت مطالب علمی و شعری کا لکھنا موقوف سوال پر ہے جب حضور کی طرف سے کوئی سوال آئیگا بقدر اپنے معلوم کے جواب لکھا جائیگا

شعر

ہیں اپنے گنہ مزیل امید ایمان کہاں ہے ایک ڈر ہے

اس شعر میں قصد اچھا ہے مگر بیان ناقص ہے مطلب تو یہ ہے کہ صرف خوف اصل ایمان نہیں رجا کا بھی شمول چاہیے اور یہ بات اس تقریر میں سے نکلتی نہیں۔

۱۳۶۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

پیرو مرشد مصرعہ اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے۔

یہ خبر ہے پہلا مصرع مصرعہ ظلمتکدے میں میرے شب غم کا جوش ہے یہ مبتدا ہے شب غم کا جوش یعنی اندھیرا ہی اندھیرا ظلمت غلیظ سحر ناپید اگویا خلق ہی نہیں ہوئی ہاں دلیل صبح کی بود پر ہے بجھی ہوئی شمع اس راہ سے کہ شمع و چراغ صبح کو بجھا یا کرتے ہیں لطف اس مضمون کا یہ ہے کہ جس شئے کو دلیل صبح ٹھہرایا وہ خود ایک

سبب ہے منجملۂ اسباب تاریکی کے پس دیکھا چاہیے جس گھر میں
علامت صبح مؤید ظلمت ہوگی وہ گھر کتنا تاریک ہوگا شعر

تقابل و تضاد کو کون نہ جانے گا نور و ظلمت شادی و غم و راحت و
رنج وجود و عدم لفظ مقابل اس مصرع میں بمعنے مرجع ہے جیسے
حریف کہ بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے مفہوم شعر یہ کہ ہم اور
دوست از روے خوے و عادت ضد ہمد گر ہیں وہ میری طبع کی
روانی دیکھ کر رک گیا غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے آپ اپنی
طرف سے اس کو استصلاح سمجھتے ہیں اور میں اس کو اپنی جانب
سے استفادہ جانتا ہوں والسلام ۱۲ ۔

۱۳۷ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

فقیر اسد اللہ نے اس کاغذ کے لفافے پر مرسلۂ محمد عبدالرزاق
جعفری الحیدری اور ٹکٹ پر شاکر دیکھ کر دیر تک غور کی کہ یہ وہ
صاحب ہیں بعد تامل یاد آیا کہ مولوی عبدالرزاق صاحب اسم شریف
اور شاکر تخلص ہے غور کیجیے کہ نسیان کا کیا عالم ہے واللہ اگر مجھکو یاد
ہو کہ سابق میں کوئی غزل آپ کی آئی ہے یہ لفافہ لکھا ہوا ایکم

اگست سال حال کا کل میں نے ڈاک سے پایا آج غزل کو دیکھا کل یہ لفافہ روانہ کرونگا

شعر

کوئی آتا نہیں آگے ترے ہمتا ہوکر آئنہ جب نظر آیا ہے تو اندھا ہوکر

یہ مطلع دل نشین ہے مگر اتنا تامل ہے کہ آئینہ کو اندھا کہنا چاہیے یا نہیں

شعر

مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہے ترا بیٹھ جاتا ہے مرے دل میں سویدا ہوکر

مردم یعنی آنکھ کی پتلی مذکر نہیں معشوق کی قید کیا ضرور دعوی حسن پرستی رہے عموماً یہ خوب ہے

شعر

نظر آتی ہے جہاں مردمک چشم سیاہ بیٹھ جاتی ہے مرے دل میں سویدا ہوکر

شعر

حرمت مے کے لئے پیر مغاں کا ہے یہ حکم ریش قاضی کی رہے پنبۂ مینا ہوکر

یہ شعر بے لطف ہوگیا کس واسطے کہ جب قاضی کی ریش کہی تو وہ ابہام ریش قاضی کہاں رہا ۱۲۔ کارگاہ ہستی میں الخ داغ ساماں مثل انجم انجمن وہ شخص کہ داغ جس کا سرمایہ و سامان ہو موجودیت لالہ کی منحصر نمایش داغ پر ہے ورنہ رنگ تو اور پھولوں کا بھی لال ہوتا ہے ۱۲۔ بعد اس کے یہ سمجھ لیجیے کہ پھول کے درخت یا غلہ جو کچھ بویا جاتا ہے دہقان کو جوتنے بونے پانی دینے میں

مشقت کرنی پڑتی ہے اور ریاضت میں لہو گرم ہو جاتا ہے مقصود شاعر کا یہ ہے کہ وجود محض رنج و عنا ہے مزارع کا وہ لہو جو کشت و کار میں گرم ہوا ہے وہی لالہ کی راحت کے خرمن کا برق ہے حاصل بہت موجود داغ اور داغ مخالف راحت اور صورت رنج غنچہ الخ کلی جب نئی نکلے بصورت قلب صنوبری نظر آئے اور جب تک پھول بنے برگ عافیت معلوم یہاں معلوم بمعنے معدوم ہے اور برگ عافیت بمعنی مائۂ آرام مصرعہ برگ عیشی بگور خویش فرست

برگ اور سرو برگ بمعنے ساز و سامان ہے خواب گل شخصیت گل باعتبار خموشی و برجا ماندگی پریشانی ظاہر ہے یعنی شگفتگی وہی پھول کی پنکھڑیوں کا بکھرا ہوا ہونا غنچہ بصورت دل جمع ہے باوصف جمعیت دل گل کو خواب پریشاں نصیب ہے ہم سے رنج الخ پشت دست صورت عجز اور خس بدندان و کاہ بدندان گرفتن بھی اظہار عجز ہے پس جس عالم میں کہ داغ نے پشت دست زمین پر رکھدی ہو اور شعلہ نے تنکا دانتوں میں لیا ہو ہم سے رنج و اضطراب کا تحمل کس طرح ہو قبلہ ابتدائے فکر سخن میں بیدل و اسیر و شوکت کے طرز پر ریختہ لکھتا تھا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا ؎

طرز بیدل میں ریختہ لکھنا   اسد اللہ خاں قیامت ہے

۱۵- برس کی عمر سے ۲۵- برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا
دس برس میں بڑا دیوان جمع ہو گیا آخر جب تمیز آئی تو اُس دیوان
کو دور کیا اوراق یک قلم چاک کیے دس پندرہ شعر واسطے نمونے کے
دیوان حال میں رہنے دیے ۱۲- بندہ پرور اصلاح نثر کی ضرورت
نہیں آپ کی انشا کی یہ روش خاص دلچسپ اور بے عیب ہے
اس وضع کو نہ چھوڑیے اور جو میرا تتبع اور مجھ پر توجہ منظور ہو تو
پنج آہنگ وغیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و صرف ہمت
ملاحظہ فرمایئے اور مشق بڑھایئے چشم بد دور طبیعت حضور کی نہایت
عالی اور مناسب اس فن کے ہے میں آپ کی رسائی ذہن اور قوت
قلم سے امید قوی رکھتا ہوں کہ عنقریب بہت خوب لکھیے گا میرے
اور تمام دوستوں کے فخر اور دشمنوں کے رشک ہو جایئے گا ان ہذا
لامن برکتہ العلم یا مولانا و بالفضل والکمال اولانا ۱۲-

۱۳۶ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ و کعبہ فقیر پا در رکاب ہے سہ شنبہ چہار شنبہ ان دونوں
دنوں میں سے ایک دن عازم رامپور ہو گا تقریب وہاں کے جانے
کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت دو چار مہینے

وہاں رہنا ہوگا اب جو کوئی خط آپ بھیجیں تو رامپور بھیجیں مکان کا
پتا لکھنا ضرور نہیں شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح
بھیجا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ شعر آپ کہتے ہیں اور خط میں اٹھاتا ہوں
حسن اتفاق سے اصلاح مخمسہ کے وقت دوست غمگسار یار وفا شعار
علامۂ روزگار خاتم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خاں صاحب
بہادر صدر الصدور دہلی المتخلص بہ آزردہ دام بقاءہ وزاد علاءہ کہ
مجھ سے ملنے کو غمخانے پر تشریف لائے ہوئے موجود تھے مخمسہ دیکھ کر
پسند فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین عربی مصرعوں کے میرے ساتھ
شریک غالب ہو کر مزے لوٹے اور آپ کی شیرینی گفتار کے وصف
میں تا دیر عذب البیان و رطب اللسان رہے اور مجھ سے بقدر میسر
معلوم و بیان کے آپ کی صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہو کر
بہت شاد و خرسند ہوئے مبارک ہو نادیدہ و غائبانہ یعنی محض مشتاقانہ
بہ تمنائے ملاقات عجز و نیاز لکھنے کو ارشاد کر گئے ہیں لہذا میں لکھتا
ہوں قبول فرمائیے گا ۱۲

۱۳۹ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ پہلے معنی ابیات بے معنی سنیے نقش فریادی الخ ایران میں

رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہنکر حاکم کے سامنے جاتا ہے جیسے
مشعل دن کو جلاتا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجاتا بس شاعر
خیال کرتا ہے کہ نقش کس کی شوخی تحریر کا فریادی ہے کہ جو صورت
تصویر ہے اس کا پیرہن کاغذی ہے یعنی ہستی اگرچہ مثل تصاویر
اعتبار محض ہو موجب رنج و ملال و آزار ہے شوق ہر رنگ الخ
رقیب بمعنے مخالف یعنی شوق سروسامان کا دشمن ہے دلیل یہ ہے
کہ قیس جو زندگی میں ننگا پڑا پھرتا تھا تصویر کے پردے میں بھی ننگا
ہی رہا لطف یہ ہے کہ مجنوں کی تصویر باتن عریاں ہی کھنچی ہے جہاں
کھنچی ہے زخم نے داد الخ یہ ایک بات میں نے اپنی طبیعت سے نئی
نکالی ہے جیسا کہ اس شعر میں

شعر

نہیں ذریعۂ راحت جراحت پیکاں ۔۔۔ وہ زخم تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے

یعنی زخم تیر کی توہین بسبب ایک رخنہ ہونے کے اور تلوار کے زخم کی
تحسین بسبب ایک طاق سا کھل جانے کے زخم نے داد نہ دی تنگی
دل کی یعنی زائل نہ کیا تنگی کو پرفشاں بمعنی بیتاب اور یہ لفظ تیر کے
مناسب حال معنی یہ کہ تیر تنگی دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام
سے گھبرا کر پرفشاں اور سراسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ
رحیم بیگ نامے میرٹھ کا رہنے والا ہے دس برس سے اندھا ہو گیا

ہے کتاب پڑھ نہیں سکتا سن لیتا ہے عبارت لکھ نہیں سکتا لکھوا دیتا
ہے بلکہ اُس کے ہموطن ایسا کہتے ہیں کہ وہ قوّت علمی بھی نہیں رکھتا
اوروں سے مدد لیتا ہے اہل دہلی کہتے ہیں کہ مولوی امام بخش صہبائی
سے اس کو تلمذ نہیں ہے اپنا اعتبار بڑھانے کو اپنے کو ان کا شاگرد
بتاتا ہے میں کہتا ہوں کہ واے اُس ہیچ و پوچ پر جس کو صہبائی کا
تلمذ موجب عزّ و وقار ہو رسالہ اس کا ساطع برہان دلی پہنچکر
ڈھونڈوں گا اگر مل گیا تو خدمت میں پہنچے گا جناب مستطاب میر
قاسم علی خاں صاحب صادق القول ہیں میرے گھر آئے ہونگے
دروازہ بند پایا ہوگا مگر ایک خدشہ ہے کہ حضرت میں اور میرے
بھائی مرزا علی بخش خاں میں بہت ربط و اتحاد تھا اور وہ مرحوم
خدایش بیامرزاد کذب و گزاف میں ضرب المثل تھا اس تصوّر سے
اگر میں اس جملے کے سچ جاننے میں تامل کروں تو میرا تامل بیجا
نہ ہوگا بہرحال اُن کو میرا سلام کہیے گا ۱۲ سیلاب چپن ایک لفظ ہے
ہندیان فارسی داں کا اصل لغت چلپچی اور یہ لغت ترکی ہے معہذا
حباب آسمان جب تک کہ آسمان کو بحر یا دریا نہ کہیں حباب آسمان
نہ مقبول نہ مسموع و نات مسموع ہے اگر فتحہ الف کا اشباع جائز ہو
ورنہ و نات پروری کی جگہ ادنیٰ پروری بہتر ہے بلکہ و نات با ونات

بہر حال صفت ہے پرورش موصوف کی چاہیے نہ صفت کی والسلام

نمبر ۱۴۰ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

قبلہ آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ۸ جنوری کو فقیر دلّی پہنچا
تھکا ماندہ خستہ رنجور ہنوز افاقت کلی نہیں پائی آج صبح دم ہوا بند
ہے دھوپ تیز ہے پشت بآفتاب تکیہ کے سہارے سے بیٹھا ہوا
یہ سطریں لکھ رہا ہوں غزل پہنچتی ہے گوند میں لتھڑ کر ایک ٹکڑا
کاغذ کا الگ ہو گیا ہے حضرت باحتیاط اُس کو لفافے سے نکالیں

بیت

ہے تمہارا آفتاب یہ آفتاب آسماں — دیکھ لو اپنی چلمچی میں حباب آسماں

اگر پسند آئے تو اِس مطلع کو یوں رہنے دیجیے مولوی نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ
کا ایک شعر طالبعلموں کے ہاتھ پڑا انہوں نے ازروے قواعد نحو
اس میں کلام کرنا شروع کیا مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہنچے
تو فرمایا کہ یاران شعر را بہ مدرسہ کہ برد۔ جو صاحب یہ فرماتے ہیں کہ
مجموع پہلا مصرع مبتدا نہیں ہو سکتا اُن سے پوچھا چاہیے کہ
کیا آپ اُسی پہلے مصرعہ میں سے (ظلمتکدے میں میرے) اس کو
مبتدا اور (سب غم کا جوش ہے) اس کو خبر ٹھہراتے ہیں پس اگر

یوں ہے تو بھی مدعا حاصل ہے دوسرا مصرع دوسری خبر سہی آخر یہ
بھی تو مسلمات فن نحو میں سے ہے کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبر
ہو سکتی ہیں ہاں ایک قاعدہ اور ہے یعنی جملہ فعلیہ کے ماقبل جو عیا
ہوتی ہے اُس کو مبتدا نہیں کہتے اِس مطلع کا مصرعۂ ثانی جملہ اسمیہ
ہے اپنے ماقبل مبتدا کو قبول کرتا ہے اگر ہمنے نظر اِس دستور پر مصرعہ
اول کو مبتدا کہا تو بھی قباحت لازم نہیں آتی بہر حال جو وہ صاحب
اِسی پہلے مصرع کو قرار دیں وہ مجھے قبول ہے مگر شعر میرا مہمل
نہیں زیادہ اس سے کیا لکھوں بھائی میر قاسم علی خاں صاحب
کو بندگی ۱۲

۱۴۱ مخدوم و مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

مخدوم و مکرم و معظم جناب مولوی عبدالجمیل صاحب کی خدمت میں
بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت
میرا ذریعہ فخر و سعادت ہے دو عنایت نامے آپ کے اوقات مختلف میں
پہنچے پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہیں سیاہی اسطرح
کی پھیلی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہیں جاتے اگرچہ بینائی میری اچھی
ہے اور میں عینک کا محتاج نہیں لیکن باایںہمہ اُسکے پڑھنے میں بہت

تکلیف کرنی پڑتی ہے علاوہ اسکے جگہ اصلاح کی باقی نہیں چنانچہ اُس
خط کو آپ کی خدمت میں واپس بھیجتا ہوں تاکہ آپ یہ نہ جانیں کہ
میرا خط پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپ کو بھی ہو جاے
آپ خود دیکھ لیں کہ اس میں اصلاح کہاں دیجاے واسطے اصلاح
کے جو غزل بھیجیے اس میں بین الافراد و بین مصرعہا فاصلہ زیادہ چھوڑیے
اب کے خط میں جو کاغذ اشعار کا ہے حروف اُس کے روشن ہیں
مگر بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہ معدوم آپ کی خاطر سے
رنج کتابت اُٹھاتا ہوں اور ان دونوں غزلوں کو بعد اصلاح لکھتا
جاتا ہوں مسودہ تو آپ کے پاس ہوگا اُس سے مقابلہ کر کر معلوم
کر لیجیے گا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح ہوئی اور کون سی
بیت موقوف ہوئی مشاعرہ یہاں شہر میں کہیں نہیں ہوتا قلعہ میں
شہزادگان تیموریہ جمع ہو کر کچھ غزلخوانی کر لیتے ہیں وہاں کے مصرعۂ
طرح کو کیا کیجیے گا اور اُس پر غزل لکھ کر کہاں پڑھیے گا میں کبھی اُس
محفل میں جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ
ہے اس کو دوام کہاں کیا معلوم ہے ابھی نہ ہو اب کی ہو تو آیندہ
نہ ہو والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۴۲۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ آپ کو خط کے بھیجنے میں تردد کیوں ہوتا ہے ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے آتے ہیں گاہ گاہ انگریزی بھی اور ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہیں پوسٹ ماسٹر میرا آشنا ہے مجھکو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہیں آپ ہی انصاف کریں کہ آپ لال کنواں لکھتے رہے اور مجھکو بلی ماروں میں خط پہنچتا رہا یہ اب کی آپ نے حکیم کالے کا نام کیا لکھا ہے اس غریب کو تو شہر میں کوئی جانتا بھی نہیں خلاصہ یہ کہ خط آپکا کوئی تلف نہیں ہوا جو آپ نے بھیجا وہ مجھکو پہنچا بات یہ ہے کہ منشی خطوں کا جواب کہاں تک لکھوں میں نے آئین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہے جب مطلب ضروری التحریر ہو تو کیا لکھوں اب کی آپ کے خط میں تین مطلب جواب لکھنے کے قابل نکلے ایک تو وہ رباعی جو آپ نے اس ننگ آفرینش کی مدح میں لکھی ہے اس کا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب دوسرا مدعا خط کے نہ پہنچنے کا وسوسہ سو اس کا جواب لکھ چکا تیسرا امر جناب مولوی امتیاز خاں صاحب کا میرے یہاں آنا اور میرا اس وقت مکان پر

موجود نہ ہوتا واللہ مجھکو بڑا رنج ہوا اگر آپ سے ملیں تو میرا سلام کہیئیگا اور میرا ملال ان سے بیان کیجیے گا صبح کو میں ہر روز قلعہ کو جاتا ہوں ظاہرا مولوی صاحب اول تو آتے ہونگے جب سوار ہو جاتا ہوں تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے ہیں مولوی صاحب بیٹھتے حقہ پیتے اگر قلعہ جاتا ہوں تو پھر دن چڑھے آتا ہوں زیادہ اس سے کیا لکھوں ۱۲۔

۱۴۳ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

آداب بجا لاتا ہوں آپ کا نوازش نامہ پہنچا غزلیں دیکھی گئیں فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کلام میں استقام و اغلاط دیکھتا ہوں تو رفع کر دیتا ہوں اور اگر سقم سے خالی پاتا ہوں تو تصرف نہیں کرتا لیس تسلیم لکھا کر کہتا ہوں کہ ان غزلوں میں کہیں اصلاح کی جگہ نہیں۔

۱۴۴ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

سبحان اللہ سر آغاز فصل میں ایسے ثمرہائے پیش رس کا بھیجنا نوید ہزار گونہ میمنت اور شادمانی ہے یہ ثمر رب النوع اثمار ہے اس کی تعریف کیا کروں کلام اس بات میں کیا چاہتا ہوں

کہ میں یاد رہا اور اللہ کا آپ کو خیال آیا پروردگار با اینہمہ روان پروری
و کرم گستری و یاد آوری سلامت رکھے جمعہ کے دن جوان دوپہر کے وقت
کہار پہنچا اسی وقت خط کا جواب لیکر اور آم کے دو ٹوکرے دیکر روانہ
ہوگیا یہاں سے حسب الحکم اس کو کچھ نہیں دیا گیا خاطر جمع رہے۔

۱۵۴ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

حضرت کیا ارشاد ہوتا ہے آگے اس سے جو آپ کے اشعار آئے
تھے وہ دونوں کے بعد اصلاح دیکر بھیجے ہیں خط ڈاک میں تلف
ہو جائے تو میرا کیا گناہ آج آپ کا یہ خط صبح کو آیا میں نے آج ہی
دوپہر کو دیکھ کر لفافہ کر کر ڈاک میں بھجوا دیا اب پہنچے یا نہ پہنچے دو باتیں
سنیئے طرح بسکون راے قرشت بمعنے قریب ہے لیکن اردو میں یہ لفظ
مستقل نہیں وہ دوسرا لفظ ہے طرح بحرکت راے قرشت بروزن
فرح اس کو بہ سکون راے مہملہ بولنا عوام کا منطق ہے ہاں غزل
طرح کی زمین طرح کی یہ بسکون اور بمعنی روش و طرز و طرح
ہے بفتحتین جناب مولوی احمد حسن صاحب کو میرا
سلام پہنچے ۱۲

۱۴۶۔ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

صاحب وہ خط جس میں اشعار سید مظلوم کے تھے مجھکو پہنچا اور میں نے اُس خط کا جواب تم کو بھیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکھوں یہاں ترکی تمام ہے اخوان و احباب یا مقتول یا مفقود الخبر ہزار آدمی کا ماتم دار ہوں آپ غمزدہ اور آپ غمگسار ہوں اس سے قطع نظر کہ تباہ اور خراب ہوں مرنا سر پر کھڑا ہے پا بہ رکاب ہوں طرح بالفتح بمعنے نمونہ اور بمعنے قریب سچ لیکن طرح بفتحتین اور چیز ہے غیاث الدین رامپور میں ایک ملانے مکتبی تھا ناقل نا عاقل جس کا ماخذ اور مستند علیہ قتیل کا کلام ہوگا اُس کا فن لغت میں کیا فرجام ہوگا

مصرعہ کیستم من کہ تا ابد بزیم

لاحول ولا قوۃ یہ مصرع میرا نہیں تا ابد بزیم یہ فارسی لالہ قتیل کی ہے میرا قطعہ یہ ہے

قطعہ

کیستم من کہ جاودان باشم ۔۔۔ چون نظیری نماند طالب مرد

در بگویند در کدامین سال ۔۔۔ مرد غالب بگو کہ غالب مرد ۱۲۷۷ھ

یہ مادہ تاریخ از روے نجوم نہیں بلکہ از روے کشف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

۱۴۷ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپ کی خدمت گزاری میں حاضر اور غیر حاضر رہا ہے جو حکم آپ کا ہوتا ہے اُس کو بجا لاتا ہوں مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسع قدرت سے باہر ہے اس زمین میں کہ جس کا قافیہ آپ نے وصول لکھا ہے میں نے کبھی غزل نہیں لکھی خدا جانے مولوی درویش حسن صاحب نے کس سے اُس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے ہر چند میں نے خیال کیا اس زمین میں میری کوئی غزل نہیں دیوان ریختہ چھاپے کا یہاں کہیں نہیں ہے اپنے حافظہ پر اعتماد نہ کر کر اُس کو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سُنیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر لوگ پڑھ دیتے ہیں چنانچہ انہیں دنوں میں ایک صاحب نے مجھے آگرہ سے لکھا کہ یہ غزل بھیجدیجیے

مصرعہ اسد اور لینے کے دینے پڑے ہیں

میں نے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یہ میرا کلام ہو تو مجھپر لعنت اسی طرح زمانۂ سابق میں ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا

شعر

اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

میں نے سن کر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اُس پر
بقول اُس کے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھپر لعنت اسد اور
شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہیں ہے بھلا
ان دونوں شعروں میں تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیونکر سمجھا
جائیگا واللہ باللہ وہ شعر خدنگ کے قافیہ کا میرا نہیں ۱۲

۱۴۲ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

حضرت بہت دنوں میں آپ نے مجھکو یاد کیا سال گذشتہ
ان دنوں میں میں رامپور تھا مارچ سنہ ۱۸۶۱ء میں یہاں آگیا ہوں
اب یہیں ہوں اور یہیں میں نے آپ کا خط پایا ہے آپ نے سرنامہ
پر رامپور کا نام ناحق لکھا حق تعالیٰ والی رامپور کو صد وسی سال
سلامت رکھے اُن کا عطیہ ماہ بماہ مجھکو پہونچتا ہے کرم گستری و
استاد پروری کر رہے ہیں میرے رنج سفر اُٹھانے کی اور رامپور
جانے کی حاجت نہیں خلیفہ حسین علی صاحب رامپور میں مجھسے ملے
ہونگے مگر واللہ مجھکو یاد نہیں نسیان کا مرض لاحق ہے حافظہ
گویا نداردشامہ ضعیف سامعہ باطل باصرہ میں نقصان نہیں
البتہ حدت کچھ کم ہوگئی ہے مصرعہ

پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند

بہرحال چونکہ میں دلّی میں ہوں اور وہ رامپور گئے ہیں تو البتہ وہ آپ کے پیام جو اُن کی زبان کے محول تھے بدستور اُن کی تحویل میں رہے اور مجھ تک نہ پہنچے شہر بہت غارت زدہ ہے نہ اشخاص باقی نہ اماکنہ کتاب فروشوں سے کہدوں گا اگر میری نظم و نثر کے رسایل میں سے کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت میں بھیجدیا جائیگا

مصرعہ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت

ایک دوست کے پاس بقیۃ النہب والغارت میرا کچھ کلام موجود ہے اُس سے یہ غزل لکھوا کر بھیجدوں گا۔

۱۴۹ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو بندگی پہنچے عنایت نامہ کے ورود نے شادمان کیا مگر مبہمہ جو نگارش پذیر تھے انھوں نے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہوں آموں کے باب میں جو کچھ لکھا یہ کیوں لکھا ابداً کو دوام کیا ضرور ہے خصوصاً جب کہ بذات خود حادث ہو حضرات اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے اور جو کچھ ہے وہ خشک اور بے مزہ ہے آم کہاں سے ہو نہ مہاوٹ

نہ برسات نہ دریا پایاب ہو گئے کنوئیں سوکھ گئے اشجار میں طراوت کہاں سے ہو جناب اس کا خیال نہ فرماویں اپنے کشف کو غلط کر دوں گا برشگال آیندہ تک جیونگا آپ کے مونہہ سے آم کھاؤنگا۔

۱۵۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مولوی صاحب آپ کے دونوں خط پہنچے میں زندہ ہوں لیکن نیم مردہ آٹھ پہر پڑا رہتا ہوں اصل صاحب فراش ہوں بیس دن سے پانوں پر ورم ہو گیا ہے کف پا و پشت پا سے نوبت گذر کر پنڈلی تک آماس ہے جوتے میں پانوں سماتا نہیں بول و براز کے واسطے اُٹھنا دشوار یہ سب باتیں ایک طرف درد محلل رُوح ہے ۱۲۷۷ھ ہجری میں میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے واسطے تھا مگر اس تین برس میں ہر روز مرگ نو کا مزہ چکھتا رہتا ہوں حیران ہوں کہ کوئی صورت زیست کی نہیں پھر میں کیوں جیتا رہوں روح میری اب جسم میں اس طرح گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس میں کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہیں کتاب سے نفرت شعر سے نفرت جسم سے نفرت روح سے نفرت یہ جو کچھ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے مصرعہ

خرم آں روز کزیں منزل ویران بروم

ایسے مخمصے میں اگر تحریر جواب میں قاصر رہوں تو معاف ہوں۔

۱۵۱ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ مجھے کیوں شرمندہ کیا میں اس ثنا اور دعا کے قابل نہیں مگر اچھوں کا شیوہ ہے بروں کو اچھا کہنا اس مدح گستری کے عوض میں آداب بجا لاتا ہوں ۱۲۔

۱۵۲ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہنچے مکرمی مولوی غلام غوث خاں صاحب بہادر میر منشی کا قول سچ ہے اب میں تندرست ہوں پھوڑا پھنسی کہیں نہیں مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ ضعیف کیونکر نہ ہوں برس دن صاحب فراش رہا ہوں ستّر برس کی عمر جتنا خون بدن میں تھا بے مبالغہ آدھا اُس میں سے پیپ ہو کر نکل گیا سن کہاں جو اب پھر تولید دم صالح ہو بہرحال زندہ ہوں اور ناتوان اور آپ کی پرسشہائے دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام

۱۵۳۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی تفقد نامہ مرقومۂ ۲۱ ستمبر میں نے پایا حضرت کے سلامت حال پر خدا کا شکر بجا لایا کوئی محکمہ تخفیف میں آئے کوئی گاتوں مثلاً لٹ جائے آپ کا عہدہ آپ کو مبارک آپ کا دولت خانہ سلامت ہاں وہ جو آپنے ابن الخال کا اس محکمہ میں وکیل ہونے کا آپ کو کھٹکا ہے البتہ بجا ہے جب آپ ظاہر کر چکے ہیں تو اب اُس کا اندیشہ کیا ہے حاکم سمجھ لیگا وہ وکیل ہیں محکمۂ منصفی میں نہ کر سکینگے محکمۂ صدر امین و سشن جج میں کام کرینگے میں تندرست ہوں نہ رنجور ہوں زندہ بدستور رہوں دیکھیے کب بلاتے ہیں اور جبتک جیتا رہوں اور کیا دکھلاتے ہیں والسلام بالوف الاحترام ۱۲۔

۱۵۴۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف میں ایک قطعہ اور حضرت کی مدح میں ایک قصیدہ لکھتا بات یہ ہے کہ آئین جو شایستہ مدح میں ہے میں اب رنجور نہیں تندرست ہوں

مگر بوڑھا ہوں جو کچھ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا میں زائل ہو گئی اب ایک جسم بے روح متحرک ہوں مصرعہ

بیکے مردہ شنخصم بمردی روان

اس مہینے یعنی رجب ۱۲۸۰ھ سے سترواں برس شروع اور اسقام و آلام کا آغاز ہے لاموجود الا اللہ و لامؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲

۱۵۵۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ ایک سو بیس ۱۲۰ آم پہنچے خدا حضرت کو سلامت رکھے دس قلمیں اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالہ کر دی ہے خدا کرے بحفاظت آپ کے پاس پہنچے میں مریض نہیں ہوں بوڑھا ہوں اور ناتوان گویا نیم جان رہ گیا ہوں ایک کم ستر برس دنیا میں رہا کوئی کام دین کا نہیں کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲

۱۵۶۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب عالی وہ غزل جو کہار لایا تھا وہاں پہنچی جہاں میں جانے والا ہوں یعنی عدم مدعا یہ کہ گم ہو گئی ۱۲

۱۵۷۔ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیرو مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار ہوں مسند نشینی تہنیت کے واسطے رامپور آیا ہیں کہاں اور بریلی کہاں ۱۲۔ اکتوبر کو یہاں پہنچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤنگا نمائش گاہ بریلی کی سیر کہاں اور ہیں کہاں خود اس نمائش گاہ کی سیر سے جسکو دنیا کہتے ہیں دل بھر گیا اب عالم بے رنگی کا مشتاق ہوں لاالٰہ الا اللہ لاموجود الا اللہ لامؤثر فی وجود الا اللہ۔

۱۵۸۔ مولوی عزیز الدین کے نام

صاحب کیسی صاحبزادوں کی سی باتیں کرتے ہو دلی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی آگے تھی قاسم خاں کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خاں کے پھاٹک تک بے چراغ ہے ہاں اگر آبادی ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خاں کی حویلی اسپتال ہے اور ضیاء الدین خاں کے کمرے میں ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں اور کالے صاحب کے مکانوں میں ایک اور صاحب عالی شان انگلستان تشریف رکھتے ہیں ضیاء الدین خاں اور ان کے بھائی مع قبائل و عشائر لوہارو میں

لال کنوئیں کے محلہ میں خاک اڑتی ہے آدمی کا نام نہیں تمہارے مکان میں
جو چھوٹی بیگم رہتی تھی اُس کے پاس اور لکھمی کی دُکان پر اس اشتہار
کو بھیجا بیگم لاہور گئی ہے لکھمی کی دُکان میں کتے لوٹتے ہیں مولوی
صدرالدین صاحب لاہور رہیں ایزدبخش تراب علی ان لوگوں سے
میری ملاقات نہیں میں نے آپ مہر کر دی حکیم احسن اللہ خاں
اور میاں غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خاں ساکن دریبہ
ان کی مہریں ہو گئیں محضر آپ کے پاس بھیجتا ہوں خط ازروے احتیاط
بیرنگ بھیجا ہے پوسٹ پیڈ خط اکثر تلف ہو جاتے ہیں چنانچہ قاضی
عبدالجمیل صاحب کا خط جس کا آپ نے ذکر لکھا ہے آنکھیں پھوٹ
جائیں اگر میں نے دیکھا ہو آپ ان سے میرا سلام نیاز کہیے اور خط کے
پہنچنے کی ان کو خبر پہنچائیے ۱۲

۱۵۹ مفتی سید عباس کے نام

قبلہ حضرت کا نوازش نامہ آیا میں نے اس کو حرزِ بازو بنایا آپ کی
تحسین میرے واسطے سرمایۂ عز و افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ دفتر
بے معنی نہ سرسری بلکہ سراسر دیکھا جاوے نہ پیش نظر دھرا رہے بلکہ
اکثر دیکھا جاوے میں نے جو نسخہ وہاں بھجوایا ہے گویا کسوٹی پر سونا

چڑھایا ہے نہ ہٹ دھرم ہوں نہ مجھے اپنی بات کی پچ ہے دیباچہ و
خاتمہ میں جو کچھ لکھ آیا ہوں سب سچ ہے کلام کی حقیقت کی داد چاہتا
ہوں طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہوں نگارش لطافت سے خالی
نہ ہوگی گزارش لطافت سے خالی نہ ہوگی علم و ہنر سے عاری ہوں لیکن
بچپن پر یہیں سے محو سخن گزاری ہوں مبدأ فیاض کا مجھ پر احسان
عظیم ہے ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے فارسی کے ساتھ
ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہوں مطابق اہل پارس کے منطق
کا بھی مزہ ابدی لایا ہوں مناسبت خداداد تربیت استاد سے حسن
و قبح ترکیب پہچاننے لگا فارسی کے غوامض جاننے لگا بعد اپنی تکمیل
کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکھنا کیا ہے گویا
باسی کڑھی میں ابال آیا لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا
ہے یہ تنک مایہ معارض اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتے ہیں
کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہے عرض کرتا ہوں کہ حضرت برہان
قاطع و قاطع برہان ایک نمط ہے برہان قاطع نے کیا لکھا یہ تو کہیں کسکو
قطع کیا ہے جو آپ نے اس کو قاطع لقب دیا ہے برہان جب تک
غیر کی کسی برہان کو قطع نہ کریگی کیونکر برہان قاطع نام پائیگی برہان
قاطع کی صحت میں جتنی تقریر کیجیے گا وہ قاطع برہان کی صحت

کی ثبوت کے کام آئیگی قطعۂ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطعہ اُسکا گہنا ہے جناب نواب صاحب کا نیاز مند اور بندہ فرمانبردار ہوں بعد عرض سلام شعر کے پسند آنے کا شکر گزار ہوں آپ کے علم و فضل و فہم و ادراک کی جو تعریف کی جاسے وہ حق ہے لیکن میرے شعر کی تعریف صرف خریداری دکان بے رونق ہے ۱۲

۱۶۔ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ کا خط پہلا آیا اور میں اس کا جواب لکھنا بھول گیا کل دوسرا خط آیا مگر شام کو اُسی وقت پڑھ لیا آدمی کے حوالہ کیا اُس نے آج صبحدم مجھکو دیا میں جواب لکھ رہا ہوں بعد اختتام تحریر معنون کر کے ڈاک میں بھجوا دونگا والی رامپور کو خدا سلامت رکھے اپریل مئی ان دونوں مہینوں کا روپیہ موافق دستور قدیم آیا جون ماہ گذشتہ کا روپیہ خدا چاہے تو آجاسے آج جمعہ ۷۔ جولائی ہے معمول یہ ہے کہ دسویں بارھویں کو رئیس کا خط مع ہنڈوی آیا کرتا ہے میں نے قصیدۂ تہنیت جلوس بھیجا اُس کا جواب آگیا اب میں نظم و نثر کا مسودہ نہیں رکھتا دل اس فن سے نفور ہے دو ایک دوستوں کے پاس اس کی نقل ہے ان کو اِس وقت کہلا بھیجا ہے اگر وہ آج آگیا کل اور اگر کل آیا تو پرسوں بھیجدوں گا

بھائی امین الدین خاں صاحب کے اصرار سے خسرو کی غزل پر ایک غزل لکھی ہے علاؤالدین خاں نے اس کی نقل ان کو بھیجدی ہیں دیوان پر نہیں چڑھاتا مسودہ بھیجتا ہوں تقدیم و تاخیر ہندسوں کے مطابق ملحوظ رہے گرمی کی شدت سے حواس بجا نہیں معہذا امراض و آلام روحانی۔

قصیدہ

تجلیی کہ ز موسی ربود ہوش بطور
بہ شکل کلب علی خاں دگر نمود ظہور

خجستہ سرورِ سلطاں شکوہ را نازم
کہ رشک بر کلہش دارد افسر فغفور

ہوای لطف وی از جان خورد برد تشویش
نگاہ قہر وی از روی مہ رباید نور

دم نگارش وصف کلام شیرینش
چو خیل مور دود بر ورق حروف سطور

فضای رزمگہش شاہراہ قہر و غضب
بساط بزمگہش کارگاہ سور و سرور

بخوان شرع بہین ہم نوالۂ شبلی
بہ بزم عشق مہین ہم پیالۂ منصور

ز روی رابطۂ حسن ماہتاب جمال
بحسب ضابطۂ جاہ آفتاب ظہور

بحکم مرتبہ او حاکم و فلک محکوم
ز راہ قاعدۂ شرع آمرست او مامور

چو آب سیل روانی کہ ایستد بمغاک
بود ہمیشہ بہ فنجان دستش شراب طہور

زہے وزیر و سخی شہریار دانادل
تو شاہ کشور حسن و خرد ترا دستور

بنای منظر جاه ترا زحل معمار ثوابت کرهٔ چرخ هشتمی مزدور

ثناگر تو سکندر به بارجاه جلال تفاخور تو ارسطو به درسگاه شعور

برای بزم نشاط تو شمع چون بزنند ق نه پیه گاو بکار آورند و نی کافور

ز فیض نسبت خلق تو عنبر سارا بجای موم برآید ز خانهٔ زنبور

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار ق ز بهر فاتحه آئی اگر بسوی قبور

جهان جانی و جان جهان عجب نبود که از ورود تو هر مرده قصد اندر گور

به پیشگاه تو زانو همی زند انصاف که ای برحم و کرم در جهانیان مشهور

در انتقام کشی شیوهٔ کرم مگذار برآر کام دل بدسگال از ساطور

توئی بفضل فزایندهٔ عروج علوم توئی بعلم کشایندهٔ عقود صدور

صریر خامهٔ من بین که سیر باید دل چنانکه از لب داود استماع زبور

سواد صفحهٔ من بین و تابش معنی عیان چو شمع فروزنده در شب دیجور

امیر زنده دل آن والی ولایت نظم به گنج خانهٔ گنجه نظامیش گنجور

غروب مهر و طلوع مه و بهفته بعد رسیدن تو بدین اوج بعد آن مغفور

چو او بزیر زمین رفت آن ولایت یافت تو باش والی روی زمین قرین و دهلی

بانجمن نرسیدم ز ناتوانائی ولی بعرض ثنا و دعاییم معذور

بخاک پای تو گر دستگاه داشتمی نبودمی بغم دوری در تو صبور

من آن کسم که ز افراط و رشک اخلاص بغیبتست مرا و عوضی دوام حضور

توئی رحیم دل و من سقیم دوری به — مباد رنجه شوی از نظارهٔ رنجور

کفے بدست تهی پر ز کیسهٔ ولاک — دمے به سینه بسے تنگتر ز دیدهٔ مور

کمی زبان و کرم از شما بلا تشبیه — زکردگار بود روز و شب ز بیم قصور

نظر به خستگی و پیری و تهیدستی — قبول کردن تسلیم من خوش است از دور

شعار غالب آزاده جز دعا نبود — که با دوستی دعاگوے و در دعا مشکور

به دهر تا بود آئین که در نوا آرند — رباب و بربط و قانون و نے به محفل سرور

به بزم عیش تو ناهید باد زمزمه سنج — نسیم عطر فروشش از شمیم طرهٔ حور

محب ز لطف تو بالنده چون نوا از ساز
عدو ز بیم تو نالنده چون خر طنبور

غزل

هم انا الله خوان و رشته را بگفتار آورد
هم انا الحق گوی مردی را سر دار آورد

ایکه پنداری که ناچارست گردون در روش
نیست ناچار آنکه گردون را بگفتار آورد

نکته داریم و با یاران نمیگوئیم فاش
طالب دیدار باید تاب دیدار آورد

آن کند قطع بیابان این شگافد مغز کوہ
عشق ہر یک را بطرز خاص درکار آورد
جاذب شوقش بین کہ در رہ گام بر گشتن زو برہ
در قفائے خویشتن بیت را برفتار آورد
دانہا چون ریزد از تسبیح تارے پیش نیست
این مشعبد ہر گاہ از سبحہ زنار آورد
آہ ما را بین کہ تا زد از دل سختش خبر
یا ورا نازم کہ ابر از سوے کہسار آورد
نزد ما حیف است گو نزد زلیخا میل باش
جذبۂ کز چاہ یوسف را بیازار آورد
ہر انارے را کہ افشاریم از وے خون چکد
ہر نہالے را کہ بنشانیم دل بار آورد
نیست چون در منطقش جز ذکر شاہد حرف و صوت
شاہدی باید کہ غالب را بگفتار آورد

۱۵۱۔ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ بیشک ولی صاحب کرامت ہیں کم و بیش ایک ہفتہ گذرا

ہوگا کہ ایک امر جدید مقتضی اس کا ہوا کہ آپ کو اس کی اطلاع دول خانہ کاہلی خراب آج لکھوں کل لکھوں اب کون لکھے کل صبح کو لکھوں گا صبح ہوئی غالب اس وقت نہ لکھ سہ پہر کو لکھیو آج دوشنبہ ۲۳-جولائی کے بارہ پر دو بجے ہرکارہ نے آپ کا خط دیا پلنگ پر پڑے پڑے خط پڑھا اور اسی طرح جواب لکھا اگرچہ ڈاک کا وقت نہ رہا تھا مگر بھجوا دیا کل روانہ ہو رہیگا آپ کو معلوم رہے کہ منشی حبیب اللہ ذکا اور نواب مصطفی خاں حسرتی کو کبھی اُردو خط نہیں لکھا ہاں ذکا کو غزل اصلاحی کے ہر شعر کے تحت میں منشاء اصلاح سے آگہی دیجاتی ہے نواب صاحب کو یوں لکھا جاتا ہے کہار آیا خط لایا آم پہنچے کچھ بانٹے کچھ کھائے بچوں کو دعا بچوں کی بندگی مولوی الطاف حسین صاحب کو سلام یہ تحریر اس ہفتے میں گئی ہے غرض کہ عامیانہ لکھنا اختیار کیا ہے اب یہ عبارت جو تم کو لکھ رہا ہوں یہ لائق مشمول مجموعۂ نثر اُردو کہاں ہے یقین جانتا ہوں کہ ایسی نثروں کو آپ خود نہ درج کرینگے کتاب کے باب میں سرمد کی رباعی کا شعر اخیر لکھ دینا کافی ہے

شعر

عالم ہمہ مرآت جمال ازلی ست ۔۔۔ می باید دید و دم نمی باید زد

بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض طبع میں ہے

اگر آپ یا آپ کا کوئی دوست خریدار ہو تو جلتی مجلد فرمائیے اُس قدر
بھجوا دوں چھ روپے مع محصول ڈاک قیمت ہے اسی مطبع میں جس میں
حدائق الانظار انطباع ہوا ہے اخبار بھی چھاپا جاتا ہے اس کے
ہفتہ کا دو ورقہ بھجوا دیا جاویگا بشرط پسند آپ توقیع خریداری لکھ بھیجیے گا
جناب کیمس صاحب بہادر افسر مدارس غرب و شمال کا با وجود عدم
تعارف خط مجھکو آیا کچھ اُردو زبان کے ظہور کا حال پوچھا تھا اُسکا
جواب لکھ بھیجا نظم و نثر اُردو طلب کی تھی مجموعہ نظم بھیجد یا نثر کے باب
میں تمہارا نام نہیں لکھا مگر یہ لکھا کہ مطبع الہ آباد میں وہ مجموعہ چھاپا
جاتا ہے بعد انطباع و حصول اطلاع وہاں سے منگا کر بھیجدوں گا
زیادہ حد ادب نامہ جواب طلب۔

۱۶۲ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

بندہ گناہگار شرمسار عرض کرتا ہے کہ پرسوں غازی آباد کا اُٹھا
ہوا گیارہ بجے اپنے گھر پر مثل بلائے ناگہانی نازل ہوا ہوں شعر

بایدکہ کنم ہزار نفرین برخویش اما بزبان جادۂ راہ وطن

خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب قرابت آپ کو اور باندازۂ
مہر و محبت مجھکو وہ مغفور میرا قدر دان اور مجھپر مہربان تھا حق تعالی

اُس کو اعلیٰ علیین میں بسبیل دوام قیام عطا کرے رامپور ہی میں تھا کہ اودھ اخبار میں حضرت کی غزل نظر افروز ہوئی کیا کہنا ہے ابداع اس کو کہتے ہیں جدت طرز اس کا نام ہے جو ڈھنگ تازہ تو ایان ایران کے خیال میں نہ گذرا تھا وہ تم پر وسے کار لائے خدا تم کو سلامت رکھے اور میر اور وکھنی جامع برہان قاطع کے جھگڑے میں بخلاف اور فارسی دانوں کے توفیق انصاف عطا کرے لو اب اِس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہو جاوے ۱۲

غزل

چشم کہ باز شد زخواب فتنہ از دو بچار سوست
پردہ ز رخ کہ برکشاد مہر ز شرم زرد روست
رخت خرد بآب رفت عارض شرمگیں کہ شست
غرقہ آب حیرت ست آئنہ یا کہ رو بروست
جامہ کہ کرد زیب تن صبح درید پیرہن
بند قبا کہ بستہ است نکہت گل بہ بند اوست
غازہ برخ کہ برکشید رنگ بروی گل شکست
ابرو کہ بست وسمہ تاب گردن خلق تیغ جوست

دست کہ در حنا گرفت لالہ تر بخون نشست

چشم کہ مست سرمہ گشت ناطقہ سرمہ در گلوست

جام صبوحی کہ زد شیشہ بہ سجدہ میسرود

مے زلب کہ کام یافت جوش نشاط در سبوست

چہرہ ز مے کہ برفروخت نشاء شوق شد بلند

زلف کہ بوسے برفشاند موج نسیم مشکبوست

تیغ نگہ کہ آب داد گشتہ فگار سینہا

نوک مژہ کہ تیز کرد دامن زخم بے رفوست

غنچہ زخندہ لب بلب رنگ تبسم کہ دید

در گہر آبرو نماند لعل کہ گرم گفتگوست

طرف کلہ کہ بر شکست شیشۂ دل شکستہ شد

قامت خود کہ راست کرد نخل مراد در نموست

موی کمر کہ تاب داد رشتۂ جان زہم گسیخت

دامن ناز را کہ ہشت خاک زمین بابروست

بر سر زین کہ بر نشست رفتہ زکف عنان صبر

سوے چمن کہ میرود باد صبا برفت وروست

بخت کجاست بیخبر تا برکاب او دوم

بر سر رہ نشستہ ام نیم نگاہم آرزوست

۱۶۳ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

قبلہ پیری و صد عیب ساتویں دہائی کے مہینے گن رہا ہوں قولنج آگے دوری تھا اب دائمی ہو گیا ہے مہینہ بھر میں پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہو جاتے ہیں اور یہی منشاء حیات ہے غذا کم ہوتے ہوتے اگر مفقود نہ کہو تو بمنزلۂ مفقود کہو پھر گرمی نے مار ڈالا ایک حرارت غریبہ جگر میں پاتا ہوں جس کی شدت سے بھنا جاتا ہوں اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہوں مگر صبح سے سوتے وقت تک نہیں جانتا ہوں کہ کتنا پانی پی جاتا ہوں ۱۲ میرے ایک رشتہ دار کے بھتیجے نے بوستان خیال کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے میں نے اُس کا دیباچہ لکھا ہے ایک دو ورقہ اُس کا نہ بصورت پارسل بلکہ بہیئت خط بھیجتا ہوں آپ کا مقصود دیباچہ ہے سو نقل کر لیجیے میرا مدعا اِس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہے کہ آپ کے پسند آئے یا اور اشخاص خرید کرنا چاہیں تو چھ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہے ۱۲

۱۶۴ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

اِس خط کا جواب جو مکتوب الیہ نے لکھا وہ بھی میرے ہاتھ

آگیا تنہا ناظرین کے حظ کے لئے یہاں لکھے دیتا ہوں حضرت
آج علی الصباح میں گورکھپور کے میدان میں خیمہ کے اندر اکیلا
بیٹھا تھا چلمیں جو چاروں طرف کے دروازوں کی چھٹی تھیں صاف
قفس کی صورت تھی ہر سمت کو دیکھتا تھا اور تنہائی سے گھبرا گھبرا
کر یہ مصرع پڑھتا تھا مصرعہ ہائے تنہائی اور کنج قفس۔
دفعتہً ہٹو بڑھو کا غل ہوا حیرت میں آیا کہ کس کی سواری آتی
ہے دیکھا تو دیکھا کہ شوق اور تمنّا اور محبّت ان سارے حشم و خدم
کا آگے آگے اہتمام ہے اور پیچھے اُن کے حضرت توسن ہمت کو کُدائے
پھنداتے چلے آتے ہیں پھر تاب کسے تھی بے اختیار دوڑا خیمہ سے
باہر آیا جھک کر آداب بجالایا رکاب تھام کر گھوڑے سے اُتارا
قدم لیے خیمے میں گیا مسند پر بٹھایا صدقے میں اپنے کو اُتارا دو زانو
ادب سے سامنے بیٹھا ہاتھ باندھ کر مزاج مقدس پوچھا جواب
میں علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سُنی جی کُڑھا نصیب دشمناں
کہکر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ صحیح و سلامت رکھے حضرت کی
عمر اتنی بڑھائے کہ خضر کو رشک آئے اِدھر اُدھر کا مذکور رہا ارشاد
ہوا کہ میں نے دہلی پہنچکر تجھے ایک خط بھیجا تھا عرض کیا کہ اُس کے
ورود سے مشرف ہوا تھا جواب لکھنے میں رامپور والے عریضہ

کی رسید کی راہ دیکھتا تھا اِس میں اُس سوال کا ذکر آیا جو اُس عریضہ
میں ایک شعر کی نسبت لکھا تھا حضرت نے فرمایا اُسی کو دیکھ رہا
تھا کہ خاص تراش آگیا اور حارج ہوا یہ سن کر میں نے مُنہ بنا کر کہا
اس وقت میں نہ ہوا ورنہ حجام کی خوب حجامت کرتا کہ اُس نے
میرا حرج کیا حضرت نے تبسم کرکے فرمایا اُس بیچارے پر کیوں خفا
ہوتے ہو میں اب جاتا ہوں اور تیرے عریضہ کو دیکھکر سوال کا جواب
لکھتا ہوں یہ کہکر حضرت تشریف لے گئے جب تک سواری نظر آیا کی
میں دروازہ پر کھڑا حسرت کی نگاہوں سے دیکھا کیا پھر غمگین خیمے
میں آکر بیٹھا اور یہ اشعار جو کسی کے برمحل یاد آگئے اُنہیں کو پڑھ
رہا ہوں

اشعار

این نیست کہ از راہ وفا آمدہ رفتی — شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ رفتی
چندان ننشستی کہ شود غنچۂ دل وا — چوں بوئے گل و باد صبا آمدہ رفتی
چوں عمر کہ ہر گہ بسر آید برود زود — خود بر سر این بے سر و پا آمدہ رفتی

۱۹۵ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

۱۶۶۔ خواجہ غلام غوث خاں بہادر بیخبر کے نام

مولنا بندگی آج صبح کے وقت شوق دیدار میں بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن ہمت پر سوار چلدیا ہوں جانتا ہوں کہ تم تک پہنچ جاؤنگا مگر یہ نہیں جانتا کہ کہاں پہنچونگا اور کب پہنچونگا اتنا بیخود ہوں کہ جبتک تم اطلاع نہ دوگے میں نہ جانونگا کہ کہاں پہنچا اور کب پہنچا آپ کا پہلا خط رامپور سے دلی آیا میں راہ میں تھا پھر دلی سے خط رامپور پہنچا میں وہاں بھی نہ تھا خط دلی روانہ ہوا اب کئی دن ہوے کہ میں نے ڈاک سے پایا اُس حال میں بیمار تھا معہذا جاڑے کی شدت مہاوٹ کا مینہ دھوپ کا پتا نہیں پردے چھٹے ہوئے نشیمن تاریک آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی دھوپ میں بیٹھا ہوں خط لکھ رہا ہوں حیران ہوں کہ کیا لکھوں اس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دل کو مضمحل کر دیا جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمھارے ماموں ہیں مگر ان کے اور تمھارے معاملات مہرو لا ایسے کہ تمھاری تحریر سے اب معلوم ہوے میرے دل نشین نہ تھے ایسے محب کا فراق اور پھر بقید دوام کیونکر جانگزا نہ ہو حق تعالیٰ اُنکو بخشے اور تم کو صبر دے حضرت میں بھی اب چراغ سحری ہوں

رجب ۱۲۸۲ھ کی آٹھویں تاریخ سے اکہتّرواں سال شروع ہو گیا طاقت سلب حواس مفقود امراض مستولی بقول نظامی مصرعہ

یکے مردہ شخصم بپیری روان

آج میں اور بھی باتیں کرتا مگر میرا خاص تراش آ گیا مہینا بھر سے حجامت نہیں بنوائی خط لپیٹ کر ڈاک میں بھیجتا ہوں اور خط بنواتا ہوں۔

۱۶۷۔ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

قبلہ اُس عنایت نامے کا جو مارچ گذشتہ میں پایا ہے آج یکم اپریل کو جواب لکھتا ہوں گویا نماز صبح قضا پڑھتا ہوں جناب مولوی غلام غوث خاں بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غروب و شمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضائل اربعہ ملکۂ عدالت و حکمت حاصل ہوتا ہے اِس دانا دل بیدار مغز کو فطرت و حیا سے حسن صورت وہ کہ جو دیکھے پہلی نظر میں حُسن خلق لطف طبع اُس کو نظر آئے فقیر ہمیشہ مورد اعتراضات رہا ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعد دو چار دن کے معترض صاحب کا خط آیا ہے لغت و ترکیب معترض فیہ کی سند کے

اشعار حضرت نے اس خط میں درج کئے ہیں اللہ اللہ جو کلکتہ میں شور
نشور اٹھا تھا میرا شعر ~ شعر

جزوے از عالمم و از ہمہ عالم بیشم   ہمچو موئے کہ بتاں را ز میان برخیزد

خستہ جیر اجتہادے اعتراض ہوا ہے منشاء اعتراض یہ کہ عالم مفرد ہے
اس کا ربط ہمہ کے ساتھ بسبب اجتہاد و قتیل ممنوع ہے قضارا اس
زمانے میں شاہزادہ کامران دُرّانی کا سفیر گورنمنٹ میں آیا تھا
کفایت خاں اس کا نام تھا اس تک یہ قصہ پہنچا اس نے اساتذہ
کے اشعار پانسات ایسے پڑھے جس میں ہمہ عالم و ہمہ روز و ہمہ جا
مرقوم تھا اور وہ اشعار قاطع برہان میں مندرج ہیں ہاں صاحب
قاطع برہان میں اور مطالب بڑھائے اور ایک دیباچہ دوسرا لکھا ہے
اور درفش کاویانی اس کا نام رکھا اور اس کو چھپوایا ایک مجلد اسکا
آج اس خط کے ساتھ ڈاک میں بھیجتا ہوں بعد پہنچنے کے تم اسکو دیکھیے گا
اور اکثر وقت فرصت پیش نظر رکھیے گا اور جس دن پہنچے اسی دن یا
اس کے دوسرے دن رسید لکھیے گا اور اگر اور صاحب اس کے
طالب اور خریدار ہوں تو مجھکو لکھیے گا دس پانچ دو چار جلد
بھیجدونگا یہ نسخہ میری طرف سے ان کی نذر ہے قول پھر بھیجونگا۔

۱۶۲ خاتمہ مرزا حاتم علی مہر کی مثنوی کی تقریظ

اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امورِ دینی میں سے کسی امر کا شہود اور مصالحِ دنیوی میں سے کسی مصلحت کا وجود بلکہ اگر بمثل اسمِ اعظم فرض کیجیے تو اُس کی بھی نمود جب تک اس لطیفۂ غیبی کا شمول نہ ہو عالمِ امکان میں ممکن نہیں مسائلِ حکیمانہ کی ہستی ترہات ندیمانہ کی مستی درد و درماں کے مدارج کا اظہار افسانہ و افسوں کے مقاصد کا مدار شکر و شکایت کا عنوان نفرین و آفرین کا بیان رد و قبول کی حکایت فتح و شکست کی روایت صرف و نحو کی رازدانی نثر و نظم کی گلفشانی جو کچھ اگلوں نے کہا ہے جو کچھ اب کوئی کہہ رہا ہے جو کچھ آگے کہیں گے اور قیامت تک کہتے رہیں گے جو کچھ متعلق نیک و بد و تو و من سے ہے سب وابستۂ نطق ہے اب سمجھیے کہ سخن از روئے مثل کیا ہے چشمہ ہے ندی ہے سیل ہے دریا ہے کیسی روانی کس زور کا پانی اس کا چڑھاؤ اس کی رفتار اس پہ کس کا زور کس کا اختیار جدھر منہ کیا اُدھر ایک نالہ بہا دیا دریا کی لہر کیا گھوڑے کی باگ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں ہو ہاں اہلِ خرد کو اُٹھا لینا چاہیے جو لطف جس بات میں ہو یہ مثنوی کہ مجموعۂ [illegible] انش

آگہی ہے اگرچہ اس کو سفینہ کہہ سکتے ہیں لیکن فی الحقیقۃ ایک نہر ہے
کہ بحر سخن سے ادھر بہی ہے سخن ایک معشوقۂ پری پیکر ہے تقطیع
شعر اُس کا لباس اور مضامین اُس کا زیور ہے دیدہ ورون نے
شاہد سخن کو اس لباس اور اس زیور میں رو کش ماہ تمام پایا ہے
اسی رو سے اس مثنوی نے شعاع مہر تام پایا ہے کہیں یہ نہ سمجھنا
کہ یہاں مہر سے مراد آفتاب ہے یہ شعاع اُس مہر کی ہے کہ جو ذرۂ خاک
راہ بوتراب ہے سچ تو یوں ہے کہ سخنور روشن ضمیر مہر چہر مرزا حاتم علی
مہؔر کو سخن طرازی میں ید بیضا ہے اور از روے انصاف اس طرح
سے کہ نہ اُدھر سے لاف نہ اِدھر سے گزاف سچ سچ صاف صاف
یہ مہر اپنے ہمنام مہر سپہر کا ہمچشم اور ہمتا ہے سب جانتے ہیں کہ غالب کا
شیوہ درویشی و آزادہ روی ہے مہر کے حُسن گفتار اور میرے صدق
اظہار پر برہان قاطع یہ مثنوی ہے میں فن تاریخ و فن معما سے بیگانہ
ہوں صرف حسن خدا داد معنی کا دیوانہ ہوں مثنوی کی طرز تحریر
دلپذیر ہوئی اس سے یہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چاہیے یوں کہ کوئی
کاتب کسی وقت میں اس تقریظ کو مثنوی سے جدا نہ کرے ہاں گنجایش
اس کی ہے کہ کسی زمانہ میں سہو و غفلت سے یہ امر واقع ہو یہاں
ہم کہتے ہیں کہ خدا نہ کرے ۱۲

۱۶۹ گلزار سرور تصنیف مرزا رجب علی بیگ سرور کی تقریظ

سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فروز صنعتیں ہیں تعالیٰ اللہ کیا حیرت اور قدرتیں ہیں یہ جو حدیقۃ العشاق کا فارسی زبان سے اُردو عبارت میں نگارش پاتا ہے بعینہ ارم کا زمین دنیا سے اُٹھکر بہارستان قدس کا ایک باغ بنجاتا ہے وہاں حضرت رضوان نخل بند و آبیار ہوے یہاں مرزا رجب علی بیگ سرور حدیقۃ العشاق کے صحیفہ نگار ہوے کس سے کہوں کہ اس بزرگوار کا اُردو کی نثر میں کیا پایہ ہے اور اس سحر بیان کا کلام شاہد معنی کے واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہے

نظم

رزم کی داستان گر سنیے ۔ ہے زباں ایک تیغ جوہر دار

بزم کا التزام گر کیجے ۔ ہے قلم ایک ابر گوہر بار

مجھکو دعوی تھا کہ انداز بیان کی خوبی میں فسانۂ عجائب بے نظیر ہے جس نے میرے دعوے کو اور فسانۂ عجائب کی یکتائی کو مٹایا وہ یہ تحریر ہے کیا ہوا کہ ایک طرح اور ایک قماش کے ہیں یہ دونوں دلفریب نقش ایک ہی نقاش کے ہیں مانا کہ ایک دوسرے کا ثانی ہے یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نقاش لاثانی ہے مانی نقاش بے معنی

صورتیں بنا کر دعوی پیغمبری کا کرے کیا عقل کی کمی ہے یہ بندۂ خدا
معنی کی تصویر کھینچکر دعوی خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہے سچ
تو یوں ہے کہ جناب مہاراجہ صاحب والا مناقب عالیشان مہاراجہ
ایشری پرشاد نارائن سنگھ بہادر جس باغ کی آرایش کے کارفرما
ہوں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ چشم بد دور مرزا سرور سے چمن آرا ہوں کہیے
وہ باغ کیسا ہوگا بہشت نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی نہ کہے کہ یہ
درویش گوشہ نشین فضول و بکسر کیوں ہے بے دیکھے بھالے حضور
کا ثنا گستر کیوں ہے صاحبو حاتم سے ہمنے کیا دولت پائی ہے کہ اسکی
سخاوت کی ثنا کرتے ہیں رستم سے کہاں شکست کھائی ہے جو اسکی
شجاعت کا ذکر کیا کرتے ہیں معہذا جناب بابو صاحب جمیل المناقب
عمیم الاحسان بابو پرسدھ نراین بہادر کا مورد عنایت رہا
ہوں جن دنوں وہ دلی تشریف لائے ہیں اکثر شریک صحبت رہا
ہوں جب ناآشنائی و بیگانگی درمیان نہ ہو ان کا نیازمند کیوں انکا
ثناخوان کیوں نہ ہوں تمہیں میرا کیا منہ ہے ثناخوانی کا تو میں
عاشق ہوں ان کی شاعر پروری و سخندانی کا واقعی حضور نے
قدردانی کی ہے سرور نے گہرافشانی کی ہے حضور کا اقبال سرور
کا کمال حضور کی عالی ہمتی سرور کی خوش قسمتی یقین ہے کہ یہ

نقش صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگا مصنف کا شہرہ رنگین بیانی میں
مہاراجہ کا نام قیصر سانی میں تا روز شمار رہیگا ۱۲

نسخہ حدائق الانظار تالیف خواجہ بدر الدین خاں کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد زیبائے سخن کا حسن بے مثال مشاہدہ اُس کا نور افزائے نگاہ تصور اُس کا انجمن افروز خیال از روئے لفظ اہل معنی کی نظر میں آئینہ عارض جمال من حیث المعنے بصورت صنعت قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال اگر نفس ناطقہ کو حق نے بصورت انسان پیدا کیا ہوتا ہم اُس صورت میں یہ کیونکر کہیں کہ کیا ہوتا اس نسبت دلفریب کی نظارگی سے بے بادہ مست ہو جاتے اور یہ پیکر ہوش ربا دیکھکر اہل معنی یک قلم صورت پرست ہو جاتے نظم میں اور ہی روپ نثر میں اور ہی ڈھنگ فارسی میں اور ہی رنگ اُردو میں اور ہی آہنگ سیر و تواریخ میں وہ دیکھو جو تم سے سیکڑوں برس پہلے واقع ہوا ہو افسانۂ و داستان میں وہ کچھ سنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو ہر چند خردمند بیدار مغز تواریخ کی طرف بالطبع مائل ہونگے لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی و نشاط انگیزی کے بھی

دل میں قائل ہو نگے کیا تواریخ میں ممتنع الوقوع حکایات نہیں نا انصافی
کرتے ہو یہ کچھ بات نہیں سام اپنے فرزند کو پہاڑ پر پھکوا وے سیمرغ اسکو
اپنے گھونسلے میں اُٹھا لاے پرورش کرکے پہلوان بناے آداب
حرب و ضرب سکھاے پھر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سے گھبراے
زال اُس اسم با مسمی کو بُلاے سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹی کی
آواز سنتے ہی چلا آے اور اپنی بیٹ کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے
رستم کے زخم اچھے کرکے ایک تیر دو شاخہ دیکر تشریف لیجاے رستم
دس برس کی عمر میں مست ہاتھی کو ہلاک کرے جب چشم بد دور جوان ہو
دیو سفید کو تہِ خاک کرے فرعون کا دعوی خدائی مشہور ہے شداد و نمرود
کا بھی تواریخ میں ایسا ہی مذکور ہے اگر اہل طبیعت ایک پہلوان
زبردست حمزہ دیو کش رستم جیسا فرادین اور ایک زمرد شاہ گمراہ
دعوی خدائی کرنے والا مثل نمرود گڑھ لیں گویا ایک ڈھکوسلا بنایا ہے
مگر اچھا بنایا ہے اُنہیں روایات کا چربا اُٹھایا ہے موعظت و پند نہیں
ترہات تدبیانہ ہے سیر و اخبار نہیں جھوٹا افسانہ ہے داستان طرازی
منجملۂ فنون سخن ہے سچ یہ ہے کہ دل بہلانے کے لئے اچھا فن ہے
عمرو کی عیاریاں دیکھو حمزہ کی میدان داریاں دیکھو جامع ان حکایات
کا کوئی سخنور ایران کا ہے مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم مومن الدولہ

اسحٰق خاں کا ہے گویا باغ ارم کو ہندوستان میں اٹھا لایا اُس نے بوستان خیال میں کچھ اور تماشا دکھلایا اور قصص میں سے ایک جلد ہے معز نامہ واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور حسن و عشق کی گرمی ہنگامہ معز الدین کے طلسم کشائیاں اگر سنیں تو امیر حمزہ کی یہ صورت ہو کہ اپنی صاحبقرانی کو ڈھونڈھتے پھریں اور کہیں پتا نہ پائیں ابو الحسن کی عیاریوں کے جوہر اگر دیکھیں خواجہ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ سی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں دریغو لا امیر ابرادر زادہ سعادت توامان خواجہ بدر الدین خاں عرف خواجہ امان کہ وہ ایک جوان شیریں بیان تیز ہوش ہے اور ہر فن کے کمال کی تحصیل میں سخن کش و سخت کوش ہے ستار کا جو خیال ہوا ایسا بجایا کہ میاں تان سین کو انگلیوں پہ نچایا مصوری کی طرف جو طبیعت آئی وہ تصویر کھینچی کہ اس کو دیکھ کر کرمانی و بہزاد کو حیرت آئی اُس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا کہ معز نامہ کی فارسی نثر کے اردو کرنے پر آمادہ ہوا معز الدین فیروز بخت کی کشور کشائیاں ابو الحسن جوہر کی نیرنگ نمائیاں عجائبات حکیم قسطاس کی حیرت فزائیاں ملکۂ نو بہار کی رنگین ادائیاں جمشید خود پرست کی زور آزمائیاں ضمار منکوس منحوس کی بے حیائیاں مسلمین اور کفار کی لڑائیاں مسلمانوں کی بھلائیاں کافروں کی برائیاں فارسی سے اردو میں لے آیا یوں

تصور کرو کہ قلمرو اردو میں ایک قصر دل کشا یا ایک خانہ باغ روح افزا سرتاسر بنا یا عبارت آرائی کو ترک کیا ہے گو یا تقریر کو پیرایۂ تحریر دیا ہے بعد اختتام نگارش غالب فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی ہیں سنے ہرچند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی بیداد گرسنے ایک بات نہ سنی اور ایک عذر نہ مانا بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا ٹھکانا بھتیجا اور پیارا بھتیجا ناچار بجز خامہ فرسائی کچھ بن نہ آئی اس دیباچہ کے انجام کا بجز اس کے اور کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرت نظامی سے ایک شعر مانگ لایا اسی شعر شعری شعار کو خاتمہ میں لکھ دیتا ہوں بہت تنگ آگیا ہوں اب دم لیتا ہوں

شعر

شکر کہ این نامہ بعنوان رسید   پیشتر از عمر بپایان رسید

ومن اللہ التوفیق وہو خیر الرفیق۔

رسالۂ قواعد تذکیر و تانیث تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ

سیدی سندی نور بصر و لخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر و دوام دولت و بقائے اقبال کی دعا مانگتا

ہوں جن کو مبداء فیاض سے اس رسالہ کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی
ہے سبحان اللہ تانیث و تذکیر کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر
بھی مشتمل ہے کس لطف سے ادا ہوئی ہے ہر چند اس راہ سے کہ
سید صاحب دانا اور دقیقہ رس اور منصف ہیں قواعد تذکیر و تانیث
کے منضبط نہ ہونے کے خود معترف ہیں لیکن قوت علم و حسن فہم و لطف
طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہنچائے ہیں کہ اور صاحبوں کے دل
کی دوسرے کو کیا خبر مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہیں دعا یہ ہے
اور یقین بھی یہ ہے کہ یہ رسالہ صفحۂ دہر پر یادگار اور ہمیشہ منظور نظر
اولوالابصار رہیگا جو صاحب اس کو مطالعہ فرمائیں گے نفع بھی
پائیں گے اور لطف بھی اٹھائیں گے مؤلف صاحب جو کامیاب
اپنے ذہن رسا سے ہیں رئیس جلیل القدر عظیم آباد اور حضرت فلک
رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہیں
سید واسطی بلگرامی ہیں جہاں کے سادات علم و فضل میں نامی اور
قدر و منزلت میں گرامی ہیں ان حضرات کا مادح گویا اپنا ثنا خواں
ہے جیسا کہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے شعر

مادح خورشید مداح خود ست
کہ مرا دو چشم سر تا سر بدست

۱۲۔ مرزا کلب حسین خاں بہادر نادر کے مجموعۂ قصائد کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہدِ سخن کمالِ حسن میں لاثانی ہے۔ سچ تو یوں ہے کہ
یوسفِ کنعانِ معانی ہے۔ کنعاں ہو، کنواں ہو، کارواں ہو، کوئی جگہ
کوئی مقام، کوئی مکان ہو، زلف ویسی ہی شبِ تار، رخ بدستور تابدار،
لب کی جاں بخشی کا وہی عالم، چشم اسی طرح بیمار، معہذا جو سلطنت
مصر کے زمانے کا خیال تصور میں لائیگا وہ آفتابِ تاباں کو حضرت
یوسف کا ادنے ذرہ پائیگا۔ لو ہم بھی قلمروِ سخن سے آئے ہیں اور
حسن پرستانِ سخن کے واسطے نوید سراسر امید لائے ہیں۔ جتنی سنائی
نہیں کہتے، نہ دیکھ آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے۔ امید ہے کہ دانشمند
آدمی باور کریں اور دیدہ ور لوگ نظر کریں کہ یوسفِ سخن کنعان و
چاہ کارواں و بازار و زنداں سے نکل کر تختِ فرمانروائی مصر
پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ زلیخائے عشق کے گھر عید ہوئی ہے اور
یوسفِ حسن کی سرکار میں نوروز ہوا ہے۔ غالبِ آشفتہ نوا سُن
اس ورق کے ناظر جب تک رمز نہ جانیں گے تیری بات
کبھی نہ مانیں گے۔ کیوں نہیں کہتا کہ خالق نے نوابِ عالی

جناب والا دودمان مرزا کلب حسین خاں ڈپٹی کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہے جو انہوں نے اِن اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار کو نعت و منقبت سے زینت بخشی ہے دیباچہ نگار نے اُس مجموعۂ نظم کو مصرفِ کیا اور شاہدِ معنی کو یوسف قرار دیا ہے جس کتاب میں آئمۂ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح کے شعر قصیدے زینت اوراق ہوں سواد اُن اوراق کا کیوں نہ سرمۂ چشم اہلِ دین ہو اور وہ اوراق کیوں نہ حرزِ بازوے مومنین آفاق ہوں اپنے علوِ نسبت پر ناز کرتا ہوں کہ ائمہ اطہار کے مداح کا ستایشگر ہوں اور بذریعہ اس ستایش کے غالب پر غالب یعنی آپ سے بہتر ہوں۔

۱۲۷ منشی غلام بسم اللہ صاحب کے نام

منشی صاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم منشی غلام بسم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ صاحب یہ نیا ڈھنگ ہے شکایت کا اگر تمہارے کلام میں اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہے اُس کو استاد کی سہل انگاری کیوں سمجھو آپ کے منصف صاحب کی بھی غزل میں اصلاح کم ہوئی ہے پس اُن کو چاہیے کہ خوش ہوں نہ کہ مجھ سے گلہ کریں سنیے حضرت خط میں نداخل بُرا ہے اگر یہاں کی ڈاک میں کبھی خط کھل گیا تو مجھ سے

پچاس روپیہ لیے جاوینگے یا قید کا حکم ہوگا آیندہ آپ خط جداگانہ بھیجا کیجیے اس باب میں تاکید جانیے کوئی حیلہ جواز کا آپ کی طرف سے مسموع نہ ہوگا غالب۔

تقریظ از فکر سرآمد روزگار خلاصۂ دوار سرمایۂ بلاغت وپیرایۂ فصاحت مدقق دقایق ادق حکیم غلام مولا صاحب المتخلص بہ قلق ساکن میرٹھ دام فیوضہ

رباعی

تا کے بخیال خویش باشی دربند   فرعون زخودی نشد بہ موسی مانند

این نکتہ قلق زمرد مچشم آموخت   خودرا مپسند و دیگران را بپسند

مشتاق بے تاب جستجو کو مژدہ تاب فرسا اور منتظران چشم درراہ کو صلائے شکیب ربا یاران معاشر کو پیغام صبوحی اور مہجوران نیم جان کو نوید روحی دل کو ہوش جان کو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کو چستی عقل کو افزائش فہم کو گنجایش مستوں کو ترانہ ندیموں کو فسانہ ناتوانوں کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی شوق کو انتہا ذوق کو ابتدا بیخبر کو خبر تلاش کو اثر مہیا یعنی ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس رقعات مرقع مرقعات موقع سرجوش فیلسوفی و

ورندی الموسوم بہ **عود ہندی** نہایت اہتمام بائستہ اور انتظام شائستہ سے مطبع مجتبائی میں یہ کتاب چھپی اور حضرات جامع کی جانب سے عبارت خاتمہ کے لیے بعد اختتام اس ناتمامی سرانجام سے فرمائش ہوئی،

رباعی

کیا نامۂ نامی ہے مہیائے ظہور | چشمک ہر نقطہ کہ چشم بد دور
اللہ ری کیفیت لفظ و معنی | وہ آنکھ میں ہے نور تو یہ دل میں سرور

سبحان اللہ سبحان اللہ صل علیٰ صل علیٰ جی چاہتا ہے تا طاقت گفتار اس طلسم دلکش کی تعریف کیا کیجیے مگر فراوانی اقبال قبول اور طغیانی ایصال وصول گرم نگاہ تحصیل حاصل ہنر کر اُپج کی نہ لیجیے مصرعہ

حاجت مشاطہ نیست روے دلآرام را

گو میں بھی یک زبان صد بیان طریقۂ ستائش سلیقہ نو آئین نوا خاطر پسندیدہ دل دردمند جگر خراش اما جان خموش نوا ذوق نمک ریز شوق قیامت خیز اداے ہوش ربا انداز تاب فرسا نمک گداز شیرینی حلاوت پرواز نمکینی رکھتا ہوں اور ایک عمر دلّی کے روڑوں میں سنگسا رہا ہوں بلکہ وہاں کی مٹی ہوا ہوں اُن کا نقش پا ہوں **شعر**

گر سخن ور آورم عشق سخن سرا را | از برو دوش سرو ہی گریہ ہائے ہائے را

مگر تم ہی کہو کہ ایسا شخص جس کے سایہ پہ شمع طور پروانہ اور ان کی

وارستگی پر فیلسوف و یگانہ فطرت سے فطرت ناز بردار قیامت سے لیاقت
شرمسار شوخی سادگی شعار چابکی سے چابکی خود رفتگی شعار طبیعت سے
وشنار
ملکیت بہرہ مند ملکیت سے بشریت ارجمند طریقہ سے طریقہ خضر آشنا
سلیقہ سے سلیقہ برگزیدگی ریا انداز سے انداز ادب آموز ادا سے ادا
بہرہ اندوز شیوا بیانی سے شیوا بیانی منت کش سحر زبانی سے سحر زبانی
اعجاز روش مرکز ناز و نیاز مدار سوز و ساز طالب مطلوب طالب یعنی
اسد اللہ خاں غالب دام دوامہ اقام مقامہ کس زبان سے
سراہا جاوے اور کیا منہ ہے جو اُس کی بات لب تک آوے فی الواقع
اُس کی ستایش ناستودگی خود ستائی اور اُس کی نمایش بیہودگی خود
نمائی ذرہ کو باریابی در خورشید دشوار اور قطرہ کو ہم نشینی دریا ناہموار
سبزۂ بیگانہ اور بہار افروز گلستان سنگ ریزہ ویرانہ اور راز رس اندوز
کان بہر کیف وضع ادب تخم آموز گردن ابرام اور پاس نگاہ حد دیدہ
دوز مقام الزام

مثنوی

لکھے کیا کوئی اوج فکر غالب — بیاں سے دور حرف ذکر غالب
سخن رانی اگر ہووے کوئی دین — تو ایماں سب کا ہو غالب کا آئین
عجب انداز نکتہ پروری ہے — کہ ہر نقطہ کتاب دلبری ہے
اگر روشن بیانی وہ دکھائے — تو مہر و مہ کو نظروں سے گرائے

سواد قدس شکل نامہ اسکی — قلم عیسیٰ صریر خامہ اسکی

طبیعت کا جو پائے اسکے انداز — نزاکت کو ہو کیا کیا ناز پر ناز

جو زہر خندۂ اسکے لب پہ پائے — تو نیش درد نوش جان بنجائے

اگر یہ خودسری کا مدعی ہو — تو دریا تاک سے عار قطرگی ہو

نہیں اس کا سخن میں کوئی ہمدوش — کہ اک حرف اس کا اور معنی ہمہ آغوش

سخن کا بھلا اس کے کیا ذکر — ہر اک نقطہ ہے جسکا مشتر نکہ

کھلے جب مرتبہ رتبہ کا اسکے — فلک دے داد اور جھیسے زباں کے

لیکن شایان تعریف اور سزاوار توصیف مفتخر زمان و دبیر نکتہ دان داور دل دانش نور نگاہ بینش شان شکوہ مندی شکوہ شوکت پسندی کمند آسمان تمکین سپند چشم خود بین تمغائے خانوادۂ شرافت طغرائے امضائے نجابت و سر دفتر سخن آرایان منشی محمد ممتاز علی خاں صاحب از رؤسائے میرٹھ دام اللہ اجلالہ و زید افضالہ ہے کہ حضرت کی زیارت قدر و جلالت اقتباس ہر وقت خطوط بے ربط سے مشکل اقلیدس پرواز رہتی ہے خس و خاشاک صحن باغ ان کی تربیت خاص سے دوش صبا پر سوار اور ذرہ ہائے گوشہ راغ ان کی اجلا آموزی فیض سے مشتری خورشید زار بے استفادہ دستی حال نخر گ رشک سنگ فرہاد شکست شیشہ اور بے اصلاح فساد امتیاز

قوت نامیہ نبات منہم شاخچہ بندی دست تیشہ سے کے قوت ممیزہ حجت
گریۂ بے اختیاری شمع میں مکافات نیش زنبور سے اثر افروز اور
دلیل بیداری نرگس میں رسوائی غفلت انگور سے پرہیز آموز
خاک تیرہ سامان سے جوہر صفا طلبگار اور ہوائے شکستہ عنا کو
تحریک نقاب آموزگار

مثنوی

زہے کارسازی حسن تمیز — عزیز جہاں ہے یہ خوئے عزیز
یہ روشن کرے چاہے جسکا کلام — ہے حسن نظام اس کا ماہ تمام
کرے جسکا آراستہ یہ سخن — قدم اسکے لے اڑے رنگ چمن
ہوا کامیاب اس سے سب کا کلام — نظامی ہے بہر نظام کلام
یہ جس حرف کو دیوے رنگ ادا — ارم اُس پہ ہو بُلبل مدعا!
جو خط جبیں کو یہ ترتیب دے — تو روشن سوادی قدم چوم لے

نال ہرزہ درآئی و آشفتہ نوائی قلق ناسنجیدہ بیان کج مج زبان کا یہ کہ
اس ستودہ کیش قدر اندیش نے کس عمدہ عنوان سے فضلۂ طبیعت
میرزا غالب یعنی خطوط ہائے پریشان اردو زبان کو روح رواں
اور مغز جاں بنا دیا اور کس عیار رشتہ سے مربوط کیا باغستان
معنی کھلا دیا حق یہ ہے کہ ایسی سعی مشکور و شستہ و راز و دور کون
کس کے لئے کرتا ہے ہر ایک اپنی جیب و گریبان کو گلہائے مقصود

بھرتا ہے یہ آپ ہی کا کام ہے اس کا نام رابطۂ خاص اور اخلاق عام ہے
جب طالبان زبان اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیں گے دہلی کا روزمرہ
اردو اور محاورہ گفتگو گھر بیٹھے سیکھ جائیں گے بارک اللہ کیا بے ساختہ
عبارت ہے کہ نثر میں نظم کا مزہ آتا ہے اور ہر جملہ فقرہ معشوق کو شرماتا
ہے مگر افسوس اہلِ مشرق کی جگت بندی سے بگاڑا کہ دلی سے زیادہ
اس کی زبان کو اجاڑا اب کس کس کو سمجھائیے کافی دل و دماغ کہاں
سوائے ازیں ان کو فہم ہم کو فراغ کہاں شعر

ہائے دہلی کو ہے دشوار بیانِ دہلی
لٹ گئی ساتھ ہی دہلی کے زبانِ دہلی

اللہ بس باقی ہوس فقط۔

تمت

تقریظ کتاب شیخ و ہمنی مفتہ تاریخات طبع کتاب ہذا

سزاوار حمد و ثنا وہ خدا ہے جس کی نہ ابتدا نہ انتہا ہے وحدہٗ
لاشریک لہ اور یکتا و بے ہمتا ہے خالق ارض و سما ہے کل کائنات
سا... اور وہ مسجود ہے تمامی مخلوقات عابد اور وہ معبود ہے وہ کہیں
نہیں اور سب جگہ موجود ہے جل جلالہٗ و جل شانہ و عم نوالہ اور تحفہ
درود نامحدود و اور تحیات زاکیات بے شمار اس شاہنشاہ کونین پر
نثار ہے جو محبوب کردگار برگزیدہ ایزد غفار احمد مختار ہے شفیع المذنبین
رحمۃ اللعالمین سید الاولین والآخرین ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
البررۃ الاتقیا وسلم اما بعد ناظران عالی مراتب و شائقان والامناصب
پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ گو فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متداولہ
و متدارسہ درس تدریس کا فقدان ہے تعلیم و تعلم کا نام و نشان
نہیں واقفان فنون و ہنر عنقا ہو رہے ہیں فضل و کمال گم ترتیب
و ترصیع صنائع بدائع بالکل مفقود اور چونکہ قدر دان جوہر بھی باقی
نہ رہے اس سبب سے بازار جوہر کی زیادہ تر بے رونقی ہو گئی لیکن
باوجود اس کساد بازاری اور بے رونقی کے ایسے جوہروں کی جستجو
اور مقبولیت عموماً کچھ ایسی دلوں میں سما جاتی ہے کہ ہر فرد بشر ان کا

بہزار دل و جان ممدلہاں و جویاں رہتا ہے خصوصاً بعض بعض جہاں ابلہ اہل کمال نے اس زمانۂ پرآشوب میں بھی ایسے ایسے جوہر صفائی ظاہر فرمائے ہیں کہ اُن کی قابلیت اور فضیلت کا شہرہ تمامی اکناف عالم میں ہو گیا چنانچہ ازاں جملہ گل سرسبد بوستان بلاغت حدیقہ آرائے گلستان فصاحت ناظم عدیم المثال ناثر فقید التمثیل مہر سپہر نکتہ سنجی ماہ سمائے سخنوری مستغنی الاوصاف سخن سنج یگانہ فردوسی زمانہ موجد طرز نوے استاذ الاساتذہ افصح الفصحا نجم الدولہ دبیر الملک محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ دہلوی متخلص بہ غالب گذرے ہیں جن کی ہمہ دانی کا سارا زمانہ قائل ہو گیا اور جن کی شیوا بیانی پر تمام عالم مائل ہو گیا بڑے بڑے نامی گرامی ان شہیر روزگار کے حلقہ بگوش ہوئے ان کی قابلیت خداداد کے آگے کاملین فن کو اپنے اپنے کمالات فراموش ہوئے واقعی سچ تو یہ ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

منجملہ غالب مرحوم کی تصانیف کثیرہ کے ایک نہایت چھوٹی سی کتاب **عود ہندی** ہے جس کی خوشبو تمامی قلمرو ہندوستان میں مشک اذفر کی طرح پھیلی ہوئی ہے یہ تقریظ مقرض نے

اُسی کی لکھی ہے گو عود ہندی میں مرحوم نے کچھ بہت بڑی قابلیت نہیں کی ہے مگر تاہم اُسکے چلبلے فقرے اُس کی شستگی الفاظ اُس کی مزید آب عبارت دیدنی ہے کل عبارت قلم برداشتہ اور سرسری ہے لیکن سراپا مجموعۂ دلبری ہے انحصر یہ کتاب لاجواب جو اپنی خوبیوں میں اپنی آپ ہی مدد نظیر ہے بحکم لالہ رام نرائن لال بکسیلر مالک نیشنل پریس واقع کٹرہ الہ آباد باہتمام منشی رمضان علی شاہ بماہ جون ۱۹۲۸ء پیرایۂ طبع تقطیع موزوں پر آراستہ و پیراستہ ہوئی فقط
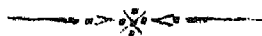
سابق تاریخات طبع کتاب ہذا

از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل لکھنوی

غالب نے عود ہندی کیسی فصیح لکھی
عاقل بیاضِ دل پر تاریخ سال ہجری
ہے وصف اسکا بیشک حدِ خرد سے بیروں
تم لکھو بے تکلف۔ زیبا ہے مشک مضموں
۱۳۳۱ھ

ولہ

فصاحت سے بھری ہے عود ہندی
عبث کرتے ہو فکر سال ہجری
نہیں ممکن ہے اس کی مدح و تحسین
لکھو عاقل۔ یہ ہے مشک مضامین
۱۳۳۱ھ

منہ

بالتشبیہ ہے یہ عود ہندی
بیاضِ دل پہ عاقل عیسوی سال
معطر اور اعلیٰ مشکِ مضموں
لکھو تم۔ بہتر اچھا مشک مضموں
۱۹۱۳ع

از اسوۂ سخنوران مولنا محمد حامد علی خاں حامد شاہ آبادی مرحوم۔ سابق ملازم مطبع عملہ صحت کانپور

جناب غالب یکتا کی حامد ۔۔۔ بات دلچسپ زیبا نثر یہ ہے
اگر ہے سال ہجری کی تمہیں فکر ۔۔۔ تو لکھدو۔ نزہت افزا نثر یہ ہے
۱۳۱ ۵ ۱۳

ولہ

پئے تاریخ سال انطباعش ۔۔۔ بطرز نو بخواں ہم اے مکرم
مگر ہست یک عدد اندر حسابے ۔۔۔ ز بوسے مشک مضموں بہ چہا کم
۱۳۱ ۵ ۱۳
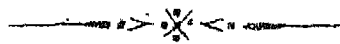
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرہنگ

مجال ۔ حوصلہ، طاقت ۔
مخلوق ۔ جو پیدا کیا گیا ہو ۔
حمد ۔ تعریف و توصیف خدا
خالق ۔ پیدا کرنے والا ۔
وہم و خیال ۔ گمان ۔
نعت ۔ تعریف پیغمبر خدا
ممدوح ۔ جسکی تعریف کی جائے
مداح ۔ تعریف کرنے والا ۔
سراپا ۔ پورا، مکمل، از سر تا بہ پا
عصیاں ۔ گناہ ۔
حرف مطلب ۔ اصل بات، یہاں اصل موضوع مراد ہے ۔
نجم الدولہ ۔ مرزا غالب کا خطاب تھا ۔
سخن سنجی ۔ بات کو تولنا، شعر فہمی
مقتضا ۔ خواہش ۔
تابش ۔ روشنی، چمک ۔

برہان ۔ دلیل ۔
فضولی ۔ حماقت ۔
منشا ۔ سبب، لغواً پیدائش کی جگہ
جادو بیانی ۔ جس بیان میں جادو کا سا اثر ہو ۔
سلاست ۔ روانی ۔
یکتا ۔ واحد، یگانہ ۔
سرگرم ۔ مصروف ۔
بر آئی ۔ پوری ہوئی ۔
معلی القاب ۔ بزرگ، جس کا نام بلند کیا جائے ۔ یعنی برگزیدہ، مقتدر ۔
مخدوم ۔ جس کی خدمت کی جائے ۔
مخلص ۔ صاحب خلوص، خلوص رکھنے والا ۔
اختصاص ۔ خصوصیت کرنا ۔
معین ۔ مددگار ۔

پہلی فصل چودھری عبدالغفور سرور کا لکھا ہوا دیباچہ

دیباچہ - چہرہ، شروع، آغاز، ابتدا، کتاب
انشاء - عبارت لکھنا، کوئی بات دل سے پیدا کرنا
آرائش - سنوارنا -
ستائش - تعریف -
کاتب برحق - خداوند تعالیٰ -
تاب - طاقت -
عنوان - سرخی، سرنامہ، ابتداء
املا - پڑ کرنا، یاد کرنا، کچھ لکھنا -
نمائش - ظاہر کرنا -
املا گر مطلق - خداوند تعالیٰ، جس نے ہر شے کی ابتدا کی ہے اور نقش اوّل بنایا ہے -
یارا - طاقت،
لسان - زبان
زہرہ - پتّہ -
نظم گاہ زمانہ - دنیا جس میں ہر شے منظم اور مرتب نظر آتی ہے -
صانع - بنانے والا -
صنائع - جمع ہے صنعت کی

بدائع - نادرات، بے مثل چیزیں -
قدرت کاملہ - وہ قدرت جو ہر طرح کامل ہے
منشی - انشا پرداز -
ظہوری - ملا ظہورالدین ظہوری -
ظہور دیا - وجود میں لایا، مشہور کیا -
نظیری - محمد حسین نظیری نیشاپوری -
جامی - ملا نورالدین عبدالرحمٰن جامی -
نامی - مشہور -
نظامی - ابو محمد نظام الدین الیاس
خداوند - مالک، قادر -
شیریں کلامی - ایسی بات کہنا جو بھلی اور میٹھی معلوم ہو -
غلبہ - زور، قدرت -
شیوا بیانی - فصاحت، شیریں بیان -
عذوبت - شیرینی -
معانی - جمع ہے معنی کی -
کوس یکتائی - اپنی بے مثالی کا ڈنکا بجایا
شیریں کام - جس کا حلق میٹھا ہو یعنی شاد و مسرور -
زہے - سبحان اللہ، کلمہ تعجب ہے -
کرم کریم - خدا کا احسان -

وخہے۔ کلمہ تعجب ہے۔

رحمت رحیم۔ خدا کی رحمت۔

ممدوح کبریا۔ خدا جسکی تعریف کرے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول مقبول۔ وہ پیام لانیوالا جسے عوام نے قبول ومنظور کیا ہو۔

بیان صفت۔ خوبیوں کی تشریح۔

بشر۔ انسان۔

محال۔ ناممکن ہے

ملائک۔ جمع ہے ملک کی، فرشتے۔

ناطقہ۔ قوت گویائی۔ بولنے کی قوت۔

لال۔ گونگی۔

رسول مجتبیٰ۔ منتخب کیا ہوا رسول۔

مقیم۔ قیام کرنے والا۔ رہنے والا۔

مقام۔ وہ جگہ جس پر ٹھہرا جائے۔

قاب قوسین او ادنیٰ۔ بقدر دو کمانوں کے یا اس سے کم۔

کلیم۔ بات کرنے والا۔

کلام۔ گفتگو۔

ما ینطق عن الھویٰ۔ نہیں کلام کرتا وہ خواہش نفس سے۔

بدر الدجیٰ۔ تاریکی کا چاند۔

شمس الضحیٰ۔ صبح کا سورج۔

ہدایت زبانی۔ وہ ہدایت اور تلقین جو صرف زبان سے کی جائے، کسی دباؤ کا دخل نہ ہو۔

پُر معانی۔ جو معنی اور مطلب سے بھری ہوئی ہو۔

دونوں جہان۔ دنیا وآخرت۔

مطالب۔ جمع ہے مطلب کی۔

کلمہ۔ بات

رحمت حق۔ خدا کی رحمت۔

باب۔ دروازہ۔

مغفرت بخشش۔

انتساب۔ نسبت دینا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ رحمت نازل کرے خدا اس پر اور اس کی آل پر اور اسکے کل اصحاب پر۔

شنیدن۔ قوت سماعت۔ سننے کی قوت۔

بگوش شنوا۔ سننے والا کان، یعنی ایسا کان جو نصیحت کو سنکر اوس پر عمل کرے

نوید۔ خوش خبری۔

گفتن۔ کہنے کی قوت۔
بزبان گویا۔ کہنے والی زبان۔
مژدہ۔ خوش خبری۔
شاہد۔ معشوق۔
سخن۔ کلام
بصد ناز و ادا۔ سو ناز اور اداؤں کے ساتھ
مقنعہ۔ نقاب۔
رُخ۔ چہرہ۔
معشوق۔ محبوب
فکرت۔ فکر، سوچنا، خیال۔
ہزار۔ ہزاروں۔
غنج۔ ناز، کرشمہ۔ آنکھ جھپکانا۔
کرشمہ۔ ناز و ادا۔
لیلیٰ۔ قیس عامری معروف بہ مجنوں کی محبوبہ کا نام ہے مگر یہاں مراد معشوقہ سے ہے۔
شبیر ہیں نقاشے۔ جس کا دیدار لذت بخش ہے
فصاحت۔ سلاست و پاکیزگیٔ زبان، پیاری زبان، خوش گوئی۔
ایک جہان۔ ایک زمانہ، تمام عالم۔
مجنون۔ دیوانہ۔ شیدا۔

دیدار نما۔ صورت دکھانے والا، جلوہ دکھانے والا۔
طالبان۔ جمع ہے طالب کی، چاہنے والا۔
معنی رس۔ مطلب سمجھنے والے۔
عذرا۔ معشوقہ، عذرا، وامق کی محبوبہ کا نام ہے۔
خود آرا۔ اپنی آرائش کرنے والی۔
بلاغت۔ پُر مغز ہونا، کلام میں مطالب کی خوبیاں ہونا۔
وامق۔ عاشق، وامق، عذرا کے عاشق کا نام تھا۔
سالک۔ لڑی۔
مخفی۔ پوشیدہ۔
محتجب۔ پوشیدہ۔ حجاب کے اندر۔
سخن آفریں۔ بات کا پیدا کرنے والا، خدا۔
سخنگو۔ شاعر۔
معنی فہم۔ مطلب کا سمجھنے والا۔
اوقات۔ جمع ہے وقت کی۔
ماضیہ۔ گذرے ہوئے۔
انتظام نظم۔ ترتیب۔
دست جامی۔ جامی کے ذریعہ سے۔

عرفی ۔ سید جمال الدین محمد عرفی
عمدۃ البلغا ۔ سب بلیغوں سے بہتر ۔
قدوۃ الفصحا ۔ سارے فصیحوں سے بہتر
سخنور ۔ شاعر ۔
یگانہ ۔ یکتا ، بے مثل ۔
فردوسی زمانہ ۔ اپنے زمانہ کا فردوسی ۔
ابوالقاسم حسن ابن علی طوسی ۔
خاقانی جاہ ۔ خاقانی کا سا مرتبہ رکھنے والا
افضل الدین ابراہیم خاقانی ۔
انوری پناہ ۔ انوری کو پناہ دینے والا ۔
حکیم اوحدالدین انوری ۔
سحبان زماں ۔ اپنے زمانہ کا سحبان ۔
سحبان عرب کا ایک زبردست
شاعر تھا ۔
خان دوراں ۔ اپنے زمانہ کا مقتدر انسان
جان سخن ۔ شعر و شاعری کی جان ۔
روح معنی ۔ معنی کی کنہ و حقیقت جس سے
معلوم ہوتی ہے ۔
نظامی نظام ۔ نظم میں نظامی کا سا
انتظام کرنے والا ۔
ظہوری ظہور ۔ ظہوری کی سی خصوصیات
کا مالک ۔
نظیری نظیر ۔ نظیری کا ہم پلہ ۔
فیضی فیض ۔ فیضی کا سا فیض رکھنے والا ۔
ضمیری ضمیر ۔ ضمیری کا سا ضمیر رکھنے والا ۔
شانی شان ۔ شان میں شانی کا ہم رتبہ
نوائی نوا ۔ نوائی کی سی نوا رکھنے والا ۔
فغانی فغاں ۔ فغان میں فغانی کا مماثل ،
مخدومی ۔ میرے مخدوم ، یعنی وہ جن کی
میں خدمت کرتا ہوں ۔
استادی ۔ میرے استاد ۔
دبیر الملک ۔ یہ غالب کا خطاب ہے ۔
دبیر ۔ کاتب ، منشی ، نویسندہ ۔
معنی آفرینی ۔ معنی پیدا کرنا ۔
ہمہ دانی ۔ سب کچھ جاننا ۔
قائل ۔ اعتراف کرنے والا ، ماننے والا ۔
مائل ۔ فریفتہ ، عاشق ۔
سلامت ۔ صحیح و سالم
باکرامت ۔ بزرگی کے ساتھ ۔
آمین ثم آمین ۔ خدا ایسا کرے اور پھر
ایسا کرے ۔
شعریٰ ۔ ایک روشن ستارے کا نام ہے جو

شعور ۔ جاننا ۔ دریافت کرنا ۔ ہوش سنبھالنا ۔
امال ۔ جمع ہے امل کی ۔ یعنی اُمید ۔
طالب ۔ خواہشمند ، چاہنے والا ۔
صاحب کمال ۔ کمال رکھنے والا ۔
خواہاں ۔ جویا ، متلاشی
صائب ۔ مرزا محمد علی صاحب
طالب ۔ فارسی زبان کے ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے ۔
ترسیل ۔ بھیجنا ، روانگی ۔
مراسلات ۔ خطوط ۔
کتابت ۔ خط ۔
سبحان اللہ ۔ پاک ہے اللہ ۔
خلق ۔ خوئے پاکیزہ ۔
ذرّہ نوازی ۔ عنایت ، نوازش ۔
مہر دار ۔ سورج کی طرح ۔
مراسلہ ۔ خط ۔
تساہل ۔ کاہلی ۔
درنگ ۔ دیر ۔
اصلاح ۔ درستی ۔
دریغ ۔ افسوس ، حسرت ۔

ننگ ۔ شرم ۔
مکتوب سادہ رویان ۔ چہرۂ حسینان
دلرباتر ۔ زیادہ دلکش ۔
سلسلۂ مویان ۔ لمبی زلفوں والے ، یعنی معشوق ۔
تاب فرسا ۔ بیقرار کرنے والا ۔
متلذذ ۔ لذت اٹھانے والا ۔
ہنوز ۔ ابھی تک ۔
بحسن اتفاق ۔ اتفاق کی خوبی یا موافقت کی وجہ سے ۔
فخر زماں ۔ جس پر زمانہ فخر و ناز کرے ۔
وحید دوراں ۔ یکتائے زمانہ
متوطن ۔ رہنے والے ۔
ریعان ۔ ابتدا ، آغاز ۔
شباب ۔ جوانی ۔
بہ تہذیب نفس ۔ نفس کی پاکیزگی کے ساتھ
شب بیدار ۔ رات کو جاگنے اور عبادت کرنے والے ۔
تہجد گزار ۔ نصف شب سے عبادت کرنیوالا
دل نرم ۔ نرم دل رکھنے والا ۔
ہنگامۂ محبت گرم ۔ محبت بھرا قلب رکھنے والا ۔

اخلاق مجسم۔ عمدہ عادتوں کا پتلا۔
شفیق مکرم۔ ایسا شفقت کرنے والا
جس پر خدا کا کرم ہے۔
فطرت ارجمند۔ اقبال مند۔
خصائل۔ عادتیں خصلتیں۔
حمیدہ۔ نیک۔
پاک نہاد۔ نیک طینت، خوش اصل۔
متحد بہ اتحاد۔ مخلص، دوست۔
پاکیزہ روش۔ خوش اطوار۔
اخلاق منش۔ پسندیدہ و پاکیزہ
عادات رکھنے والا۔
انصاف اساس۔ جس کی بنیاد انصاف
پر ہو۔
خوش تقریر۔ دلفریب گفتگو کرنے والا۔
عدیم النظیر۔ جنکا جواب موجود نہیں،
جنکی مثال ناپید ہے۔
رونق افزا۔ رونق بڑھانے والا۔
قدوم۔ جمع ہے قدم کی
تقدس لزوم۔ جسکے لئے پاکیزگی لازم
کی گئی ہو۔
مشرف۔ بلند ہونے والا۔

ہمہ دانی۔ تمام باتوں کو جاننا، تبحر۔
استاذی۔ میرا استاد
نسیم جانفزا۔ روح کو تازگی بخشنے والی ہوا
شمیم دلکشا۔ دل کو فرحت بخشنے والی خوشبو
محلی۔ سنوارا ہوا، سجایا ہوا۔
بحلیہ۔ بہ صورت
انطباع۔ طبع کرنا۔ چھاپنا۔
طبع۔ طباعت۔ چھپائی۔
عاری۔ خالی۔
انطباع۔ چھاپنا، چھپوانا۔
بیڑہ اٹھاتا ہوں۔ قصد کرتا ہوں،
وعدہ کرتا ہوں۔
نثار خاطر۔ دل کی مراد
بے بہا۔ جنکی کوئی قیمت نہیں۔
اوراق۔ جمع ہے ورق کی
بکسر میم۔ یعنی یہ کہ مہر کا میم زیر سے ہے
مملو۔ بھرا لبریز۔
کوکب۔ ستارہ۔
پرتو۔ سایہ۔
التفات۔ توجہ
آبیاری۔ پانی دینا، سینچنا۔

بزرگیت - بزرگی۔

صفحہ (۱۱)

(۱۱)

چودھری عبدالغفور سرور کے نام

شفیق - شفقت کرنے والا۔

مکرم - جس پر خدا کا کرم ہو۔

ارسال - بھیجنا۔

مسنون - سنت کیا گیا۔

ذرہ پروری - چھوٹے کی پرورش کرنا۔

درویش نوازی - فقیر پر نوازش و عنایت کرنا

سزاوار - لائق۔

ستائش - تعریف۔

ہیچمدان - جو کچھ نہ جانتا ہو، ناواقف۔

دل افسردہ - پژمردہ دل، مایوس۔

طبع موزوں - موزوں طبیعت ہونا

پرواز - اڑان - اڑنا۔

جمہور - عوام الناس۔

حق - سچ، حقیقت۔

بجانب - سیدھی طرف۔

شرحیں - جمع ہے شرح کی

ایزدی سروش - خدائی فرشتے۔

وحی - خدا کا پیام جو نبی کے پاس آتے۔

قیاس - خیال، گمان، رائے۔

چھاپے میں - چھپی ہوئی کتاب

تعقید - کلام کا ایک عیب ہے۔

مقصود - مطلب

شارح - شرح لکھنے والا، مطلب و معنی لکھنے والا۔

غور و تامل - سوچ بچار

فکر سلیم - درست و پاکیزہ طبیعت رکھنے والا

الخ - مخفف ہے "الی آخرہ" کا

توجیہہ - وجہ بتانا - تشریح کرنا۔

قصہ کوتاہ - مختصر یہ کہ

کامروز - کہ امروز، آج۔

مسلم - یقینی۔

بیگانہ - محروم، ناواقف، نہ جاننے والا۔

تارک - تانک، مجازاً سر

آوارہ - بیہودہ، جس کا ٹھکانا نہ ہو، جدا۔

کفش - جوتا۔

مفہوم - مطلب۔

بعید - دور۔

منصب - عہدہ۔

پاس - لحاظ، خیال۔

بے تکلف - ٹھیک ٹھیک، بے رکاوٹ۔

توجیہات۔ جمع ہے توجیہ کی۔
غلط محض۔ بالکل غلط۔
عطف واؤ۔ وہ واؤ جو دو لفظوں کو جوڑتا ہے۔
جنوں۔ دیوانگی۔
فرط۔ شدت۔
مہر گستری۔ نوازش۔
روئے سخن۔ خطاب۔
مطاع۔ اطاعت کیا ہوا جسکی اطاعت کی جائے، قابل اطاعت۔
تعویذ بازو۔ حرز بازو۔
بفرض محال۔ اگر ناممکن کا ممکن ہونا تسلیم کر لیا جائے۔
پاسخ گذار۔ جواب پیش کرونگا۔
فتنہ و فساد۔ مراد شعر کا غلط سمجھے۔
سخن فہمی۔ شعر سمجھنا
تا ہر چہ گفتی۔ جو کچھ کہ کہا تو نے۔
یائے مجہول۔ بڑی ے۔
خطاب۔ گفتگو کرنا، متوجہ ہونا۔
بطرف غیب۔ خدا کی طرف۔
رجوع۔ توجہ کرنا، مائل ہونا۔ التفات کرنا۔

یائے معروف۔ چھوٹی ی۔
ازمنہ۔ جمع ہے زمانہ کی۔
زمانۂ ماضی۔ گذرا ہوا زمانہ، زمانہ تین ہیں ماضی، حال، مستقبل۔
استقبال۔ مستقبل، زمانہ آئندہ۔
مقتضی۔ تقاضہ کرنے والا۔
مخفف۔ چھوٹا کرنا۔
غیبت۔ دوری، عدم موجودگی۔
تفرقہ۔ فرق۔
نظائر۔ جمع ہے نظیر کی۔

(۳) صفحہ (۱۱)

اصل الاصول۔ جڑوں کی جڑ یعنی اصل چیز، سب سے زیادہ ضروری بات
مناسبت طبیعت۔ طبیعت کا لگاؤ۔
تتبع۔ پیروی۔
قتیل۔ دیوانی سنگھ قتیل۔
واقف۔ واقف لاہوری۔
شایاں۔ لائق۔
فرسودہ۔ گھسے ہوئے، یعنی جو روزمرہ استعمال ہوتے ہیں اور عوام کی زبان پر ہیں۔

عامیانہ ۔ رکیک، بازاری جو عوام کی زبان سے متعلق ہو۔
اطفال ۔ جمع ہے طفل کی، لڑکے۔
دبستان ۔ مکتب۔
متصدی ۔ محرر، دفتروں میں کام کرنے والے۔
رودکی ۔ ابوالحسن رودکی ایران کا مشہور شاعر ہے۔
عنصری ۔ ابوالقاسم حسن ابن احمد عنصری
رشید وطواط ۔ رشید الدین وطواط۔
امثال ۔ مانند۔
بالاستیعاب ۔ متواتر، سبقاً سبقاً۔
آشنائی ۔ شناسائی۔
اعوجاج ۔ کجی
کرامیہ ۔ کاف کی ایک قسم ہے، ملاحظہ ہو قواعد اردو۔
علویون ۔ آسمانی، بلند مرتبہ۔
عجز ۔ کمزوری۔
ایثار ۔ قربانی۔
بردوختہ ۔ سی دیا ہے۔
آز ۔ حرص۔

اساتذہ ۔ جمع ہے استاد کی۔
مسلمات ۔ جمع ہے مسلم کی، مسلم وہ اصول جو بے شک و شبہ تسلیم کر لیا جائے
عطا ۔ بخشش۔
مروارید ۔ موتی۔
بحر ۔ سمندر۔
معدن ۔ کان۔
معدوم ۔ ناپید۔
ناموس ۔ عصمت، حرمت۔
جود ۔ سخاوت۔
گیتی ۔ دنیا، عالم۔
یم ۔ دریا
منشا ۔ سبب، وجہ۔
بالقوۃ ۔ فطرتاً۔
استعداد ۔ صلاحیت، اہلیت۔
احتمال ۔ شبہ۔
ممتنع ۔ باز رہنے والا۔
مرفوع ۔ وہ حدیث جسکی روایت کا سلسلہ آنحضرت تک پہونچے۔
اغراق ۔ ایک قسم ہے مبالغہ کی۔
تبلیغ ۔ کسی چیز کا پھیلانا، مشہور کرنا۔

غلو۔ شدت مبالغہ، ایک قسم ہے مبالغہ کی۔
مطاع۔ جسکی اطاعت کی جائے۔
بحسب۔ بہ اندازہ۔
مساعدت۔ موافقت
اعادہ۔ واپسی، تجدید۔
شباب۔ جوانی۔
حیز۔ دائرہ، جگہ، مکان۔
ابعاض۔ جمع ہے بعض کی۔
عجم۔ ایران۔
زحافات۔ جمع ہے زحاف کی، یہ علم عروض کی ایک اصطلاح کا نام ہے۔
حسن مطلع۔ مطلع ثانی۔
قدما۔ جمع ہے قدیم کی، پرانے اساتذہ۔
التزام۔ لازم کرنا، ضروری قرار دینا
ذوقافیتین۔ جس میں دو قافیے ہوں
انا ربکم الاعلیٰ۔ میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں۔
حسرتی شیفتہ۔ نواب مصطفیٰ خاں صاحب غالب کے نہایت عزیز شاگرد و دوست ہیں تھے اور حسرتی اور شیفتہ دونوں تخلص کرتے تھے۔

پنج آہنگ۔ ایک کتاب کا نام ہے۔

(۴۳) صفحہ (۱۷)

تفقد نامہ۔ وہ خط جو دلجوئی اور مہربانی پر مشتمل ہو۔
محررہ۔ نوشتہ، لکھا ہوا۔
ضمیمہ۔ وہ شے جو کسی اور شے میں اضافہ کی جائے۔
بطریق۔ بہ صورت
لزوم مالا یلزم۔ لازم ہونا اس کا جو لازم نہیں ہے۔
دساتیر۔ جمع ہے دستور کی۔
اسما۔ جمع ہے اسم کی، نام۔
ہیہات۔ افسوس۔
مسخ۔ صورت بگاڑنا۔
علی التواتر۔ ساتھ ساتھ۔
عیاذاً باللہ۔ خدا پناہ میں رکھے۔
قدح۔ پیالہ۔
تفسیر۔ شرح۔
اعانت۔ مدد۔
استیفا۔ پورا کرنا۔
بمنزلہ۔ برابر۔

(۴) صفحہ (۱۹)

نام آور۔ مشہور۔
آشنا۔ شناسا۔
واللہ باللہ۔ ایک قسم ہے، خدا کی قسم۔

(۵) صفحہ (۱۹)

حاشا۔ خدا کی قسم۔
عم۔ چچا
استناد۔ سند حاصل کرنا، سند طلب کرنا۔
کہ۔ جو۔
نواب سعادت علی خاں۔ بانی سلطنت اودھ
بیشتر۔ زیادہ تر۔
احیاناً۔ اتفاقاً۔ شاید۔
عامہ۔ عوام۔
عظماے۔ مخصوص لوگ۔
متوفی۔ فوت شدہ۔
رقم۔ تحریر۔
امثال۔ مثل کے۔
لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا۔ ہرگز نہ حاصل کروگے تم نیکی کو یہاں تک کہ تم محبوب شئے خرچ کرو۔
ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ وہ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں کا گمان بھی نہ ہو۔
مقفیٰ۔ نثر مقفیٰ جس میں قافیہ ہو مگر وزن نہ ہو۔
مرجز۔ نثر مرجز وہ نثر جس میں وزن ہو مگر قافیہ نہ ہو۔
عاری۔ نثر عاری یا معریٰ جس میں نہ وزن ہو نہ قافیہ۔
مسجع۔ نثر کی ایک قسم ہے جو غالب کے نزدیک مقفیٰ کی مترادف ہے۔
صاحب۔ مصنف۔
قلزم ہفتگانہ۔ ایک کتاب لغات کا نام ہے
پارسیوں۔ اہل فارس، شعرائے ایران۔
از راہ۔ طور پر، طریقہ سے۔
تصرف۔ داخل کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا، بدل دینا۔
زنہار۔ ہرگز، خبردار، تاکید کرنا۔
منفی۔ انکار کرنے والا۔
مثبت۔ اقرار کرنے والا۔
عیشی۔ شاعر کا تخلص ہے۔
مستند علیہ۔ وہ شخص جسے سند قرار دیا جائے

موکد۔ تاکید کرنے والا۔

(۶) صفحہ (۲۳)

ابلاغ۔ پہنچانا۔ بھیجنا۔
آگہی۔ اطلاع۔
پرسش۔ پوچھنا۔
مقوم۔ سہارا رکھنے والا۔
مفرح۔ فرحت دینے والا، تازہ و شگفتہ رکھنے والا۔
مسدود۔ بند ہے۔
للہ الحمد۔ خدا کا شکر ہے۔
گنہگار۔ ملزم۔
فرد فرد۔ تمام و کمال، بالکل۔
مولائی۔ میرے مولا۔
مرشدی۔ میرے مرشد۔
شاداں۔ خوش۔
بخت۔ مقدر۔
تصور۔ خیال۔
کارفرما کر۔ دخل دیکر، درمیان میں لاکر
پیرو۔ مقلد۔
منکر۔ انکار کرنے والا۔
قدما۔ شعرائے قدیم۔

متاخرین۔ پچھلے لوگ، حال کے زمانہ کے لوگ
کلیم۔ ابوطالب کلیم ہمدانی۔
اسیر۔ مرزا جلال اسیر شہرستانی۔
حزیں۔ شیخ علی حزیں
محقق۔ صاحب تحقیق۔
جمہور۔ عوام۔
برہان قاطع۔ ایک کتاب لغات کا نام ہے
فہم۔ سمجھ۔
زیست۔ زندگی۔
نکات۔ جمع ہے نکتہ کی۔
نسخہ۔ کتاب۔
انگبیں۔ شہد۔
آز۔ حرص۔
بادی النظر۔ بظاہر، سرسری طور پر۔
شیر ناب۔ خالص دودھ۔
خشم۔ غصہ۔
حکما۔ جمع ہے حکیم کی، عالم بے بدل، یگانۂ روزگار۔
صوفیہ۔ جمع ہے صوفی کی، اہل باطن
غضبی۔ متعلق بہ غضب، جسکا تعلق غصہ سے ہو

شہوی۔ متعلق بہ شہوت، جسکا تعلق انسان کی پست قسم کی خواہشات سے ہو۔
تعدیل۔ عدل کرنا۔ انصاف کرنا۔
اصلاح۔ درستی۔
عفت۔ پارسائی، پرہیزگاری، پاکیزگی۔
مبرہن۔ جو دلائل سے ثابت کیا جائے۔
تثنیہ۔ دو۔
عارف۔ خدا کو پہچاننے والا۔
گوگرد سرخ۔ سرخ گندک جو ناپید ہے۔
پیل سفید۔ سفید ہاتھی۔
ساکت۔ خاموش، چپ۔
کبریت احمر۔ سرخ گندک
انملیاں۔ ایک قسم کا کلام ہے جسکے موجد خسرو ہیں۔
منطق۔ زبان۔
افادہ۔ فائدہ بخشنا۔
سلب کلی۔ بالکل مفقود کر دینا۔
بے ہمتا۔ بے مثل۔
اندک۔ تھوڑا، قلیل۔
خداوند نعمت۔ بزرگ، مالک۔

قباحت۔ خرابی، عیب۔
وضوح۔ ظہور، واضح ہونا۔
جواز۔ جائز ہونا۔
مضائقہ۔ تنگی، شک۔
حلاوت۔ شیرینی، مٹھاس۔
افزائش۔ بڑھانا۔
لوکشف الغطاء ما۔ اگر پردہ ہٹا دیا جائے۔
زنہار زنہار۔ ہرگز ہرگز۔
صاحبا۔ اے صاحب۔
مشفقا۔ اے مشفق۔
زید الطافکم الی الابد۔ ابد تک تمہاری عنایتیں بڑھتی رہیں۔
تبلیغ۔ بھیجنا، پہنچانا۔
بندگی۔ بندہ ہونا۔ یہاں بمعنی تسلیم و آداب۔
نیاز۔ عاجزی، حاجت، احتیاج۔
ضمیر۔ دل۔
منیر۔ روشن۔
اقسام ثلاثہ۔ تین قسمیں۔
یارائے کلام۔ گفتگو کی قوت۔

غیاث الدین - صاحب غیاث اللغات
ملائے مکتبی - مکتب میں لڑکوں کو پڑھانیوالا
معتمد - قابل اعتماد -
اختتام - ختم کرنا -
دستور شگرف - ایک کتاب کا نام ہے -
سجع - قمری کی آواز - دو فقروں میں
آخر الفاظ کا ہموزن ہونا -
فقرتین - دو فقرے -
مصرعین - دو مصرعے -
تقابل - ایک دوسرے کا مقابلہ کرنا -
یکدگر - ایک دوسرے کا
بدوں - علاوہ -
عقدہ - مشکل بات، مسئلہ، بات -
رکاکت - سستی، ضعیفی -
اظہر من الشمس - سورج کی طرح ظاہر ہے -
نص - حکم قطعی -

(۷) صفحہ ۲۸

مکرر - دوبارہ -
گرمئ ہنگامہ - لوگوں کی کثرت ہونا -
جداگانہ - علیحدہ -
معصوم - پیغمبر، امام -

یغما - لوٹ -
الّا - لیکن
تعریب - عربی بنانا -
ابجد - ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ -
ثخذ - اوپر کے سلسلہ کا ساتواں لفظ ہے - حروف تہجی کا یہ سلسلہ اعداد نکالنے کے لئے مستعمل ہے -
متحد المخرج - جن کے نکلنے کی جگہ ایک ہی ہو -
قریب المخرج - جن کے نکلنے کے مقامات قریب قریب ہوں -
ہائے ہوز - یعنی ہوز کی ہ، چھوٹی ہ -
حائے حطی - یعنی حطی کی ح، بڑی ح -
حسبتہ للہ - خدا کی خوشنودی کے لئے -
مخفف - چھوٹا کیا گیا -
ناہار - وہ شخص جس نے صبح کچھ نہ کھایا ہو -
صاحب طبع سلیم - طبیعت معقول رکھنے والا - مذاق صحیح رکھنے والا -
ائمہ فن - ائمہ جمع ہے امام کی - فن میں مہارت کامل رکھنے والے جن کی

رائے بطور سند پیش کیجا سکتی ہے

علیہ ما علیہ۔ وہی اسپر ہو جسکے وہ لائق ہے

خالصاً للہ۔ محض خدا کے لئے۔

نعران ناشخص۔ بے حد احمق۔

خواہی نخواہی۔ بہ جبر، زبردستی۔

ممیزہ۔ تمیز کرنے والی۔ دو چیزوں میں فرق دیکھنے والی۔

غولوں۔ جمع ہے غول کی، دیو، بھوت۔

میرزا تفتہ۔ منشی ہرگوپال تفتہ جنھیں غالب پیار میں مرزا تفتہ کہنے تھے۔

نسبت۔ نسبت شاگردی۔

برہما۔ ہندو علم الاصنام میں برہما بہت بڑا طاقتور دیوتا سمجھا جاتا ہے۔

غوث الاعظم۔ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی۔

یزید۔ یزید ابن معاویہ شام کا بادشاہ تھا جس نے جناب امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں شہید کرایا۔

شمر۔ شمر ذوالجوشن اس شقی ازلی کا نام ہے جس نے اپنے ہاتھ سے جناب حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔

تفقد نامہ۔ تفقد کے لغوی معنی گم شدہ کو ڈھونڈنا اور پرسش کرنا ہے تفقد نامہ کے معنی وہ خط جس میں مہربانی، دلجوئی اور غمخواری کیجائے۔

مرقومہ۔ لکھا ہوا۔ تحریر کیا ہوا۔

یازدہم۔ گیارہ۔

پنجم۔ پانچ۔

دوشنبہ۔ پیر۔

تطابق۔ مطابق کرنا۔

مجملاً۔ تھوڑی سی۔

مراسلت۔ خط و کتابت۔

دستنبو۔ غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے۔

مشعر۔ خبر دہندہ۔ خبر دینے والا۔

تحسین۔ تعریف، ستائش۔

صدق۔ سچائی۔

ارادت۔ مرید کرنا۔ خلوص۔

مودت۔ دوستی، محبت۔

تہنیت۔ مبارکباد

مدحت۔ تعریف۔

بتوسط۔ بذریعہ۔

طبع آزمائی - طبیعت پر زور دیکر بات پیدا کرنا۔
عبارت آرائی - رنگین عبارت لکھنا۔
محجوب - شرمندہ۔
باب - سلسلہ، معاملہ۔
افادہ - فائدہ اٹھانا۔
عم عالی مقدار - چچا جن کا مرتبہ بلند ہے
خلاصۂ مکتوب - خط کا لب لباب۔
سابق - پہلا۔
تعبیر بالمرادف - ہم معنی سے بدل دینا
مکتوب الیہ - جسکو خط لکھا جائے۔

(۹) صفحہ ۳۳

یادآوری - یاد کرنا۔
مہرگستری - عنایت، نوازش۔
تابستان - موسم گرما، گرمی کا موسم۔
عزم - ارادہ۔
کرامت - بزرگی۔
احتمال - شک و شبہہ، اندیشہ۔
بلاد - جمع ہے بلدہ کی بمعنی شہر
انشاء اللہ العظیم - اگر خدا نے چاہا۔
استیفا - پورا کرنا۔

سروف حکایت - گفت و شنید، گفتگو۔
تراوش - ٹپکنا۔
خونابہ - خون تازہ۔
مجہول - نادانستہ شدہ، پوشیدہ، نامعلوم
حک - چھیلنا، دور کرنا، کھرچنا۔
حک و اصلاح - درستیاں، اصلاحیں۔
منشاء - مدعا، مطلب، لغوی معنی مسودات۔
اعانت - مدد۔

(۱۰) صفحہ ۳۵

تلطف نامہ - خط جسکے ذریعہ سے مہربانی کی گئی ہے۔
ورود - پہونچنا، رسید۔
باآنکہ - حالانکہ، باوجودیکہ۔
کارپردازان - کارکن، کام کرنے والے۔
راجع ہونا - واپسی، پھرنا۔

(۱۱) صفحہ ۳۶

مخدوم زادہ - اُس شخص کا بیٹا جسکی میں خدمت کرتا ہوں۔
والا تبار - بلند مرتبہ۔
مع الخیر - خیریت سے۔
یوسف - جناب یوسف ابن یعقوب علیہ السلام

مصر۔ وہ ملک جہاں جناب یوسفؑ نے بادشاہی کی۔
کنعاں۔ جناب یوسف کا وطن۔
تفرقہ۔ فرق کرنا۔
اوقات۔ جمع ہے وقت کی
شدت۔ زیادتی۔
تموز۔ گرمی کی زیادتی۔
مقتضی۔ خواہشمند۔
ہنوز۔ ابتک۔
نزول۔ اترنا۔
نزول باراں۔ پانی برسنا۔
ہمکلام ہونا۔ گفتگو کرنا۔
قبض۔ پکڑنا۔ گرفتگی۔
تمنائے دیدار۔ دیکھنے کی خواہش۔
کنایہ۔ سخن پوشیدہ، راز کی بات
انشاءاللہ العزیز۔ اگر غالب خدا نے چاہا۔
روئے سخن۔ خطاب۔
مسکن۔ جائے سکونت، مکان۔
پرتاب۔ تیر، جو دور جا سکتا ہو۔
ہنوز۔ ابتک۔

حسن سیرت۔ سیرت کی خوبی یعنی اخلاق و آداب۔

(۱۲) صفحہ ۳۷

مظہر۔ جائے ظہور۔
تشویش۔ فکر، پریشانی۔
سبیل۔ راستہ۔
کاسۂ گدائی۔ کشکول، فقیر کا پیالہ
سنین۔ جمع ہے سن کی، سال۔
ماضیہ۔ گزشتہ۔
احیاناً۔ اتفاقاً۔
ابرام۔ محکم کرنا۔ یہاں بمعنی اجازت۔
جامع۔ جمع کرنے والا۔
والسلام مع الاکرام۔ تسلیم مع تعظیم۔

(۱۳) صفحہ ۳۸

نہایت۔ انتہا۔
سعی۔ کوشش۔
مہتمم۔ ناظم، اہتمام کرنے والا۔

(۱۴) صفحہ ۳۹

عالم۔ حال، کیفیت۔
سابق۔ پہلے۔
سرنامہ۔ پتہ۔
حاجت۔ ضرورت۔

آب حیوان - آب حیات -
عہد - زمانہ -
فراہم - جمع -
محل اندیشہ - فکر کی بات -

(۱۵) صفحہ ۴۰

مقدس - پاک -
دودمان - خاندان، قبیلہ، کنبہ
برخوردار - بہرہ ور -
جوہر - جو بذات خود قایم ہو -
عرض - جو بذات خود قایم نہ ہو جیسے رنگ -
بہرحال - ہر حالت میں -
تبلیغ - بھیجنا، پہنچانا -
قطع نظر - خیال ترک کر دینا -
یائے تحتانی - آخر حروف، ی حروف تہجی کا آخر حرف ہے -

(۱۶) صفحہ ۴۲

چہا - کیا -
کفایت کرنا - کافی ہونا -
انواع - قسم -
پُرفضا - دلکش -

زائے ہوز - حرف ز جو لفظ ہوز میں موجود ہے -
غمزہ - اشارۂ چشم -
متکلم - کلام کرنے والا -
فاضل - اضافہ، زیادہ -
مسنون - جو سنت کیا گیا ہے -
منثور - جو نثر میں ہو -
عطوفت - مہربانی -
بانفراد - تنہا، خالص طور پر -

(۱۷) صفحہ ۴۳

مطلع - نظم کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں -
حسن مطلع - دوسرا مطلع -
بندہ نوازیاں - عنایتیں -
ننگ - باعث شرم -
آفرینش - مخلوق، جو کچھ پیدا کیا گیا ہے -
خاصان درگاہ - مخصوص بندے -
سعادت - نیکی، نیک بخت ہونا -
عظمیٰ - بڑی -
وبائے عام - وہ بلا اور مصیبت جو سب پر نازل ہوئی تھی -

کشتنی۔ جو مار ڈالنے کے قابل ہو۔
سوختنی۔ جو جلا ڈالنے کے قابل ہو۔
عرش۔ تخت، بہشت، ساتواں آسمان۔
نشیمن۔ جائے قیام، گھونسلا۔
پائیں باغ۔ وہ باغ جو صحن مکان سے ملحق ہوتا ہے۔
تصور۔ خیال۔
محابا۔ اندیشہ، پاس، خوف۔
متردد۔ پریشان۔
قیاس۔ خیال، گمان۔
معہذا۔ باوجود اس کے۔
انطباع۔ طبع ہونے کے بعد، چھپنے کے بعد۔
اغراق۔ مبالغہ کرنا۔
اغلاط۔ جمع ہے غلطی کی۔

(۱۸) صفحہ ۴۴

مخمس۔ ایسی نظم جس میں ایک بند میں پانچ مصرعے ہوں۔
نسب۔ نژاد، خاندان
سرور۔ سردار۔
حسب۔ ذاتی بزرگی، شرف۔

افتتاح۔ شروع کرنا۔
درخور۔ لائق۔
ثالث۔ تیسرا۔
مزید۔ زیادہ، اس کے علاوہ۔
افلاک۔ جمع ہے فلک کی، آسمان۔
ندامت۔ پشیمانی۔
خجالت۔ شرمندگی۔
محل۔ موقعہ، مقام۔
طرح۔ فریب، خاکہ تصویر کا، روش، طرز۔
مرادف۔ ہم معنی۔
بفتح اوّل۔ پہلے حرف پر زبر۔
سکون ثانی۔ دوسرا حرف ساکن۔
بفتحتین۔ دو زبر کے ساتھ یعنی پہلے اور دوسرے دونوں حرفوں پہ زبر۔
بایںہمہ۔ باوجود اس کے۔
عم۔ چچا۔
عالی مقدار۔ بلند مرتبہ۔
روئے سخن۔ خطاب۔
مرشدزادوں۔ مرشد کے بیٹے۔
مرشد۔ ہدایت کرنیوالا، نیک راہ بتلانیوالا

طول - لمبائی، درازی -
دوام - ہمیشگی -
عجب - تعجب -
اتمام - تکمیل -
پنج آہنگ
دستنبو } تصانیف غالب
مہر نیم روز
آدم - حضرت آدم علیہ السلام -
زن - عورت
طوق لعنت - لعنت کا طوق -
از رہ - لئے، واسطے -
تکریم - بزرگی دینا -
تذلیل - ذلت دینا -
اسیری - گرفتاری -
طوق آدم - یعنی زن -
گراں تر - زیادہ بھاری -
عزازیل - شیطان -
ہیچ سست - بیکار ہے، کچھ نہیں، عبث ہے -
واماندگی - خستگی، تھکن، اضمحلال -
برہان قاطع - ایک کتاب لغت کا نام ہے

پوچ - بیہودہ، بے معنی -
با در ہوا - غیر متعلق، بے بنیاد -
اغلاط - جمع ہے غلط کی -
بہ سبیل - بہ طریق -
مستعار - مانگے کے طور پر -

(۱۹) صفحہ ۴۷

ایمان بالغیب - بے دیکھے ہوئے پر ایمان لانا -
دہر - ہمیشہ -
اغلب - زیادہ تر -
اضطرار - ناچار ہو کر -

(۲۰) صفحہ ۴۸

بلاد - جمع ہے بلدہ کی، شہر
جبین - پیشانی -
دریغا - افسوس -
ممدوح - جس کی تعریف کی جائے -
مدح - تعریف -
سزاوار - لائق -
دودمان - خاندان، قبیلہ، کنبہ -
[illegible] - زیور رم جمع جو پگڑی پر باندھتے ہیں -

مروارید۔ موتی۔
اعضا۔ جمع ہے عضو کی۔
جوارح۔ اعضا۔
کھتّا۔ وہ اشعار جو دھوبی اور اسی قسم کے شعرا موزوں کرتے ہیں
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیشک ہم اللہ کیطرف سے آئے اور اسی کیطرف چلے جائینگے
کف الخضیب۔ ستاروں کی ایک شکل کا نام ہے۔
صور۔ جمع ہے صورت کی، صورتیں۔
طلوع۔ نکلنا، ظاہر ہونا۔
اختر شناسان۔ نجومی۔
قبول دعا۔ دعا کا قبول ہونا۔
وقت طلوع۔ صبح کے وقت۔
کتان۔ ایک کپڑے کا نام ہے جو چاندنی میں پھٹ جاتا ہے۔
پرتو۔ روشنی، سایہ۔
زمرد۔ نیا۔
افعی۔ سانپ۔
آصف الدولہ۔ نواب اودھ۔
محاذی۔ بالمقابل، روبرو، سامنے۔

انواع۔ قسم قسم سے۔
تحویل۔ داخل ہونا۔
حمل۔ برج حمل۔
تحویل آفتاب بہ حمل۔ آفتاب جب برج حمل میں داخل ہوتا ہے تو وہ نیک ترین ساعت سمجھی جاتی ہے
تجاوز۔ زیادتی۔
جامع۔ ٹھیک ٹھیک۔
چساں۔ کس طرح۔
گراب۔ کارتوس۔
بہادر شاہ۔ بہادر شاہ ظفر آخری مغل بادشاہ جو غدر میں جلا وطن کیے گئے۔
ذوق۔ محمد ابراہیم ذوق استاد ظفر
مولوی محمد باقر۔ اردو کا سب سے پہلا اخبار انھوں نے نکالا تھا۔ یہ مولوی محمد حسین آزاد کے پدر بزرگوار تھے۔
قلمرو۔ سلطنت، مملکت۔
رضائے الٰہی۔ حکم خدا۔
سپہر۔ آسمان۔

فرمان - حکم -
داور - خداوند تعالیٰ -
بیداد - ظلم -
منطبعہ - چھپا ہوا -
بے حیف - بے ظلم و ستم یعنی انصاف سے
بے میل - بغیر طرفدارانہ طریقہ پر -

(۲۱) صفحہ ۵۱

رنجش - ملال -
وسوسہ - اندیشہ -
احتمال - ڈر، خوف -
تلف - ضائع -
وضع ہوا کریگا - کٹا کریگا -
امکنہ - جمع ہے مکان کی، مکانات -
تیشہ - کلہاڑی، بسولہ -
کلند - پھاوڑا -
طغیانی - شدت، چڑھاؤ -
گراں - مہنگا،
ارزاں - سستا
رفعت - بلند -
درجت - مقام، مرتبہ -
رفعت درجت - بلند مرتبہ، عالیمقام -

عزم - ارادہ -
گور - قبر
مکتوب - خط -
خو - عادت -
انجاد - پورا کرنا -
حتی الوسع - مقدور کے مطابق -
مستطاب - بزرگوار -
افتخار - عزت -
نوید - خوشخبری -
مقدم - تشریف آوری
خانہ کوچی - خانہ بدوشی -
گریزپائی - ایک جگہ نہ ٹھہرنا -
قلزم - سمندر، بحر
شناور - تیراک
نفس مطمئنہ - وہ نفس جسے اطمینان حاصل ہو -
اشغال - جمع ہے شغل کی -
افراط - زیادتی -
اخوان - بھائی -

(۲۲) صفحہ ۵۳

سابق - پہلا -

باہم۔ ساتھ ساتھ۔
روئے سخن۔ خطاب۔
فیض نصاب۔ جسکا سراپا فیض ہی فیض ہے
جامع مدارج۔ درجات عالی کا اپنے وجود میں جمع کرنے والا بلند مرتبہ
بزم۔ محفل۔
وحدت۔ یکتائی، یگانگی۔
فروزندہ۔ چمکنے والا۔
مستغرق۔ ڈوبا ہوا۔
مشاہدہ۔ دیکھنا۔
مشاہد۔ گواہ۔
ذات۔ ذات باری تعالی۔
قدسی۔ فرشتہ، پاک، پاکیزہ۔
بادی النظر۔ بظاہر
مبحث۔ موضوع بحث۔
بصلہ۔ بعوض۔
مدح گستری۔ تعریف کرنا۔
مربی کش۔ مربی کو مارنے والا منحوس، سبز قدم۔
محسن سوز۔ احسان کرنے والے کو جلا دینے والا منحوس سبز قدم۔

خداوند۔ آقا، مالک۔
بندہ پرور۔ غلام کی پرورش کرنیوالے
وقوعی۔ جن کا اظہار ہو چکا ہے۔
پایاں۔ انتہا، آخر، انجام۔
امور عامہ۔ معمولی بات۔
رحیل۔ کوچ۔
انا للہ وانا الیہ...... ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائینگے

(۳۴) صفحہ ۵۶

نعت۔ رسول کی تعریف۔
اضمحلال قویٰ۔ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کا سست اور بے طاقت ہو جانا۔
کلاہ۔ ٹوپی۔
پیرہن۔ لباس۔
مصافحہ۔ ہاتھ ملانا۔
متقاضی۔ تقاضہ کرنے والا۔
انطباع۔ چھپوانا، چھاپنا۔
عزیمت۔ ارادہ، قصد۔
امضا۔ جاری کرنا، حکم اجرا دینا۔
مفرح۔ فرحت دینے والا۔
وظیفہ۔ وہ چیز جو ہر روز کے لئے مقرر ہو

منقطع۔ ختم۔
روش۔ طریقہ۔
گاہ گاہ۔ کبھی کبھی۔
ارسال۔ بھیجنا۔
رسائل۔ خطوط۔

(۳۴) صفحہ ۵۷

مجادلات۔ مجادلے۔
توقیع۔ دستخط شدہ کاغذ، فرمان شاہی۔
ملک۔ مال۔
انشاء اللہ العلی العظیم۔ اگر خدائے بزرگ و برتر نے چاہا۔
حبذا۔ بہت اچھا، خوب ہے، بہتر ہے۔
کلک۔ قلم۔
رحمۃ اللہ علیہ۔ اس پر خدا کی رحمت ہو۔
ممتنع۔ باز رہنے والا، محال، ناممکن، دشوار۔
خرق۔ پھاڑنا۔
خرق عادت۔ خلاف عادت، کرامت، معجزہ، جو عام طور پر ظہور پذیر نہ ہو۔
مسلمات۔ مانی ہوئی باتیں، تسلیم شدہ امور۔

جمہور۔ عوام۔
منکر۔ انکار کرنے والا۔
حسن۔ خوبی۔
الہام۔ خدا کی طرف سے کسی بات کا دل پر ظاہر ہونا۔
ازانجا۔ اس لئے کہ۔
باصرہ۔ نگاہ۔
مشتاق۔ شوقین، خواہشمند۔
مسافت۔ دوری۔
بعید۔ بہت دور۔
معلول۔ نتیجہ کسی سبب یا علت کا۔
علت۔ سبب، وجہ۔
ادعا۔ دعویٰ کرنا، اپنے حق کا مطالبہ۔
موضوع۔ جو کچھ وضع کیا جائے۔
مؤکد۔ تاکید کرنے والا، تاکید کیا گیا۔
مشتری۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔
عطارد۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔
اسم۔ نام۔
سلطان جلیل القدر۔ بڑے مرتبہ والا بادشاہ۔
ابراہیم عادل شاہ۔ والی بیجاپور۔

منظر - جائے نظر، کھڑکی، دریچہ۔
بعید - دور۔
زیر - نیچے۔
قصر - محل۔
مبادا - شاید، ایسا نہ ہو کہ کہیں۔
عفت - پرہیزگاری، پارسائی۔
فضیلت - بزرگی، نیکی، بھلائی۔
فضائل - جمع ہے فضل کی۔
اربع - چار۔
ابہام - کسی بات کا صاف صاف بیان نہ کرنا۔
تفحص - دریافت، پوچھنا۔
وجدانی - جو حالت خود بخود طاری ہو۔
حفظ - حفاظت، پاسداری۔
ناموس - عزت، حرمت۔
کار برآری - مدعا، کام نکالنا۔
ناطقہ - گویائی۔
سرافرازی - بلندی۔

(۳۵) صفحہ ۶۰

ناسازی - نادرست ہونا۔
اطراف - جمع ہے طرف کی۔

جوانب - جمع ہے جانب کی۔
ماہِ نیم ماہ - غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے
مہرِ نیم روز - غالب کی ایک تصنیف کا نام ہے
بارے - ایک مرتبہ۔
امیر تمر - امیر تیمور۔
بین الطعامین - دو کھانوں کے درمیان۔

(۳۶) صفحہ ۶۱

مفہوم ہوا - سمجھا گیا۔
تپ و لرزہ - بخار جاڑا۔
سودازدہ - پریشان۔
جنابِ ایزدی - بارگاہ خداوندی۔
سرگرم - مصروف۔
عم - چچا۔
بزرگ آموزگار - بزرگی سکھانے والے
صنوف - جمع ہے صنف کی، قسمیں۔
الوف - جمع ہے الف کی، ہزارہا۔
کفِ پائے - پاؤں کا تلوا۔
معرف ہونا - تعارف کرانا۔
اضمحلال - کمزوری، سستی۔
صغرا و کبریٰ - منطق کی اصطلاحیں ہیں
ہیہات - افسوس۔

(۲۷) صفحہ ۶۳

مغشوش - غیر خالص -

بصر - بینائی، آنکھوں کی روشنی -

سعادت - نیکی، نحوست کی ضد -

توام - جڑواں -

نگارش - تحریر -

(۲۸) صفحہ ۶۴

توقیع - فرمان، سند -

قبول - پسندیدگی -

اہل نظر - صاحبان ذوق سلیم -

موجب - سبب -

مباہات - فخر کرنا -

جلالائے طباطبائی، ندائے ہندی } شعرائے فارسی

ابوالفضل - شیخ ابوالفضل اکبر کا وزیر اعظم

سخنوروں - شعرا

کیخسرو - ایران قدیم کا ایک مشہور و نامور بادشاہ -

قلمرو - مملکت -

سخن طرازی - شاعری -

ہم چشم - مقابل -

ہم طرح - مماثل -

سعدی - شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی -

فیضی - برادر ابوالفضل، وزیر اکبر مشہور شاعر دربار اکبری -

نغز گوئی - خوش گوئی -

جمہور - عوام

عبدالقادر بدایونی - شیخ عبدالقادر بدایونی، عہد اکبری کا مشہور مورخ ہے -

آرزو، فقیر، شیدا، بہار } شعرائے فارسی

بیدل - مرزا عبدالقادر بیدل -

غنیمت، منت، مکین، وارستہ سیالکوٹی } شعرائے فارسی -

صنائع لفظی - لفظوں میں صنعتیں رکھنا -

نژاد - اصل -

پیچ - پچر، پوچ -

سرگرم - گرم کرنے والا -

رحیم - رحم کرنے والا
بشیر - خوش خبری سنانے والا -
سمیع - سننے والا -
بصیر - دیکھنے والا -
کلیم - گفتگو کرنے والا -
اسمائے الٰہی - خدا کے نام -
محل - جائے -
تردد - پس و پیش، فکر -
اوہام - جمع ہے وہم کی
وسواس - جمع ہے وسوسہ کی -

(۹)

حاجتی - پاخانے کی چوکی -
تقاضائے بول - پیشاب کی ضرورت
صعوبت - تکلیف -
مسہلات - کھلانے والی دوائیں -
رادعات - جمع ہے رادع کی، روکنے والی دوا -
تفاوت - فرق -
متعدد - زیادہ، کثیر
مبدع - جائے شروع
دارالضرب - ٹکسال -

(۳۳۰) صفحہ ۷۱

اوجاع - جمع ہے وجع کی، درد، دکھ

(۳۳۱) صفحہ ۷۲

سیاح - سیاحت کرنے والا، سیر کرنیوالا -
گیتی نورد - زمین پر پھرنے والا -
ثانی - دوسرے -
مخدوم جہانیاں جہاں گرد - ایک صوفی کا لقب ہے -
لآلی - جمع ہے لولو کی معنی موتی -
بلاگردان - تصدق ہونا -
لولی - معشوق -
کارد - چھری، چاقو - صفحہ ۷۳

(۳۳۲)

پیشانی - ابتدائے خط -
گزرانا - پیش کیا -
دیرینہ - قدیم -
خیر محض - سرتا پا نیکی -
موقر - باوقار -
الفربہ - موٹا -
معلم - پڑھانے والا -
فرومایہ - ادنیٰ، ذلیل، کمینہ -

ناآشنائے محض۔ بالکل ناواقف۔
ناتمام۔ ناکمل۔
انشائے خلیفہ۔ درس مبتدیاں ایک کتاب کا نام ہے۔
منشآت ماہورام۔ ایک کتاب کا نام ہے جو مبتدیوں کے درس میں شامل ہے۔
ماخذ۔ اخذ کی جگہ، جیسے چیز کے لینے کی جگہ۔
غول۔ بھوت۔
ہمشیر۔ وہ دو شخص جنھوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہو۔
ہرزہ سرائی۔ بیہودہ گوئی۔

(۳۳) صفحہ ۷۴

ازراہ شکوہ۔ شکایت کے طور پر۔
پوزش۔ عذر و معذرت کرنا۔
مجوئے۔ تلاش نہ کر۔
گستاخ گوئے۔ گستاخی کرنے والا۔
موانع۔ دقتیں، دشواریاں۔
تحسین۔ تعریف۔
محشور۔ حشر کیا گیا، شامل کیا گیا۔
لیل و نہار۔ مصائب لیل و نہار، وہ تکلیفیں جو رات دن ہوتی ہیں۔
بے تامل اور بے فکر۔ بے سوچے اور غور کیے۔
صعوبت۔ تکلیف، زحمت۔
جہدہا۔ کوششیں، جہد کی جمع ہے۔
درخور۔ لائق، سزاوار۔
فراغ۔ فرصت، بے شغلی۔

(۳۴) صفحہ ۷۶

حرز بازو۔ وہ تعویذ جو بازو پر باندھا جائے۔
موجب۔ سبب۔
صہبائی۔ مولوی امام بخش صہبائی۔
ارمغاں۔ تحفہ۔

(۳۵) صفحہ ۷۷

بندہ۔ غلام۔
بے درم خریدا۔ جو بغیر داموں کے خریدا گیا ہو۔
فصد۔ نشتر لگوا کر برا خون نکلوانے کو کہتے ہیں۔
منضج۔ وہ دوا جو مسہل سے چند روز پہلے پی جاتی ہے منضج کہلاتی ہے۔
عقرب۔ برج عقرب۔
برف آب۔ سرد۔

تملق ۔ خوشامد، چاپلوسی۔

حک ۔ چھیلنا، دور کرنا، کھرچنا۔

حک و اصلاح ۔ درستی۔

ناروا ۔ نامناسب۔

(۳۶) صفحہ ۷۸

امور نفسانی ۔ جو باتیں نفس انسان سے متعلق ہیں۔

اضداد ۔ جمع ہے ضد کی۔

محالات عادیہ ۔ وہ باتیں جو عام طور پہ واقع نہیں ہوتیں اور خلاف عادت ہیں۔

انشراح ۔ کشادگی، مسرت۔

انقباض ۔ کبیدگی، تکدر۔

ہم طالع ۔ ایک سی قسمت والا۔

قلمرو ۔ مملکت۔

شرح ۔ تفصیل۔

ہمانا ۔ بالکل، یکسر۔

نزدیک ۔ برائے، واسطے۔

اِنّی رَأَیْتُ دَہْرًا فِی ہَجْرِکَ الْقِیَامہ ۔ میں نے تیرے ہجر کو قیامت پایا۔

مورد ۔ جگہ وارد ہونے کی۔

روزگار ۔ زمانہ۔

ساطع ۔ بلند، چمکتا ہوا، روشن۔

دلیل ساطع ۔ دلیل روشن

بُرہان ۔ دلیل۔

قاطع ۔ کاٹنے والا۔

مترصد ۔ اُمید رکھنے والا، امیدوار۔

(۳۷) صفحہ ۷۹

ناوک ۔ تیر۔

بیداد ۔ ظلم و ستم۔

ہدف ۔ نشانہ۔

پیر خرف ۔ سخت بوڑھا۔

خرف ۔ ایسا بوڑھا جسکے حواس درست نہ ہوں۔

خطِ بطلان ۔ کاٹ دینا، قلم زد کرنا۔

معہذا ۔ باوجود اس کے۔

صاد کرنا ۔ پسند کرنا، جائز رکھنا۔

خُرافت ۔ پریشان و بیہودہ کلام کرنا، ایسا جو قابل اعتماد نہ ہو۔

(۳۸) صفحہ ۸۰

قبلۂ ارباب ہوش ۔ ہوشمندوں کے بزرگ۔

ایاز۔ محمود غزنوی کا غلام جو اُس کا معشوق بھی تھا۔
روش۔ طریقہ، طرز، ڈھنگ۔
ہنوز۔ ابتک۔
محمل۔ کجاوہ، ہودہ، عماری۔
مہر جہانتاب۔ سورج۔
تبرید۔ سرد کرنا، ٹھنڈائی۔
تعدیل۔ برابر کرنا۔
بہ حسب رائے۔ مشورہ کے مطابق
طبیب۔ معالج۔
تنقید۔ پاک وصاف کرنا۔

(۳۹) صفحہ ۸۲

للہ الشکر۔ خدا کا شکر ہے۔
باآنکہ۔ باوجود اس کے کہ۔
پاسخ نگار۔ جواب لکھنے والا۔
قول فیصل۔ امر طے شدہ۔
مساعدت۔ موافقت۔
نعم الاتفاق۔ اتفاق کی خوبی، حسن اتفاق۔
قاعدہ تصرف۔ تصرف کا قاعدہ، استعمال۔

جواز۔ جائز ہونا۔
طور۔ کوہ طور۔
ارنی۔ اپنے کو مجھے دکھا، جناب موسیٰؑ نے خدا سے کہا تھا۔
لن ترانی۔ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔
مشاطہ۔ سنوارنے والی۔

(۴۰) صفحہ ۸۳

نظیر۔ جواب، مثال۔

(۴۱) صفحہ ۸۴

مشوش۔ پریشان۔
رفع۔ دور کرنے والا۔
بجنسہ۔ ویسا ہی، اسی حالت میں۔
مجتہد العصر۔ اس زمانہ کے مجتہد۔
مجتہد۔ کوشش کرنے والا، راہ صواب پیدا کرنے والا، وہ شخص جس کی رائے کو کسی معاملۂ خاص میں سب سے زیادہ اہمیت ہو۔ عالم تبحر۔
سید العلما۔ عالموں کے سردار۔
رحلت۔ کوچ، وفات۔
تخرجہ۔ خارج کرنا، یہ تاریخ نکالنے کی ایک قسم ہے یعنی کچھ حرف خارج کرکے

اعداد پورے کیے جاتے ہیں۔

(۴۲) صفحہ ۵۸

استعباد۔ عبد بنانا، خدمت لینا۔
استبعاد۔ عقل سے بعید سمجھنا۔
استعجاب۔ تعجب کرنا۔
پرسش۔ دریافت۔
تگرگ باری۔ اولہ برسنا۔
بحر رواں۔ بہتا ہوا دریا۔
متغیر۔ حالت میں فرق پیدا ہونا، بدل جانا
محل۔ سبب، موجب، باعث۔
بانفراد۔ تنہا، اکیلی۔
مجمع البحار۔ دریاؤں کا مجمع۔
بعینہ۔ بالکل وہی۔
تموز۔ سخت گرمی۔
غم۔ رنج و ملال۔
ہم۔ اندوہ۔
غم وہم۔ رنج و اندوہ۔
سوز۔ جلن۔
نہانی۔ پوشیدہ۔

(۴۳) صفحہ ۸۶

فراہم۔ جمع۔

تہنیت۔ مبارکباد۔
حیات جاودانی۔ ہمیشہ کی زندگی۔
سرگذشت۔ حالات۔
جانکاہ۔ سخت اذیت دینے والا، موذی۔
جانگزا۔ سخت تکلیف دہ، موذی۔
پر۔ لیکن۔
تلف المال خلف العمر۔ جان کی بلا، مال پر۔
عمر فزا۔ عمر بڑھانے والا۔
ثبات۔ بقا۔
بقا۔ باقی رہنا، فنا نہ ہونا۔
عرض۔ آبرو، بدن، جسد۔
ناموس۔ عزت، آبرو، حرمت، اصول، قاعدہ۔
عز۔ عزت، اعزاز۔
برقرار۔ قائم و باقی۔
روداد۔ حالات۔
فارسی ناآمیختہ بعربی۔ ایسی فارسی جس میں عربی کا میل نہ ہو، خالص فارسی۔

نمط ۔ روش، دستور۔

(۴۴) صفحہ ۸۷

التفات ۔ توجہ، نوازش۔

فقدان ۔ عدم موجودگی۔

عدم ۔ نہ ہونا

رصدگاہ ۔ تاروں کے دیکھنے کا مقام۔

دنبالہ دار ۔ دم دار۔

خال ۔ تل۔

بے ہنری ۔ نالائقی۔

ہیچمیرزی ۔ جو کسی قابل نہ ہو جس کی قدر و قیمت نہ ہو۔

مصداق ۔ وہ جس پر کوئی معنی صادق آسکیں۔

پابنش ۔ سامنے۔

مُلّا ۔ مولوی

طبیب ۔ ماہر طب، معالج۔

ہیچ ۔ جو کچھ نہ جانتا ہو۔

برج ۔ آسمان کے فرضی برج جو تاروں کی مختلف شکلوں سے بنتے ہیں۔

درجہ ۔ ہیئت و نجوم کے اعتبار سے فلک کے تین سو ساٹھ حصے کئے گئے ہیں۔ درجہ ایک حصہ کو کہتے ہیں۔

دقیقہ ۔ درجہ کا ساٹھواں حصہ۔ فلک کے بارہ برج ہیں۔ اور ہر برج کے تیس درجے ہیں اور ہر درجہ میں ساٹھ دقیقے ہوتے ہیں اور ہر دقیقے میں ساٹھ ثانیہ ہوتے ہیں۔

ذوذنابہ ۔ منحوس ستارہ جس کی شکل جھاڑو کی سی ہوتی ہے اور جو کبھی کبھی نظر آتا ہے۔

حسم ۔ سال سخت۔

طریقہ ۔ طریق اصطلاح رمل میں ایک شکل کا نام ہے۔

میزان ۔ بروج فلک میں ایک برج کا نام ہے جس کی شکل ترازو کی سی ہے۔

عقرب ۔ بروج فلک میں ایک برج کا نام ہے جس کی شکل بچھو کی سی ہے۔

قران النحسین ۔ دو نحس ستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا۔

کسوف ۔ سورج گرہن۔

خسوف ۔ چاند گرہن۔

عمل ۔ حکومت ۔

ارجمند ۔ صاحب اقبال ۔

بشمول ۔ ساتھ ساتھ ۔

(۴۵) صفحہ ۸۹

تتمہ ۔ خاتمہ ۔ جو سب سے آخر میں آئے ۔

مخفف ۔ تصغیر ۔

ایراد ۔ اعتراض ۔

غنہ ۔ وہ نون جس کا تلفظ نہ کیا جائے ۔

شاملہ ۔ شامل کیا گیا ۔

توکلت علی اللہ ۔ خدا پر میں نے بھروسہ کرلیا ۔

باآئین شائستہ ۔ مناسب طریقہ پر ۔

سرانجام ۔ پورا ۔

نوید ۔ خوش خبری ۔

خفقان ۔ دل دھڑکنا ، ایک مرض کا نام ہے

مراق ۔ ایک دماغی مرض کا نام ہے ۔

تلف ۔ ضایع

یغمائی ۔ لٹیرے ۔

(۴۶) صفحہ ۹۳

قبیح ۔ بدنما ۔

نگارش ۔ بدنما ۔

متصور نہیں ۔ خیال نہیں جاسکتا ۔

مستسقی ۔ استسقا کی بیماری والا ۔

اکابر ۔ بڑے آدمی ۔

املاک ۔ جمع ہے ملک کی ، جائداد ۔

(۴۷) صفحہ ۹۵

سالک ۔ جو راہ سے واقف ہو ، چلنے والا ، سلوک ، تصوف کا ایک درجہ ہے

مجذوب ۔ جذب تصوف کا ایک درجہ ہے ۔ جو اس حالت میں ہو مجذوب ہے

دستگاہ ۔ لیاقت ، قدرت ۔

دلریش ۔ رنجور ۔

فرط خجلت ۔ شرمندگی کی زیادتی ۔

امراض دموی ۔ وہ مرض جو خون سے متعلق ہوں ۔

بلائے جانی ۔ ایسی بلا جو جان پر نازل ہو

شایع ۔ عام

چارہ ۔ درمان ، دوا ۔

ناسودمند ۔ بیکار ، بے اثر ۔

باز ۔ کھلا ہوا ۔

(۴۸) صفحہ ۹۶

بہ طیب خاطر ۔ خوشی سے ، خندہ پیشانی سے ۔

محبوس ۔ قید ۔

اعانت - مدد۔

روشناس ہوں - متعارف ہوں، ملاقات کریں۔

موہوم - وہم کیا گیا، مشکوک۔

تفحص - تلاش، جستجو۔

(۴۹) صفحہ ۹۸

رفتہ - گزشتہ۔

برودت - سردی۔

گزند - خطرہ، ایذا۔

تنک - باریک۔

محیط - چھایا ہوا ہے۔

عالم تصور - خیال۔

جلیس - ہم صحبت

مشاہدہ کرکے - دیکھ کر۔

منت پذیری - احسان مندی۔

بتوسط - ذریعہ سے۔

اصل - جڑ۔

متفرع - شاخ کیا گیا، مترتب۔

مقدر - پوشیدہ، اندازہ لگایا ہوا، جانچا ہوا۔

مجدود - صاحب بخت و روزی۔

ہرزہ سرا - بیہودہ گو۔

شفاعت - سفارش

(۵۰) صفحہ ۹۵

مخدوم - خدمت کیا گیا۔

نیاز کیشاں - جن کا شیوہ نیازمندی ہے

قرم ساق - ایک فارسی کی گالی ہے۔

تخفیف - کم کرنا۔

تصدیع - تکلیف دینا، دردسر پیدا کرنا

(۵۱) صفحہ ۱۰۰

متعارف - عام فہم۔

فلک رفعت - جو بلندی مرتبہ میں آسمان کے برابر ہے۔

ستائش - تعریف۔

(۵۲) صفحہ ۱۰۱

احتیاج - ضرورت۔

ریو - مکر، حیلہ، فریب۔

غریو - شور، فریاد، آواز، غوغا۔

حرف روی - وہ حرف جو اصل قافیہ ہوتا ہے۔

معترض - اعتراض کرنے والا۔

سیف - تلوار

عدو کش - دشمن کو مارنے والی۔

عدو بند۔ دشمن کو باندھ لینے والی
مسموع۔ سُنا گیا۔

(۵۳) صفحہ ۱۰۳

مفسد۔ فساد کرنے والے۔
احتمال۔ اندیشہ۔
جسم۔ موٹائی۔
بادۂ ناب۔ خالص شراب۔

(۵۴) صفحہ ۵

حظ۔ لطف، مزا، حصّہ۔
شتاب۔ جلد۔
کونسل۔ مشاورت۔
دفتر را گاؤ خورد۔ دفتر کو بیل نے کھا لیا
ترشح۔ بوندیں پڑنا۔

(۵۵) صفحہ ۱۰۶

لمن الملک الیوم۔ آج کے دن کس کی حکومت ہے
للّٰہ الواحد القہار۔ اللہ ہی کی حکومت
ہے جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔
عالم آب و گل۔ دنیا۔
عالم ارواح۔ عقبیٰ۔
دوام حبس۔ ہمیشہ قید رہنا۔
بلاد شرقیہ۔ پورب کے شہر۔

پایان کار۔ آخر۔
محبس۔ قید خانہ۔
گریز پا۔ بھاگنے والا۔
فگار۔ زخمی۔
مشقّت۔ محنت، کام۔
زاویہ۔ گوشہ۔
فرخ۔ مبارک۔

(۵۶) صفحہ ۱۰۸

آزرم۔ شفقت و مہربانی۔
مہر۔ محبت
از روئے تحقیق۔ تحقیق کر کے۔

(۵۷)

بوئے پیرہن۔ جناب یوسف کے لباس کی خوشبو۔
یعقوب۔ جناب یعقوب علیہ السلام پیغمبر
اختلاط۔ پیار، محبت، دوستی۔
ہمہ اوست۔ ہر چیز خدا ہے۔
جم گئے۔ جما عد (؟) تھلیلیہ۔

(۵۸) صفحہ ۱۱۰

سرمایہ۔ سبب، وجہ، پونجی۔
آرائش گفتار۔ عبارت آرائی۔

---

(۵۹) صفحہ ۱۱۱

علاقہ۔ تعلق۔ واسطہ۔
صافی۔ پاک باطن۔
حفظ۔ پاس۔
مراتب۔ جمع ہے مرتبہ کی۔
زندیق۔ جہنمی۔

(۶۰) صفحہ ۱۱۲

شفا۔ صحت۔
سر۔ راز، بھید۔
توضیح۔ روشن کرنا، پیدا کرنا، صراحت کرنا

(۶۱) صفحہ ۱۱۴

پرسشِ مزاج۔ مزاج پوچھنا۔
اکبر۔ بڑا۔
مقدمہ۔ معاملہ۔
استفسار۔ پرسش۔
فتح وفیروزی۔ کامیابی۔
توقف کرو۔ ٹھہرو۔
استنباط۔ بات میں سے بات نکالنا۔
اسد اللہ الغالب۔ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔
رضی اللہ عنہ۔ خدا اس سے راضی ہو

(۶۲) صفحہ ۱۱۶

صورت دیوار۔ پرچھائیں، نقش، تصویر۔
امام ضامن علیہ السلام۔ جناب امام موسیٰ رضا علیہ السلام۔
جَدّ۔ دادا
مشایعت کسی کو رخصت کرنے کے لئے کچھ دور جانا۔
فارغ البال۔ آزاد، بے فکر۔

(۶۳) صفحہ ۱۱۷

سحر بازی۔ جادو۔
اردو۔ زبان اردو۔
رود نیل۔ دریائے نیل۔
سنگ وخشت۔ اینٹ پتھر۔
عزیمت۔ ارادہ، قصد۔
دائر۔ پھیرنے والا۔
ستم پیشہ۔ ظالم۔
انتقام۔ بدلہ۔

(۶۴) صفحہ ۱۱۹

علی العموم۔ عام طور پر۔

(٦٥) صفحہ ۱۲۱

رزق۔ روزی۔
شکرم۔ پرانی قسم کی ایک گاڑی۔
کرانچی۔ پرانی قسم کی ایک گاڑی۔
مسکن۔ مکان۔
زنہار۔ ہرگز۔

(٦٦) صفحہ ۱۲۳

ضرر۔ نقصان۔
بارے۔ لیکن۔
عطیہ۔ وہ چیز جو کسی کو دیجائے۔
نعم البدل۔ اچھا بدل۔
ممکور۔ ایک قسم کی شراب۔
سرایت۔ اثر کرنا۔
طعم۔ مزہ، لذت۔

(٦٧) صفحہ ۱۲۵

میر خسرو۔ امیر خسرو دہلوی۔
ان ملی۔ ایک قسم کلام ہے۔
حمقا۔ جمع ہے احمق کی۔
معاودت۔ واپسی۔

(٦٨) صفحہ ۱۲۶

املاک۔ جمع ہے ملک کی، جائداد۔
بہ مجرد۔ فوراً
استماع۔ سننا۔
پاسبانی۔ حفاظت، پہرا۔
قناعت۔ صبر، اکتفا، بسر کرنا،
اقامت۔ ٹھہرنا، قیام۔
مدار۔ انحصار۔
بقدر مقدور۔ حسب حیثیت۔
اخراج۔ خارج، بدر۔
الملک اللہ والحکم اللہ۔ سلطنت خدا کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے

(٦٩) صفحہ ۱۲۸

آفریں۔ شاباش۔
بحل کیا۔ بخش دیا۔
کماحقہ۔ پورا پورا۔
والرحمٰن۔ اللہ کے لئے۔
اجرا۔ جاری ہونا۔

(٧٠) صفحہ ۱۳۰

چرخ۔ آسمان۔
کج رفتار۔ ٹیڑھی چال چلنے والا، ظالم آسمان۔
گوشہ۔ کونا، کنج، عافیت۔

توشہ ۔ روزی کا سہارا۔
بے نوا ۔ غریب، مفلس ۔
تلافی ۔ بدلہ ۔
تہنیت ۔ مبارکباد ۔
مغتنم ۔ غنیمت سمجھا ہوا ۔
دائم الحبس ۔ جنم قیدی ۔
بچار ۔ بازاری بچہ کی زبان کی نقل ہے ۔

(۷۱) صفحہ ۱۳۲

روزی باد ۔ تمہارے حصّہ میں آئے ۔
دعائیہ ہے ۔

(۷۲) صفحہ ۱۳۳

تہیدستی ۔ خالی ہاتھ ہونا، مفلسی
تفحص ۔ تلاش ۔
سابقہ ۔ پہلا ۔
معرفت ۔ ملاقات، شناسائی ۔
بشمول ۔ بہ شرکت ۔
سعی ۔ کوشش ۔
سودا ۔ جنون ۔
قصاص ۔ خون بہا، بدلہ، عوض لینا ۔
وقوع ۔ واقع ہوا ۔

(۷۳) صفحہ ۱۳۵

پارسی ۔ فارسی ۔
قدیم ۔ پرانی ۔
ہوشنگ ۔ ایران قدیم کا ایک بادشاہ
جو زردشتی مذہب رکھتا تھا ۔
جمشید ۔ ایران قدیم کا ایک مشہور بادشاہ
جس نے جام جمشید بنوایا تھا ۔
کیخسرو ۔ ایران قدیم کا ایک مشہور بادشاہ
مروج ۔ رائج ۔
خور ۔ آفتاب ۔
بجائے مضموم ۔ وہ خ جس پر پیش ہو ۔
نور قاہر ۔ شاندار نور ۔
دید و دانست ۔ خیال و اعتقاد ۔
شین مکسور ۔ وہ شین جسکے نیچے زیر ہو ۔
ایزدی متعلق بہ خدا ۔
عرب و عجم ۔ اہل عرب و ایران ۔
اکابر ۔ بزرگان ۔
دفع ۔ دور کرنا ۔
التباس ۔ شبہہ، شک ۔
ہر آئینہ ۔ چونکہ ۔
فقیر ۔ میں غالب ۔
بے اضافہ ۔ بغیر بڑھاتے ہوئے ۔

عظمائے۔ بڑے لوگ، مشہور و مستند علماء

(۷۴) صفحہ ۱۳۷

روشین۔ طرزِ تحریر۔
اگلوں۔ اساتذۂ قدیم۔
چاہ بے آب۔ وہ کنواں جس میں پانی نہو، اندھا کنواں۔
نخل۔ درخت۔
زوائد۔ فضول و بیکار باتیں۔
نگارش۔ تحریر۔
دمدمہ۔ مورچہ، چار دیواری جو قلعہ کے گرد ہوتی ہے۔

(۷۵) صفحہ ۱۳۸

قادر انداز۔ تیر انداز۔
قضا۔ حکم، موت۔
لسان الغیب۔ غیب کی زبان اپنی ذات سے مراد ہے۔
مقدور۔ مالی حالت۔
مساعدت۔ ساتھ دینا۔
واللہ علیٰ کل شئیٍ قدیر۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷۶) صفحہ ۱۴۰

آزردگی۔ ملال

(۷۷) صفحہ ۱۴۱

میگذارد۔ زندگی گذرتی ہے۔
لق و دق۔ ویران۔
ہو۔ وحشت، سنسانی۔
نشیب۔ نیچائی۔
صحرائے کربلا۔ کربلا کا میدان جہاں جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔
حسن اعتقاد۔ اعتقاد کی خوبی، یقین کی عمدگی۔

(۷۸) صفحہ ۱۴۳

معدوم محض۔ بالکل غائب۔
تحت۔ تابع۔
مردود۔ نکالا گیا، بے عزت۔
مطرود۔ نکالا گیا، راندہ۔
جام۔ پیالہ
سبو۔ مٹکا۔
بادۂ گلفام۔ پھول سی شراب۔

(۷۹) صفحہ ۱۴۴

ناسپاسی ۔ ناشکری ۔
عارف ۔ خداشناس، برگزیدہ ۔
زحیر ۔ بیماری شکم، مڑوڑا ۔
عوارض ۔ جمع ہے عارضہ کی، بیماریاں ۔
علاقہ ۔ واسطہ، تعلق، نسبت ۔
عملۂ فعلہ ۔ دفتر کے لوگ ۔
پت ۔ عزت ۔
دار و گیر ۔ پکڑ دھکڑ، گرفتاری ۔
معجزۂ اسد اللٰہی ۔ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کا معجزہ ہے ۔
ید اللٰہی ۔ ید اللہ جناب علی ابن ابیطالب کا خطاب ہے ۔

(۸۰) صفحہ ۱۴۶

محلقین رؤسکم ۔ سروں کو منڈ وانے والے ۔
تبرید ۔ ٹھنڈائی ۔

(۸۱) صفحہ ۱۴۷

خرافات ۔ لغو و بیہودہ باتیں ۔
بیت الخلا ۔ پاخانہ ۔
نادر ۔ نادر شاہ، فاتح ہندوستان ۔ جس نے محمد شاہ کے عہد میں دہلی میں قتل عام کیا تھا ۔
مستولی ۔ غالب ۔
قلم انداز ۔ نہ تحریر کرنا ۔
تتبع ۔ اختیار کرنا ۔ پیروی ۔
راہ و رسم ۔ تعلقات ۔
تعزیت ۔ پرسا دینا ۔
تہنیت ۔ مبارکباد دینا ۔
بالفعل ۔ اسوقت ۔
عالم ۔ دنیا ۔
عالم ۔ حال ۔

(۸۲) صفحہ ۱۵۱

آتش بے دود ۔ شراب ۔
آتش سیال ۔ شراب، رقیق آگ ۔
جرعہ ۔ گھونٹ ۔
نفس ناطقہ ۔ بولنے والا نفس ۔
تواجر ۔ اجر دینا، بدلہ دینا ۔
ساقی کوثر ۔ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ۔
مرافعہ ۔ اپیل ۔
یوسف ۔ جناب یوسف ابن یعقوب علیہ السلام

حسن جناب کا معجزہ تھا۔

زلیخا۔ زوجہ عزیز مصر جو جناب یوسفؑ پر عاشق تھیں۔

(۸۳) صفحہ ۱۵۲

مشوش۔ اسم فاعل، پریشان کرنیوالا۔

مشوّش۔ اسم مفعول، پریشان کیا گیا، یہاں اس معنی میں استعمال کیا ہے

نعل در آتش۔ فارسی محاورہ ہے، سخت پریشان، مضطرب۔

غرۂ۔ اوّل روز چاند کا۔

کالون۔ ہندوستانی فوج۔

گورون۔ انگریزی فوج۔

ان کال۔ یعنی وہ قحط جس میں اناج میسر نہ آئے۔

پن کال۔ وہ قحط جو بارش کی قلّت سے پڑے۔

(۸۴) صفحہ ۱۵۳

توکل و رضا۔ خدا پر بھروسہ کرنا۔

استغفر اللہ۔ میں خدا سے معافی چاہتا ہوں۔

لاموثر فی الوجود الا باللہ۔ وجود میں کوئی چیز اثر کرنے والی نہیں ہے مگر خدا کی مدد سے کر سکتی ہے۔

باطل ہوگیا۔ مٹ گیا۔

سبک سیر۔ تیز رفتار۔

ثبات قدم۔ ٹھہرنا، قیام۔

انجام کار۔ آخر، خاتمہ۔

عالم۔ حال۔

(۸۵) صفحہ ۱۵۵

مفرط۔ حد سے زیادہ گذرنے والا۔

(۸۶) صفحہ ۱۵۷

علاقہ۔ واسطہ۔

محبت ازلی۔ وہ محبت جو یوم خلقت سے ہو۔

بینائی۔ آنکھوں کی روشنی۔

دید وا دید۔ ملاقات، آمد و رفت۔

بیگانۂ یکدیگر۔ ایک دوسرے سے ناواقف۔

دیرینہ۔ پرانے، قدیم۔

عزادار۔ ماتم دار۔

سالک۔ جو راہ سے واقف ہو

(۸۷) صفحہ ۱۵۸

آگہی۔ واقفیت۔

مجہول۔ سربستہ، پوشیدہ۔

نوید۔ خوشخبری۔

(۸۸) صفحہ ۱۵۹

مہر انگیز۔ محبت بڑھانے والی۔

ید بیضا۔ روشن ہاتھ۔

آہنی۔ آہنی ملک میں رہنے والے۔

اثنا عشری۔ شیعہ۔ بارہ امام کا پیرو۔

خرافات۔ لغو۔

پارسے۔ لیکن۔

تزئین۔ زینت دنیا، آرائش۔

(۸۹) صفحہ ۱۶۱

درنگ۔ دیر۔

(۹۰) صفحہ ۱۶۲

چشم آفریں۔ امید بخشش، امید عفو۔

نسیان۔ بھولنا۔

متاع۔ جنس، اسباب۔

شاہوار۔ بادشاہوں کے لائق۔

مشوش۔ پریشان۔

مذہب۔ مطلا، سنہرا۔

لوح۔ تختی۔

خلد اللہ ملکہا۔ خدا اس کے ملک کو ہمیشہ رکھے۔

(۹۱) صفحہ ۱۶۴

صفر۔ عربی سال کا دوسرا مہینہ۔

عدم۔ نہ ہونا۔

سابقہ۔ پہلی۔

معرفت۔ ملاقات، شناسائی۔

قدر شناس۔ مرتبہ داں۔

رافت۔ شیرینی، عنایت۔

(۹۲) صفحہ ۱۶۷

مشکبار۔ مشک کی خوشبو پھیلانے والا۔

صریر۔ قلم کی آواز۔

آوازہ۔ شہرت۔

مدح گستری۔ تعریف کرنا۔

فرط۔ زیادتی۔

تعجیل۔ جلدی۔

آمیزش۔ میل، ملجانا، مخلوط ہونا۔

(۹۳) صفحہ ۱۶۸

مراسلہ۔ خط۔

مکالمہ۔ گفتگو۔

نگرانی۔ انتظار
زمزمہ پرداز۔ گانے والا۔
رہزنی۔ ڈاکہ۔
بوریا۔ چٹائی۔
نمرود۔ اُس بادشاہ کافر کا نام ہے
جس نے جناب ابراہیم کو آگ
میں پھنکوایا تھا۔

(۹۴) صفحہ ۱۷۱

عقدہ۔ گرہ۔
سررشتہ۔ دھاگے کا سرا۔
وسادہ۔ تکیہ۔

(۹۵) صفحہ ۱۷۲

سعید۔ نیک۔
فرخندہ فرجام۔ جس کا انجام بانتیجہ ہے
رنج سے باہر لانا اور مسرت بخشنا۔
اس رقم کی۔ اس حسن و خوبی کی۔
توقف۔ دیر۔
حقانی۔ وہ شخص جو خدائے تعالیٰ کی
محبت میں رہے۔

(۹۶) صفحہ ۱۷۳

شتاب۔ جلد۔

شکوہ گزار۔ شاکی۔
درخور۔ لائق۔
افزائش۔ بڑھنا۔
مرحبا۔ شاباش۔
سفینہ۔ کشتی۔
کف دست۔ ہتھیلی۔
ناطقہ۔ قوت گویائی۔
سرگریباں۔ حیران، سوچ میں۔
اختر سوختہ۔ نحس ستارہ۔ بدنصیبی۔
قیس۔ قیس عامری، مجنون۔
خال مشکیں۔ سیاہ تل۔
حجرالاسود۔ سیاہ پتھر جو خانہ کعبہ
میں نصب ہے جسے بوسہ دیا
جاتا ہے۔
صومعہ۔ حجرہ، عبادت خانہ۔
مہر نماز۔ سجدہ گاہ۔
میکدہ۔ شراب خانہ۔
خشت۔ اینٹ۔
خم صہبا۔ مٹکا۔
سویدا۔ نقطہ سیاہ جو دل پہ ہوتا
ہے۔

(۹۷) صفحہ ۱۷۶

رقعات عالمگیری۔ کتاب کا نام ہے
انشائے خلیفہ۔ کتاب کا نام ہے۔
فرنچ۔ ایک شراب کا نام ہے۔
شام پین۔ مشہور شراب ہے۔
پارسیوں۔ شراب کی دوکانیں اکثر پارسیوں کی ہوتی ہیں۔

(۹۸) صفحہ ۱۷۹

پیش آمد۔ نوید۔
منصبہائے۔ جمع ہے منصب کی۔
غطبیر۔ بڑے، بزرگ۔
مغل۔ مغل جان، مرزا حاتم علی بیگ مہر کی محبوبہ کا نام تھا۔

(۹۹) صفحہ ۱۸۰

صادق۔ سچا۔
سرگراں۔ ناخوش، خفا۔
توکلت علی اللہ۔ خدا کے بھروسہ پر۔

(۱۰۰) صفحہ ۱۸۱

اختلاط۔ ہنسی مذاق، دل لگی۔
کشیدہ قامت۔ لمبا۔
انگشت نما۔ بدنام۔

دیدہ ور۔ اہل نظر۔
ستائش۔ تعریف۔
خرقہ۔ لباس۔
پشمینہ۔ بالوں کا کپڑا۔
مرقومہ۔ لکھا ہوا۔
دیر آید درست آید۔ دیر لگنے سے کام اچھا ہوتا ہے۔ محاورہ ہے۔

(۱۰۱) صفحہ ۱۸۴

حسن بصری۔ ایک بڑے صوفی کا نام ہے جو بصرے کے باشندے تھے۔
سردفتر۔ سب سے بڑا۔
نمود۔ شہرت۔
ہم طرحی۔ ہم سری، برابری۔
ماسوا۔ علاوہ خدا کے سب۔

(۱۰۲) صفحہ ۱۸۵

عالم رنگ و بو۔ دنیا۔
مرشد کامل۔ ہادی، پیر، رہنما۔
ورع۔ پرہیزگاری۔
فسق و فجور۔ گنہگاری۔
اشک فشانی۔ رونا۔
قصر۔ محل۔

اقامت ۔ قیام ۔
جاودانی ۔ مستقل ۔
تصور ۔ خیال ۔
اجیرن ۔ وبال جان، وہ چیز جو اپنی
یکسانیت کی وجہ سے ناگوار
ہونے لگے ۔
زمردین ۔ سبز رنگ ۔
کاخ ۔ محل ۔
طوبیٰ ۔ ایک درخت کا نام ہے جو جنت
میں ہے ۔
تقویم ۔ جنتری ۔
پارینہ ۔ پرانی ۔
ہمہ جہت ۔ ہر اعتبار سے ۔

(۱۰۳) صفحہ ۱۸۷

تسخیر کرنا ۔ قابو میں لانا ۔
کرامت ۔ بخشش، عنایت و نوازش ۔
شعاع مہر ۔ مرزا حاتم علی بیگ کی
مثنوی کا نام ہے ۔

(۱۰۴) صفحہ ۱۸۸

ثبت ۔ قائم رہنے، منقوش ۔
جریدہ ۔ کتاب، صحیفہ ۔

دوام ۔ ہمیشگی ۔
عطوفت ۔ مہربانی ۔
معنون ۔ تحریر، عنوان ۔
صاحب فراش ۔ بیمار، بستر پر
پڑا رہا ۔
احتراق ۔ ایک بیماری ہے جس میں
جلد پھٹنے لگتی ہے ۔
مخبر ۔ خبر دینے والا ۔
بمثلہ ۔ اسی کے مانند ۔

(۱۰۵) صفحہ ۱۹۰

سادہ دل ۔ بیوقوف ۔
فتوح جدید ۔ نئی نوازش ۔
عتاب ۔ غصہ ۔
مجمل ۔ مختصر ۔

(۱۰۶) صفحہ ۱۹۱

صفائے ضمیر ۔ دل کی صفائی ۔ پاک
باطنی ۔
کشف حجاب ۔ راز دانی ۔
معیت ۔ ساتھ ہونا، ہمراہی ۔
سامی ۔ بلند، اونچا ۔
کشت خشک ۔ سوکھی کھیتی ۔

(۱۰۷) صفحہ ۱۹۳

کشتِ خشک ۔ سوکھی کھیتی۔

سپارش ۔ سپرد کرنا۔

سودازدہ ۔ دیوانہ۔

جالی ۔ روشن، ظاہر۔

جگر کاوی ۔ محنت۔

پیشگاہ ۔ دفتر۔

معتمد ۔ جس شخص پر بھروسہ کیا جاسکے

(۱۰۸) صفحہ ۱۹۴

آفریں ۔ مرحبا، شاباش۔

نہال ۔ پودا۔

مرسل الیہ ۔ جسکی طرف بھیجا جائے۔

(۱۰۹) صفحہ ۱۹۵

ترشح ۔ بوندیں پڑنا۔

افسردگی ۔ ملال۔

باآنکہ ۔ باوجود اسکے کہ۔

اوہام جمع ہے وہم کی، خیال فاسد۔

(۱۱۰) صفحہ ۱۹۶

کشف ۔ غیب دانی، کھولنا، پردہ اٹھانا۔

پیشکش ۔ ہدیہ، تحفہ۔

تفریض ۔ ملامت۔

صلہ ۔ بدلہ۔

جائزہ ۔ انعام۔

(۱۱۱) صفحہ ۱۹۹

تحویل ۔ سپردگی۔

اخوان الصفا ۔ پاک باطن دوست۔

خوشتر ۔ زیادہ مزہ دار۔

مصاحب ۔ دوست، ہمنشین۔

آمیزش ۔ ملنا جلنا۔

تصور ۔ خیال۔

خاطر آشوب ۔ دل کو پریشان کرنیوالا۔

(۱۱۲) صفحہ ۲۰۱

فتح ۔ زبر۔

ضم ۔ پیش۔

(۱۱۳) صفحہ ۲۰۱

مکرمت ۔ نوازش، بزرگی۔

شاکر ۔ شکر کرنے والا۔

افزائش ۔ زیادہ۔

عطیہ کبریٰ ۔ بہت بڑا تحفہ۔

موہبت عظمیٰ ۔ بہت بڑی بخشش۔

متین ۔ سنجیدہ۔

اعلان ۔ بیان کرنا کہنا ۔
کلمۃ الحق ۔ سچ بات ۔
ناسخ ۔ مٹانے والے، مسترد کرنے والے
دانائے رموز ۔ بھید جاننے والے ۔
اصفہانی ۔ ایرانی ۔
تیغ اصفہانی ۔ ایران کی تلوار، بیان
مراد فارسی زبان ہے ۔
ہرزہ گوئی ۔ بیہودہ گوئی ۔
تصرف ۔ قدرت ۔
اہدا ۔ ہدیہ دینا ۔
ہادی ۔ رہنما ۔
بالوف الاحترام ۔ ہزاروں تعظیموں
کے ساتھ ۔

(۱۱۴) صفحہ ۲۰۳

رعد ۔ ایک فرشتہ کا نام ہے، بجلی کی
کڑک ۔
رنجک ۔ فلیتہ ۔
عوارض ۔ جمع ہے عارضہ کی لاحق
ہونے والی چیزیں ۔
زہرہ ۔ پتہ ۔
اعجاز ۔ کرامت ۔

صور ۔ قیامت جس روز صور پھونکا
جائیگا، اسرافیل فرشتہ کا سنکھ ۔

(۱۱۵) صفحہ ۲۰۵

فرمان پذیر ۔ مطیع ۔
انطباع ۔ چھپوانا ۔
ارمغان ۔ تحفہ ۔

(۱۱۶) صفحہ ۲۰۵

مسموع ہوا ۔ سنا ہے ۔
عجب آیا ۔ تعجب ہوا ۔
نظیر ۔ مثال ۔
مجہول الحال ۔ نامعلوم شخص ۔
محرق ۔ جلانے والا ۔
تفضیح ۔ رسوائی کرنا ۔
اہل حرفہ ۔ تجارت پیشہ کاریگر وغیرہ ۔
قطب صاحب ۔ قطب صاحب کی لاٹ ۔

(۱۱۷) صفحہ ۲۰۷

آزردگی ۔ ملال ۔
اولیا ۔ جمع ہے ولی کی ۔
اشقیا ۔ جمع ہے شقی کی، سخت دل ۔
شیاد ۔ مکار، فریبی ۔
کیاد ۔ مکار فریبی ۔

زمرہ ۔ جماعت، گروہ ۔
خواص ۔ خاص لوگ ۔
صادق الولا ۔ محبت میں سچے ۔
مہر ۔ محبت ۔
صدق و صفا ۔ سچائی و پاک باطنی
غایت ۔ کثرت ۔
دافع ۔ دور کرنے والا ۔
ہذیان ۔ ایک مرض کا نام ہے جب
آدمی بے سر و پا بکنے لگتا ہے ۔

(۱۱۸) صفحہ ۲۰۸

اختر شناس ۔ نجومی ۔
گرہ ۔ ساعت ۔
زحمت ۔ تکلیف ۔
تعارف ۔ ملاقات ۔
بنا ۔ بنیاد، وجہ، سبب ۔
مودت ۔ محبت، موانست ۔
معانقہ ۔ باہم گلے ملنا
مکالمہ ۔ باہم گفتگو کرنا ۔
متحقق ۔ یقینی، تحقیق شدہ ۔
اصلاح ۔ درستی ۔
حسن و قبح ۔ بھلائی برائی ۔

بین الذاتین ۔ دو ذاتوں کے درمیان
ناگاہ ۔ یکایک ۔
تلمذ ۔ شاگردی ۔
حک ۔ چھیلنا، کھرچنا، درستی، اصلاح ۔
پایہ ۔ مرتبہ ۔
دستگاہ ۔ قدرت ۔
عندیات ۔ دل کی باتیں ۔
مستنبط ۔ نکالنا ۔
مستہن ۔ ذلیل سمجھا ہوا، ذلیل ۔

(۱۱۹) صفحہ ۲۱۰

اموات ۔ مردے ۔
متجاوز ۔ زیادہ ۔
بنا ۔ بنیاد ۔
باجماع جمہور ۔ سب لوگ عام طور پہ
اس بات میں متفق ہیں ۔
اضداد ۔ جمع ہے ضد کی ۔
استحکام ۔ مضبوطی ۔
انہدام ۔ گر پڑنا ۔
لطمہ ۔ تھپیڑا ۔
سیلاب ۔ طوفان ۔
جاودانی ۔ ابدی ۔

اہلاک۔ مارنا۔
محتسب۔ کوتوال۔
شید۔ مکر۔
صومعہ۔ عبادت گاہ۔
زرق۔ مکر۔
ریا۔ مکروفریب۔
نعمت خاں۔ نعمت خان عالی متخلص بہ عالی مشہور شاعر ہے۔
توغل۔ مشق کامل کرنا کسی کام میں بہت زیادہ مصروف رہنا۔
مطرب۔ گانے والا۔
معترض۔ اعتراض کرنے والا۔
مصر۔ اصرار کرنے والا۔

(۱۲۰) صفحہ ۲۱۳

مع الخیر۔ خیریت کے ساتھ۔
دارالریاست۔ صدر مقام۔
بہ جمعیت خاطر۔ اطمینان کے ساتھ
قدما۔ جمع ہے قدیم کی، پرانے لوگ۔
قائل۔ کہنے والا۔
عدم اعتنا۔ واقفیت کی کمی ہے۔
ماہ صیام۔ رمضان۔

غافر۔ بخشنے والے۔

(۱۲۱) صفحہ ۲۱۴

استناد۔ سند طلب کرنا۔
راجح۔ بہتر، فایق۔
معارض۔ معترض، جھگڑا کرنے والا۔
الحاق۔ ملانا۔
تاسف۔ افسوس کرنا۔

(۱۲۲) صفحہ ۲۱۶

عارف۔ خدا شناس۔
ورود۔ نزول، آنا۔
حول۔ قوت۔
وجہ۔ چہرہ۔
نامرئی۔ جو نظر نہ آئے۔
مجاز۔ حقیقت کی ضد ہے۔
تمتع۔ فائدہ۔
دقیقہ۔ نکتہ۔
مشبہ بہ۔ جس سے تشبیہ دی جائے۔
مشبہ۔ جس کو تشبیہ دی جائے۔
قباحت۔ برائی، عیب۔
محبوس۔ قیدی، زندانی۔
تنگ مایہ۔ کم علم۔

(۱۲۳) صفحہ ۲۱۸

بدین نمط۔ اس طرح پر

صادق الوداد۔ مخلص، سچی محبت کرنے والا۔

حظ۔ لطف، مزا، حصّہ۔

(۱۲۴) صفحہ ۲۱۹

کلبہ احزان۔ غمکدہ، مکان۔

(۱۲۵) صفحہ ۲۲۰

حکم۔ اثر۔

خوننابہ فشانی۔ خالص خون برسانا

بقیۃ السیف۔ جو تلوار سے بچ رہے تھے، زندہ تھے۔

تخییم۔ خیمے لگائے گئے۔

خیام۔ جمع ہے خیمے کی، ڈیرے۔

مظنہ۔ جائے گمان،

مسدود۔ بند۔

عطایا۔ جمع ہے عطیہ کی۔

مقدم۔ کسی جگہ جانا، قدم رکھنا۔

استفتا۔ کوئی بات دریافت کرنا۔

(۱۲۶) صفحہ ۲۲۱

پایاں۔ خاتمہ، آخر۔

توطیہ۔ لپٹیا، آخر حصہ ۳ ۱۸۶۱ء

گدائے مبرم۔ روز آنے والا فقیر، شکستہ حال فقیر۔

کامگار۔ کامیاب۔

جلیل القدر۔ بڑے مرتبہ والے۔

معرفت۔ ملاقات۔

بمجرد۔ فوراً

بایمائے۔ بہ اشارہ۔

سواد شہر۔ شہر کے باہر، آبادی سے نکل کر۔

متحیرانہ۔ حیرت کے ساتھ۔

اصل۔ جڑ۔

فرع۔ شاخ۔

متفرع ہوا۔ کس بات کا نتیجہ ہے۔

نہال۔ خوش و مسرور۔

(۱۲۷) صفحہ ۲۲۴

علی الرغم۔ بہ گمان، بہ خیال۔

اغنیا۔ جمع ہے غنی کی، مالدار۔

اہل توکل۔ خدا پر بھروسہ رکھنے والے۔

اہل تمول۔ دولت مند۔

مقرب۔ جو قریب ہو، مقبول بارگاہ۔

کبریا۔ خدا۔
مساکین۔ جمع ہے مسکین کی، غریب، فقیر، ناتواں۔
مفرد۔ واحد، ایک۔
اصناف۔ جمع ہے صنف کی، قسم۔
بینوائی۔ بے سروسامانی۔
تہیدستی۔ خالی ہاتھ ہونا۔
ناموس۔ حرمت، قاعدہ۔
حُب۔ محبت۔
جاہ۔ مرتبہ۔
تمکنت۔ قدرت، توانگری۔
مولوی معنوی۔ مولانا روم علیہ الرحمتہ
ریاضت شاقہ۔ سخت عبادت۔
ماسوائے اللہ۔ دنیا و علائق دنیا۔
اعراض۔ پرہیز۔
خلط۔ مل جانا۔
فثبت المدعا۔ پس ثابت ہوگیا مدعا۔

(۱۲۸) صفحہ ۲۲۷

مخل۔ خلل انداز۔
بالجملہ۔ حاصل کلام۔
نہایت۔ حد۔

ممتنع النظر۔ جس کی مثال نہ ملے۔
سلف۔ قدیم۔
خودستائی۔ اپنی تعریف۔
ادق۔ دشوار۔
منافی۔ مخالف۔ ضد۔
حفظ۔ یاد ہو جانا۔
عسیر الفہم۔ جو کم سمجھ میں آئے۔
بلغا۔ جمع ہے بلیغ کی۔
نااستوار۔ کمزور۔
متعدی۔ نحو میں وہ فعل جو مفعول کو چاہے۔
مسموع۔ سنا گیا۔

(۱۳۱) صفحہ ۲۳

نور اللہ قلبہ بالاسرار وجبینہ بالانوار۔ روشن کرے اللہ اُس کے دل کو اپنے بھیدوں سے اور اُس کی آنکھ کو اپنے نور سے۔
منطق۔ زبان۔
نفی۔ انکار۔
حذف۔ گرانا، کم کرنا۔
زوائد۔ جمع ہے زائد کی وہ جو مطلب سے

زیادہ ہو۔
سرتاسر۔ اوّل سے آخر تک۔
خرس۔ ریچھ۔
مدافعت۔ دور کرنا، ہٹانا۔
اکابر۔ بڑے لوگ۔
امت۔ قوم۔
منازعت۔ باہم لڑائی جھگڑا کرنا۔
تکفیر۔ کافر کہنا۔
تحمیق۔ احمق بنانا۔
نقشِ ہستی۔ زندگی
تحمل۔ ضبط، برداشت۔
تامّل۔ غور و فکر۔
سوختہ اختر۔ بدنصیب۔
ہندی نژاد۔ ہندوستانی۔
کاسہ لیس۔ برتن چاٹنے والا۔
نطق آشنا۔ بات کرنے والا۔
قیاس مع الفارق۔ ایک اصطلاح منطق ہے، دو جداگانہ چیزوں پر ایک حکم لگانا۔
ازلی۔ فطری۔
دستگاہ۔ ملکہ۔

جامع۔ جمع کرنے والا۔
ماخذ۔ اخذ کرنے کی جا۔
منشائے۔ سبب، وجہ۔
برتری۔ بزرگی۔
جعفر زٹلی۔ ایک شاعر کا نام ہے۔
فرخ سیری۔ عہد فرخ سیر بادشاد میں گذرا ہے۔
فرہنگ طراز۔ فرہنگ لکھنے والے، معنی کہنے والے۔
پچورنگ۔ گھایل، مارا ہوا، قتل کیا ہوا۔
نگارندہ۔ لکھنے والے۔
کجی۔ غلطی۔
توجیہات یاوہ۔ سرد و لیلیں، بے مغز باتیں۔
آگندہ گوش۔ بہرا۔
سہو۔ غلطی، بھول۔
ناظرین۔ دیکھنے والے
استعذار۔ عذر کرنا، معذرت چاہنا
وضوح۔ واضح ہونا۔
اغلاط۔ جمع ہے غلطی کی۔
جواز۔ جائز ہونا، درست ہونا۔

جذام ۔ کوڑھ ۔
جل جلالہٗ ۔ بڑا ہے خدا کا جلال ۔
عم نوالہ ۔ عام ہے اُس کی عطا و بخشش ۔
پاسخ نگاری ۔ جواب لکھنا ۔
خردہ گیری ۔ نکتہ چینی ۔
کلمات طیبات ۔ پاکیزہ فقرے ۔
وجدان ۔ ذوق، خوش فہمی ۔
موعودہ ۔ جس کا وعدہ کیا جائے ۔
وقاد ۔ بھڑکنے والا، برافروختہ ہونے والا ۔
نقاد ۔ پرکھنے والا ۔
دیدہ ور ۔ صاحب بصیرت ۔
باز پرس ۔ جوابدہی ۔
مصحف مجید ۔ قرآن متبرک ۔
جماد ۔ معدنیات / بے جان ۔
نبات ۔ گھاس پات، ترکاری وغیرہ ۔
تغیر ۔ بدلنا ۔
کودک ۔ لڑکا ۔
بصر ۔ نگاہ ۔
سمع ۔ سننا ۔
مستغیث ۔ استغاثہ کرنے والا، شکایت کرنے والا ۔

سماعت ۔ سننا ۔
تحریف ۔ کم کرنا ۔
مناظرہ ۔ بحث کرنا ۔
فراغ ۔ چھٹکارہ ۔
ہنجار ۔ طرز، روش ۔
صاحبان ننگ و ناموس ۔ ذی عزت لوگ ۔
جانگداز ۔ جان گھلانے والی ۔
استفسار ۔ پوچھنا ۔
امام المحققین ۔ تحقیق کرنے والوں کے پیشوا ۔
اجماع ۔ کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا ۔
فرمان پذیر ۔ حکم ماننے والے ۔
ماموم ۔ امام کی پیروی کرنے والا ۔
علی الترتیب ۔ ترتیب کے اعتبار سے
تعمیم ۔ عام استعمال ۔
اہمال ۔ مطلب کو چھوڑ دینا ۔
اشرف الانبیا ۔ سارے نبیوں میں سب سے بہتر ۔
مرتد ۔ وہ شخص جو مذہب اسلام سے پھر جائے
مردود ۔ نکالا گیا، بے عزت ۔

الناس اجمعین۔ سارے انسان۔
مرجع۔ رجوع ہونے کی جگہ۔
رحمت اللعالمین۔ دو عالموں کے لئے رحمت۔
خاتم المرسلین۔ پیغمبروں کے ختم کرنے والے یعنی یہ کہ انکے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں بھیجا گیا۔
مستہن۔ ذلیل کرنے والا، ذلیل سمجھنے والا
استہزا۔ تمسخر۔
رد۔ مخالفت۔
سوئے ادب۔ خلاف ادب۔
اہانت۔ ذلت، توہین۔
عزل۔ موقوفی۔
دارالحرب۔ لڑائی کی جگہ، جہاں لڑنا جائز ہے۔
شداد۔ ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے دعوائے خدائی کیا تھا اور بہشت تعمیر کرایا تھا۔
اشد۔ سخت تر۔
کذب۔ جھوٹ۔
مقہور۔ جس پر قہر نازل کیا جائے۔

مطعون۔ جسکو طعنہ دیا جائے، بدنام۔
کج فہم۔ بات کو غلط سمجھنے والا۔
مغلوب الغضب۔ غصہ ور۔
ابلغ۔ سب سے زیادہ بلیغ۔
احسن۔ سب سے اچھا۔
زیب افزائے۔ رونق بڑھانے والا۔
اورنگ۔ تخت۔
زمزمہ۔ نغمہ۔
الفقر فخری۔ فقیری میرا فخر ہے۔
حصیر۔ بوریا۔ چٹائی۔
شہد۔ شہد۔
گلیم۔ کمبل۔
فضلہ خوار۔ جھوٹا کھانے والے۔
ایہاالاخ المکرم۔ اے میرے بڑے اور بزرگ بھائی۔
مستوجب۔ لائق، سزاوار۔
عسس۔ کوتوال، محاسب۔
الحاق۔ ملانا۔
بوالعجبی۔ تعجب انگیز بات۔
منعم۔ صاحب دولت۔
بلاد۔ جمع ہے بلدہ کی، شہر۔

امصار۔ جمع ہے مصر کی شہر۔
سید ابرار۔ آنحضرت صلعم۔
بہتان۔ تہمت۔
عرصۂ محشر۔ میدان حشر۔
بازخواست۔ بدلہ لینا۔

(۱۳۲) صفحہ ۲۵۲

منت پذیری۔ احسان مندی۔
گرا۔ خدا بیہودہ گوئی۔
والا۔ بلند مرتبہ۔
توضیح۔ وضاحت کرنا۔
رجوع کرنا۔ توجہ کرنا۔
طریق۔ روبہ۔
مصلح۔ اصلاح کرنے والا۔
لسان۔ زبان۔
شارب۔ پینے والا۔
مترادف المعنی۔ ایک معنی رکھنے والا۔
تتبع۔ نقل کرنا۔
حسن مطلع۔ مطلع ثانی۔
انسب۔ نہایت مناسب۔
تعقید۔ ایک عیب کا نام ہے۔
صدرالصدور۔ صدر اعلیٰ، سب جج

(۱۳۳) صفحہ ۲۵۴

شدت۔ زیادتی۔
نسیان۔ بھولنے کا مرض۔
اتحاد رسمی۔ ایک نام ہونا۔
مودت۔ محبت۔
حک۔ چھیلنا، کھرچنا۔
ارزش۔ قدر و قیمت، حیثیت۔
فوق۔ بالاتر۔
محنت پژوہی۔ طبیعت پر جبر کرنا۔
جگر کاوی۔ غور و فکر کرنا۔
حرارت غریزی۔ حرارت طبعی۔
عناصر۔ جمع ہے عنصر کی۔
مکاتب۔ جمع ہے مکتوب کی، خط۔
الی الآن۔ اسوقت تک۔
ذی حیات۔ زندہ۔
عندالضرورت۔ ضرورت کے وقت
اقصائے۔ دور کے مقامات۔
جناب احدیت۔ خداوند تعالیٰ۔
جلت عظمتہ۔ اسکی شان بڑی ہے
مقبول قلوب۔ پسند۔ [illegible]
مطبوع طبائع۔ پسند خاطر۔

ایزد دانا و توانا ۔ خداوند تعالیٰ ۔
اعانت ۔ مدد ۔
ندور محقرہ ۔ ادنیٰ نذریں ۔
فروماندہ ۔ خستہ و مضمحل، عاجز ۔
کشاکش ۔ اینچا تانی ۔
معاصی ۔ گناہ ۔
تحصیل حاصل ۔ جو چیز میسر ہو اُسکے بہم کرنے کی کوشش، بمعنی سعی باطل، بیکار کوشش ۔
تطویل لاطائل ۔ بیکار بات کو بڑھانا
(۱۳۴) صفحہ ۲۵۶
محرق ۔ جلانے والا ۔
(۱۳۵) صفحہ ۲۵۷
رجا ۔ اُمید ۔
(۱۳۶) صفحہ ۲۵۷
موید ۔ تائید کرنے والا ۔
ظلمت ۔ تاریکی ۔
مرجع ۔ رجوع ہونے کی جگہ ۔
استصلاح ۔ طلب اصلاح کرنا ۔
استفادہ ۔ طلب فائدہ ۔
(۱۳۷) صفحہ ۲۵۸

تامل ۔ غور ۔
ہمتا ۔ برابر ۔
مردم ۔ پتلی ۔
عنا ۔ تکلیف، رنج، مصیبت ۔
مزارع ۔ بونے والے ۔
کشت ۔ کھیتی ۔
بامعان نظر ۔ غور کے ساتھ ۔
ان ہذا الامن برکتہ العلم یا مولانا و بالفضل و کمال اولانا
بیشک یہ علم کے طفیل سے ہے اے ہمارے آقا اور فضل و کمال میں ہم سے بڑھکر ۔
(۱۳۸) صفحہ ۲۶۱
پا در رکاب ۔ آمادۂ سفر ۔
عازم ۔ عزم کرنے والا، قصد کرنے والا ۔
تعزیت ۔ ماتم پرسی ۔
تہنیت ۔ مبارکباد ۔
ختم العلماء المتبحرین ۔ بہت بڑے عالموں میں سب سے بڑے ۔
دام بقاہ و زاد علاہ ۔ ہمیشہ وہ باقی رہے اور بلندی اسکی بڑھتی رہے ۔

غمخانہ - میرا مکان -
عذب البیان - شیریں گفتار -
رطب اللسان - شیریں گفتار -

(۱۳۹) صفحہ ۲۶۴

ضیق - تنگی -
سراسیمہ - گھبرایا ہوا -
تلمذ - شاگردی -
صادق القول - سچے -
کذب وگزاف - جھوٹ اور شیخی -
مسموع - سنا گیا، مستعمل -

(۱۴۰) صفحہ ۶۵

افاقت کلی - پوری فرصت پانا -

(۱۴۱) صفحہ ۶۶

ابلاغ - پہونچانا -
مسنون الاسلام - جیسے اسلام میں سُنت قرار دیا گیا ہے -
ارادت - مرید ہونا -
بلبین الافراد - فردوں کے درمیان یعنی شعروں کے درمیان -
بلبین السطور - سطروں کے درمیان کی جگہ -
معدوم - غائب -

ننگ آفرینش جس سے مخلوق کو شرم
وسوسہ - اندیشہ -

(۱۴۳) صفحہ ۲۶۹

اسقام - جمع ہے سقم کی بمعنی عیب

(۱۴۴) صفحہ ۲۶۹

سرآغاز - ابتدار -
ثمرہائے - پھل -
پلپش رس - جلد پکنے والے ابتدائے فصل میں پک جانے والے -
نوید - خوشخبری -
میمنت - برکت، سعادت -
رب النوع - اپنی قسم میں افضل، پہلوان میں سب سے بہتر ہے -

(۱۴۵) صفحہ ۲۷۰

منطق - کلام، گفتگو -

(۱۴۶) صفحہ ۲۷۱

قلم انداز - تحریر میں نہ لانا -
اخوان - بھائی -
پا بہ رکاب - آمادۂ سفر -
ناقل - نقل کرنے والا -

رجام۔ انجام، انتہا، نتیجہ۔
کشف۔ غیب دانی۔

(۱۴۷) صفحہ ۲۷۲

معدوم۔ جو چیز نہ ہو۔
وسع۔ دسترس، فراخی۔
خدنگ۔ تیر۔

(۱۴۸) صفحہ ۲۷۲

صدوسی۔ ایک سو تیس۔
نسیان۔ بھولجانا۔
لاحق۔ جو پیچھے سے آکر ملے۔
نقصان۔ کمی۔
محول۔ سپرد کیا گیا۔
بقیتہ النھب والغارت۔ لوٹ مار سے بچا ہوا۔

(۱۴۹) صفحہ ۲۷۴

بھمہ۔ وہ جو سمجھ میں نہ آئے۔
ابہام۔ جو واضح نہ ہو۔
توضیح۔ تشریح۔
اہمال۔ کمی۔
دوام۔ ہمیشگی۔
محدث۔ پیدا ہونیوالا جو پہلے نہ ہو۔

برشگال۔ برسات۔
موہبی۔ بخشے ہوئے۔

(۱۵۰) صفحہ ۲۷۵

آماس۔ ورم، سوجن۔
تکذیب۔ جھٹلانا۔
اختلاط۔ ہنسنا، بولنا۔

(۱۵۲) صفحہ ۲۷۶

دم۔ خون۔

(۱۵۳) صفحہ ۲۷۶

ابن الخال۔ بھانجہ، ماموں کا بیٹا۔

(۱۵۴) صفحہ ۲۷۷

ابتلا۔ علالت۔
اسقام۔ جمع ہے سقم کی بمعنی بیماری۔
آلام۔ جمع ہے الم کی بمعنی رنج

لاموجود الا اللہ	سوائے خدا کے کوئی موجود نہیں
ولا مؤثر فی الوجود الا اللہ	اور وجود پر اثر کرنیوالا خدا ہے سوائے اسکے کوئی نہیں ہے۔

(۱۵۷) صفحہ ۲۷۹

عالم بے رنگی۔ آخرت۔

(۱۵۸) صفحہ ۲۷۹

قبائل۔ کنبے والے۔

عشائر۔ کنبے والے۔

(۱۵۹) صفحہ ۲۸۰

حرز۔ تعویذ۔
مبداء فیاض۔ خداوند تعالیٰ۔
ازلی۔ جو ابتدائے آفرینش سے ہو۔
سرمدی۔ وہ جو ہمیشہ سے ہو جسکی ابتدا انتہا نہ ہو۔
عوارض۔ رموز۔
تلامذہ۔ جمع ہے تلمذ کی بمعنی شاگرد۔
سہام۔ جمع ہے سہم کی بمعنی تیر اور جیسے ہدف۔ نشانہ۔
ہے ہے۔ حیف۔
تنک مایہ۔ کم علم۔
معارض۔ معترض۔
اکابر۔ جمع ہے اکبر کی بہت بڑے۔
سلف۔ پرانے لوگ، قدما۔
نمط۔ روشن دستور۔

(۱۶۰) صفحہ ۲۸۲

معنون کرکے۔ عنوان لکھکر۔
نفور۔ نفرت کرنے والا۔

(۱۶۱) صفحہ ۲۸۶

عامیانہ۔ عوام کے طریقے پر۔
مشمول۔ شامل کیا جانا۔

(۱۶۲) صفحہ ۲۸۸

اعلیٰ علیین۔ جنت کا سب سے اونچا مقام۔
ابداع۔ جدت۔

(۱۶۳) صفحہ ۲۹۱

دوری۔ کبھی کبھی اٹھنے والا۔
جرعہ۔ گھونٹ۔

(۱۶۴) صفحہ ۲۹۱

خضر۔ جناب خضر علیہ السلام ایک پیغمبر کا نام ہے جو ہمیشہ زندہ سمجھے جاتے ہیں۔
خاص تراش۔ حجام۔

(۱۶۶) صفحہ ۲۹۴

نشیمن۔ بیٹھنے کی جگہ۔
نیر اعظم۔ آفتاب عالمتاب۔
مہروالا۔ محبت۔
بقید دوام۔ ہمیشہ کے لئے۔
مستولی۔ چھپاتے ہوئے۔

(۱۶۷) صفحہ ۲۹۹

ریاضت۔ محنت کرنا۔
شاقہ۔ سخت۔
اربعہ۔ چار۔
نشور۔ قیامت۔

(۱۶۸) صفحہ ۲۹۷

نطق۔ قوت گویائی۔
آفریدگار۔ پیدا کرنے والا۔
ترہات۔ خرافات، بیہودگیاں۔
سفینہ۔ کشتی۔
دیدہ ور۔ اہل نظر۔
روکش۔ عکس گیر۔
بوتراب۔ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔

(۱۶۹) صفحہ ۲۹۹

ارم۔ بہشت شداد کا نام ہے۔
رضوان۔ داروغۂ بہشت۔
نخل بند۔ مالی، باغبان۔
آبیار۔ پانی دینے والا۔
جمیل المناقب۔ عمدہ فضیلتوں والا ایک صفت
روز شمار۔ قیامت۔

(۱۷۰) صفحہ ۳۰۱

من حیثیت المعنی۔ معانی کے اعتبار سے

لعبت۔ معشوق۔
نظارگی۔ دیکھنا۔
سیر۔ تاریخ۔
ممتنع الوقوع۔ جو واقعہ نہیں ہو سکتے۔
سام۔ ایک شخص کا نام ہے جس کا ذکر شاہنامہ فردوسی میں ہے۔
سیمرغ۔ ایک خیالی پرند کا نام۔
حرب و ضرب۔ لڑائی، جنگ۔
رستم۔ ایران کے مشہور پہلوان کا نام ہے جو بہادری میں ضرب المثل ہے۔
اسفندیار۔ ایک پہلوان کا نام جس کا ذکر شاہنامہ میں ہے۔
زال۔ پدر رستم۔
فرعون۔ مصر قدیم کے ایک بادشاہ جو جناب موسیٰؑ کے عہد میں تھا۔ اصل میں فرعون ایک خاندان کا نام ہے۔
نمرود۔ ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور جناب ابراہیمؑ کو آگ میں پھکوایا تھا۔
صاحب قران۔ وہ شخص جس کی ولادت کے وقت دو سعد ستارے ایک برج میں ہوں۔